محبتِ اہلِ بیتؑ

حجۃ الاسلام
مولانا غلام حسین عدیل فاضل قم

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبت اہل بیتؑ

محبت اہل بیتؑ

حجۃ الاسلام علامہ غلام حسین عدیل (قدس سرہ)

ادارہ منہاج الصالحین
جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔ فون: 5425372

کل الحقوق محفوظة

نام کتاب .... محبت اہل بیتؑ

تالیف .... علامہ غلام حسین عدیل

پیشکش .... مولانا ریاض حسین جعفری (فاضل قم)

کمپوزنگ .... ادارہ منہاج الصالحین لاہور

کمپوزر .... ناصر تاج (بلو)

پروف ریڈنگ............ غلام حیدر چودھری

اشاعت .... اکتوبر 2004ء

ہدیہ ....

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

فرسٹ فلور، دوکان نمبر 20 الحمد مارکیٹ

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون۔ 7225252

فہرست

- کیا محبت ہو جاتی ہے؟ 9
- تقریظ 11
- مقدمہ 13
- بسمہ تعالیٰ 19
- دین اسلام میں محبت کا مقام 25
- محبت اہل بیت علیہم السلام کی ذمہ داری ہے 30
- محبت اہل بیتؑ حق ہے 33
- ولایت اہل بیتؑ فریضہ ہے 35
- اہل بیتؑ کے حقوق اور ہماری ذمہ داریاں 36
- صلوٰات 39
- عزاداری 42
- زیارات مقدسہ کی اہمیت وفضیلت 45
- محبت اہل بیتؑ ایجاد کرنے کے طریقے 53

- آغوش مادر ایک درس گاہ ہے 53
- والدین کی دعا 55
- والدین کی اخلاقیات کا بچے پر اثر 58
- خاک شفا اور آب فرات 61
- آب فرات 62
- خاک شفاء 64
- محبت اہل بیتؑ محبت خدا کا سبب ہے 65
- محبت اہل بیتؑ کے ماننے والوں پر خصوصی عنایات 71
- آئمہ کی نگاہ میں شیعہ کی عظمت و جلالت 72
- فضائل اہل بیتؑ 82
- محبت اہل بیتؑ نظام اسلام ہے 86
- محبت اہل بیتؑ محبت خدا ہے 87
- محبت اہل بیتؑ کی عظمت و جلالت اور آثار 91
- پہلا مقام حالت الاحتضار 92
- دوسرا مقام 92
- تیسرا مقام پل صراط ہے 93
- سات مشکل مقامات پر اہل بیتؑ کی محبت 94
- محبت اہل بیتؑ کی خصوصیات اور خاصیات 97
- اہل بیتؑ کی محبت گناہوں کو مٹا دیتی ہے 97

- محبت اہل بیتؑ حکمت ودانائی کا ذریعہ 98
- محبت اہل بیتؑ سے دین کامل ہوتا ہے 98
- محبت اہل بیتؑ شفاعت کا سبب ہے 98
- محبت اہل بیتؑ نور ہے 99
- اہل بیتؑ کی محبت قیامت کے دن امان کا ذریعہ 100
- محبت اہل بیتؑ پل صراط پر ثابت قدمی عطا کرتی ہے 100
- محبت اہل بیتؑ جہنم کی آگ سے محفوظ کرتی ہے 101
- اہل بیتؑ کی محبت میں بیس خوبیاں ہیں 104
- محبت اہل بیتؑ سے متعلق شکر اور تشویق 107
- محبت اہل بیتؑ عطیہ پروردگار ہے 114
- بچوں کے نام اہل بیتؑ کے نام پر رکھیں 114
- اہل بیتؑ کی تعظیم وتکریم 115
- معصومینؑ کی زیارت 120
- مراسم عزاداری اور دینی شعائر کی تعظیم 122
- امام زمانہؑ کی یاد 125
- اہل بیتؑ کی صفات جمالیہ اور کمالیہ کو بیان کرنا 129
- اہل بیتؑ کی نعمت اور واسطہ فیض ہیں 138
- اہل بیتؑ کی تعلیمات اور باطنی کمالات کی شناسائی 147
- فضائل اہل بیتؑ کے دو باب 151

- فضائل علمی 151
- اپنی خوشیوں کو حیات آئمہ کے ساتھ وابستہ کریں 155
- راہ محبت کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے 156
- روحانی ماحول اور معنوی فضا پیدا کریں 159
- تالیفات و تصنیفات اہل بیتؑ 162
- محبت اہل بیتؑ کی زندگی کے واقعات 163
- تکمیل اور تبصرہ 167
- محبت عمل کا پیش خیمہ بنتی ہے 168
- محبت میں افراط اور تفریط سے اجتناب کیا جائے 175
- محبت اہل بیتؑ کی نشانیاں 178
- محبت عمل و تقویٰ کا پیش خیمہ بنتی ہے 178
- اہل بیتؑ کے حبداروں کے ساتھ محبت 178
- اہل بیتؑ کے دشمنوں کے ساتھ بیزاری 180
- مصائب اور شدائد کے لیے کمر بستہ رہیے 184

کیا محبت ہو جاتی ہے؟

حال ہی میں ہم نے معروف دانشور حجتہ الاسلام مولانا غلام حسین عدیل صاحب قبلہ کی کتاب ''تفسیر سورہ توحید'' کی طباعت کی، کتاب اس قدر دلکش اور معنویت سے چھلک رہی تھی کہ محبان آل محمدؐ نے ہاتھوں ہاتھ لی۔ اس کتاب لطیف کو یورپ میں بڑی پذیرائی نصیب ہوئی اور پاکستان میں باذوق مومنین نے ہمیں خطوط و رسائل اور ٹیلی فونز اور ذرائع ابلاغ کے دوسرے ذرائع نے خواہش ظاہر کی کہ ایسے ادیب شہیر اور صاحب اسلوب و روش مؤلف و مصنف کو مزید تحقیق کرنی چاہیے، ادھر سے مولانا نے لندن سے ہمیں کئی مسودہ جات ارسال کر دیئے۔ میں نے مسودوں کی ورق گردانی کی تو دل سے دعا نکلی، مولانا غلام حسین عدیل صاحب زندہ باد، زندہ باد، آپ نے یورپ کے حسین وجمیل اور دلکش و دلربا ٹھنڈے اور آرام طلب ماحول ومعاشرے اور عریاں تہذیب میں بھی قلم کو تھامے رکھا اور اپنے ہم وطنوں اور دوسری دنیا کے لوگوں کو محبت اہل بیتؑ کے درس دیئے، اورانہیں در اہل بیتؑ پر آنے اور مودت ومحبت آل اطہارؑ کے جام پینے کے طریقے اور سلیقے سکھائے

محبت ایک وسیع موضوع ہے، جس پر جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہے، کیونکہ محبت کا کوئی خاص پیمانہ و مقیاس نہیں ہے، ہر کسی کا محبت کرنے کا انداز و معیار جدا ہے، اور اہل بیتؑ سے محبت کرنا ایک ایسا بحر بیکراں ہے جس کا کنارہ ناپید ہے۔ وہ قلوب لائق صد تحسین ہیں کہ جن کے اندر مودت اہل بیتؑ کے تلاطم موجزن ہیں، جبکہ اس کائنات کی وجہ تخلیق وجود پنجتنؑ ہے۔

برادر بزرگوار نے موضوع کو خوب نبھایا ہے، اور پوری محنت و ریاضت سے حق موضوع ادا کیا ہے۔ اور آپ نے خطباء اور منبری حضرات کو محبت کے گر بیان کیے ہیں۔ وہ لائق تحسین اور قابل استحسان ہیں۔ پروردگار بحق محمدؐ وآل محمدؐ ان کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے اور مزید تحقیق وجستجو کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں آل اطہار کا عبد حقیقی و واقعی بننے کا موقع مرحمت کرے۔

طالب دعا!

ریاض حسین جعفری (فاضل قم)

سرپرست ادارہ منہاج الصالحین لاہور

تقریظ

حضرت آیت اللہ سید محمد مہدی مرتضوی لنگرودیؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على محمد خاتم الانبياء والمرسلين وعلى آله المعصومين۔

وبعد كتابيكه از نظرخوانندگان محترم ميگذرد موضوع آن عاليترين موضوعات بعد از خدا شناسى است و مطالب آن بهترين وشيرين ترين مطالب است زيرا موضوعش راهنمائى محبت اهل بيت عصمت وطهارت است كه از خدا شناسى موضوعى بالاتر از شناخت اهل بيت عصمت وطهارت نيست ومطالب آن را خواهيد

د ید که چقدر مفید وار زشمند است خوشبختانه مولف بزرگوار جناب مستطاب دانشمند محترم وفاضل مکرم فخرالاعلام حجته الاسلام آقای غلام حسین عدیل تمام مطالب کتابرا بازحمت زیاد از مدارك ومآخذ صحیح جمع آوری نموده ودر دسترس شماخوانندگان عزیزقرار داده است شکر الله سعیه وجزاه الله عن الاسلام واهله خیرالجزاء امید است خوانندگان محترم ازمطالعه آن غفلت نفرمایند والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

عبده آل الصاحب
سید محمد مهدی
مرتضوی لنگرودی

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ سفراء الْمُقَرَّبِين، الذی سمی فی ملکوت السماوات باحمد وفی الارض بابی القاسم محمد وعلی اهل بیته الطیبین الطاهرین المعصومین ولعنة الله علی اعدائهم اجمعین من الآن الی یوم الدین۔

دین مقدس اسلام میں محبت کو دین کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ مذہب اسلام کی بنیادیں صلح و آشتی، اخوت و وحدت، پیار و محبت اور وحدت حقہ پر استوار ہیں۔ اسلام میں جنگ کا تصور ہی نہیں ہے، بلکہ اسلام نام ہی سلامتی، امن اور سکون کا ہے۔ جس کے رگ و ریشے میں حریت، آزادی، وحدت کلمہ اور عدل و عدالت کا جوہر شامل ہے۔ اسی لیے دین اسلام میں محبت کا

ایک خاص مقام ہے، چنانچہ محبت کے لیے علم ومعرفت شرط اول
ہے اورعلم ومعرفت کے ساتھ محبت اطاعت کا پیش خیمہ قرار پاتی
ہے۔

علم..........معرفت..........محبت..........اطاعت

پس علم وآ گاہی ،معرفت اور شناخت ہوگی تو محبت پیدا ہوگی۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ محبت بغیر علم ومعرفت کے میسر نہیں ہوسکتی اور محبت کے بغیر اطاعت کی منزل بھی نہیں آسکتی۔ لہٰذا دین وایمان اورقرآن وعترت کا محبّ عارف اوراطاعت گزار ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محبت کے حقیقی نقوش کو واضح کرنے کے لیے خدا نے اہل بیت کے گھر کا تعارف کرایا ہے، تاکہ معیار محبت برقرار رہے اورحق و باطل کے درمیان حد فاصل قائم ہوجائے۔

محبت اہل بیتؑ حکم قرآنی اورفرمان نبویؐ ہے۔ پروردگارعالم نے مودت اہل بیتؑ کو اجرِ رسالت قرار دیا ہے، چنانچہ اہل بیت علیہم السلام کی محبت فریضہ الٰہی اور امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ امام شافعی نے انہی مطالب کو اشعار کے پیرہن میں پیش کیا ہے۔

یا اهل بیت رسول الله حبکم
فرض من الله فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لاصلوة له

(الغدیر، جلد۲، ص۳۰۳)

''اے اہل بیت رسولؐ! آپ کی محبت وہ فریضہ ہے جسے خدا نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔ آپ کے لیے اس سے بڑھ کر کیا شان ہوسکتی ہے کہ اگر نماز (حالت تشہد) میں آپ پر کوئی صلوات نہ پڑھے تو اس کی نماز نماز ہی نہیں رہتی ہے۔،، (یعنی نماز باطل ہو جاتی ہے) پس محبت اہل بیت نظام دین و قرآن ہے، اسی لیے پیغمبر اسلام نے اپنی امت کو تاکید فرمائی۔

''اپنی اولاد کی تربیت میری محبت، میرے اہل بیت کی محبت اور
قرآن کی محبت کے زیر سایہ قرار دیں۔''

(احقاق، الحق جلد۱۸، ص ۴۹۸)

چنانچہ محبت رسول ، محبت اہل بیتؑ اور محبت قرآن دنیا و آخرت کا سرمایہ اور دین و دنیا کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے جو اولاد قرآن و اہلبیتؑ کی محبت کے سایہ میں پروان چڑھتی ہے وہ والدین کی سربلندی کا باعث بنتی ہے۔ ایسی اولاد صدقہ جاریہ کی حیثیت اور باقیات الصالحات شمار ہوتی ہے، تاہم ولائے اہل بیت اور محبت قرآن سے عاری اولاد والدین کے لیے پریشانی اور پشیمانی کا باعث بنتی ہے۔ ایسی اولاد قومی تشخص کو تاراج کر دیتی ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں رسوائی کا سامان فراہم کرتی ہے۔ مگر وہ اولاد جسے سورہ ''انا انزلناہ'' اور آیۃ الکرسی تک نہیں آتی وہ والدین کے لیے کیا نماز وحشت پڑھے گی؟ جسے دین و احکام اور تعلیمات قرآن و عترت کی خبر نہیں وہ والدین کے لیے کیا دعا و استغفار کرے گی؟ جو اولاد خود بے نماز ہے وہ والدین کی نمازوں کا کیا اہتمام کرے گی؟ جو خود واجبات کی پابند نہیں وہ والدین کے

واجبات کو کیسے ادا کرے گی؟

آیئے اور سوچیئے اپنی بہتری کے لیے! اپنی فلاح و بہبود کے لیے! اپنی سرفرازی اور سربلندی کے لیے! اپنی دنیا وآخرت کو آباد کرنے کے لیے! اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے! ان تمام متذکرہ امور کا راز بس یہی ہے کہ خود سازی کے ساتھ اپنی اولاد کی سیرت معصومین علیہم السلام کی روشنی میں تربیت کریں تو ہم کامیاب ہیں۔ محبت اہل بیتؑ دراصل تعلیمات اسلامی کی دفاعی لائن (Defence Line) ہے، جس کے ذریعے ہم اپنے عقائد، دین، شریعت اوراحکام کا دفاع کرتے ہیں۔

ولایت معصومینؑ وہ حصار ہے جس کے ذریعے ہر طاغوت سے محفوظ رہاجاسکتا ہے۔ اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ عالم اسلام دشمنوں کی عسکری اور فرہنگی یلغار کا شکار ہے۔ اور یہ بات مسلمہ ہے کہ تہذیبی اور فرہنگی ضربہ عسکری حملوں سے زیادہ خطرناک اور سنگین ہوا کرتا ہے۔ اس لیے کہ عسکری اور فوجی طاقت کے بل بوتے پر مفادات، غنائم اور کشور کشائی کی جاتی ہے، جبکہ تہذیبی اور سماجی شب خون میں دین و تدین اور اخلاق و اقدار کو پامال کیا جاتا ہے۔ عسکری ہجوم ہی لشکرکشی، دستوں کی آرائش، ہتھیاروں کی نمائش اور قتل وغارت ہوا کرتی ہے۔ جنگی تہذیبی حملوں میں سرد جنگ (Cold War) کے ذریعہ آہستہ آہستہ (Gradually) اذہان کے دھاروں کو موڑ کر بغیر کسی آہ وفغاں کے نفسانی استحصال اور روحانی قتل کیا جاتا ہے۔ عسکری تہاجم (Attack) میں دفاع کا موقع مل جاتا ہے، جبکہ تہذیبی حملوں کی بھینٹ چڑھنے والے بے صدا

چل بستے ہیں۔ عسکری حملوں میں دشمن بن کر مارا جاتا ہے، البتہ تہذیبی حملوں میں دوست بن کر دینی اقدار کو مسمار کیا جاتاہے۔ عسکری حملے بارڈرز (Boarders) اورمیدانوں میں ہوا کرتے ہیں جبکہ تہذیبی اور فرہنگی ہجوم خفیہ، گھروں کے اندر ہوتا ہے۔ عسکری حملوں میں B52 جیسے بم استعمال ہوتے ہیں اور تہذیبی جنگ میں ٹی۔ وی (T.V) سیٹلائیٹ (Sattelite) میڈیا (Media) بے ہودہ فلموں کے ذریعے زہریلی بمباری کی جاتی ہے۔ عسکری جنگ فوجی اڈوں، چھاؤنیوں، حکومتی حساس اداروں اور فرنٹ لائن (Frant Line) پر ہوتی ہے، جبکہ تہذیبی حملے مسجد ومنبر مدرسہ ومراکز، مطبوعات، تعلیمی اداروں (Education Departments) علمی خزانوں اور عقائد وافکار پر ہواکرتے ہیں۔ عسکری حملوں میں قومیں بیدار اور ان میں قیام (Uprising) کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگرتہذیبی اور فرہنگی ہجوم میں قومیں خواب غفلت کا شکار اور جذبہ قربانی سے بیزار ہو جاتی ہیں۔

پس اگر چاہتے ہیں کہ عسکری تہاجمات (Attacks) کے مقابلے ہی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنیں اور اپنی فرہنگی اور تہذیبی حدود میں کسی دشمن کوداخل نہ ہونے دیں تو اپنے آپ کو درِاہل بیت علیہم السلام پر لائیے۔ جہاں پہ ہر مظلوم کے حقوق کا دفاع کیاجاتا ہے، خواہ وہ کسی قوم وفرقے اور دین ومذہب کا ہو۔ درِاہل بیت پر ہر انسان کا تحفظ ہے۔ اس در پر حدود الٰہی کی پاسبانی ہوتی ہے۔

پس محبت اہل بیت کے سایے میں دین ودنیا کی سعادت ہے۔ زیرِنظر

کتاب میں محبت اہل بیتؑ کے وہ سلیقے بتائے گئے ہیں، جن پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان اپنی اولاد کے دلوں میں خاندان تطہیر کی محبت کو واضح کرسکتا ہے۔

اسی کے ساتھ ہی میں اپنے محترم برادر جناب مولانا رضی عباس کا مشکور ہوں، جنہوں نے ہماری کچھ تقاریر کو کیسٹوں کے قالب سے نکال کر تحریری صورت میں منقلب کیا۔ جس کے بعد ہم نے کچھ اضافات کئے اور تکمیل و تبصرہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں ۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ جناب مولانا صاحب کی توفیقات میں اضافہ اور ان کے فیوض و برکات کو تادیر باقی و برقرار رکھے۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوند عالم ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے کہ خاندان تطہیر کی محبت کے سایے میں اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرسکیں۔ پروردگار ہمیں اپنے نیک مخلصین بندوں میں شمار فرمائے اور ہمیں منجی بشریت نور آل محمدؑ (عجل اللہ تعالٰی فرجہ الشریف) قطب عالم اس کائنات کا مرکز امام زمانہؑ کے خدمت گزار ناصرین میں شمار فرمائے۔

غلام حسین عدیل

(انگلستان)

بسمہ تعالیٰ

یہ بات مسلمہ ہے کہ دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے تعلقات کی خوشگواری اور باہمی تعلقات ایک ناگزیر امر ہے، اس لیے کہ باہمی روابط کے بغیر تو انسان کا جینا دوبھر ہوجائے۔ چنانچہ ہر ایک اپنی ضروریات میں بالآخر ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ باہمی، تعلقات الفتوں اور یگانگت کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ جوں جوں روابط بڑھتے جاتے ہیں، دوریاں گھٹتی جاتی ہیں۔

اس لیے کہ تعلقات محبتوں کو ایجاد کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ انسان کا تعلق خواہ محسوسات سے ہو یا معقولات سے جس چیز سے جس حد تک زیادہ تعلق ہوتا ہے، اسی حد تک اس کے ساتھ محبت بھی ہوا کرتی ہے۔ پس اسی طرح دینی تعلقات بھی ہیں جوں جوں دینی تعلق بڑھے گا، اسی طرح انسان مہذب، دینی شعائر اور حقائق کا پابند ہوگا۔ پھر اس کے اندر انحرافات، گناہ، مفاسد کا خاتمہ ہوگا اور اسی اعتبار سے اس میں اخلاقی، معاشرتی اور دینی تڑپ پیدا ہوگی۔

اسی طرح جب اہلبیتؑ کے ساتھ ہمارے تعلقات بڑھیں گے تو

ہمارے دلوں میں اہلبیتؑ کی پاک سیرت کے چراغ روشن ہوں گے۔نتیجتاً ہم میں دینداری بھی زیادہ ہوگی۔

ظاہر ہے اہل بیتؑ سے عشق ومحبت کرنے والا شخص ہر قسم کے گناہ اور فساد سے محفوظ ہوجاتا ہے، اس لیے کہ گناہ اور عقیدۂ تطہیر کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ حقیقی محبت اہلبیت اطہارؑ بذات خود ایک ڈھال ہے۔ گناہوں سے بچالیتی ہے۔

جیسا کہ امام شافعی نے کہا ہے:

عَلِیٌّ حُبُّہٗ جُنَّۃٌ

''حضرت امام علیؑ کی محبت ڈھال ہے۔''

حب علیؑ گناہوں سے بچالیتی ہے۔ مفاسد سے روکتی ہے۔ اخلاقی برائیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔البتہ یہ بات ضروری ہے کہ محبت اور دوستی، بیداری اور آ گاہی کے ساتھ ہو۔ عشق ومحبت بصیرت اور معرفت کے ساتھ ہو کیونکہ جب تک انسان کے اندر بصیرت ومعرفت نہیں ہوگی، اس وقت تک حقیقی محبت دل میں راسخ نہیں ہوسکتی۔ آخر محبت کے لیے بھی تو ایک ٹھوس بنیاد کی ضرورت ہے اور وہ زینے بصیرت ومعرفت سے طے پاتے ہیں۔ عقائد ونظریات محبت کی بنیادوں کو محکم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس دور کی پرخار وادی میں ایک بڑا مسئلہ اعتقادی اور نظریاتی مسائل ہیں، جب تک ہماری نئی نسل (Newgeneration) کی دینی، مذہبی، اور عقیدتی بنیادیں مضبوط نہیں ہوں گئیں اس وقت تک نہ ظاہری انقلاب کی توقع ہے اور نہ باطنی انقلاب پیدا

ہوگا اور معاشرہ جوں کا توں رہے گا۔ اس لیے کہ انقلاب احساسات وجذبات اورعقائد ونظریات کا مجموعہ ہے۔

یہ بات صحیح ہے کہ اقتصادی مسائل پر بھی توجہ دینی چاہیے، مگر ان کے ساتھ ساتھ اعتقادی مسائل بھی بہت اہم ہیں۔ اگر اعتقادی مسائل میں کمزوری اور دینی تربیت میں ضعف و ناتوانی بدستور جاری رہے گی تو پھر ماحول سازی اور ایک پاک وپاکیزہ معاشرے کی تعمیر میں کردار ادا نہیں کر پائیں گے۔

اس وقت نسل جوان کی تعمیر وترقی کا راز اعتقادی اورنظریاتی بنیادیں ہیں۔ جب یہ بنیادیں محکم (Solid Foundation) ہوں گئیں تو پھر ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل پائے گا۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہے جن لوگوں کے اعتقاد مضبوط اورنظریات پختہ ہوتے ہیں وہ کتابوں کی موجوں، اخلاقی فسادات اجتماعی برائیوں کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار نظر آتے ہیں۔ تاہم جن کے سامنے کوئی منزل نہیں اور جن کا نظریہ ہی نہیں ہوتا وہ گناہوں کی موجوں میں خس وخاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں۔

فساد اخلاقی کے مقابلے میں ہمیشہ پختہ عقیدہ ہونا ضروری ہے۔ آپ نے غور کیا اس وقت عالم اسلام کے خلاف کن ہتھیاروں اور حربوں کو استعمال کیا جارہا ہے۔ یہی عقیدتی، نظریاتی اور فرہنگی حربے ہیں جو تیغ وشمشیر سے زیادہ برندہ ہیں۔

عالم طاغوت عقائد ونظریات کو چھین کر مسلمانوں کی اقدار کو چھیننا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہوشیار ہونے کی ضرورت ہے۔ غفلت کی نیند سونے والا شخص کبھی

اپنے دشمن کا دفاع نہیں کرسکتا۔ اس وقت عالم استکبار کی پوری کوشش ہے کہ جوانوں کے دلوں سے کسی طرح محبت اہلبیتؑ کو چھینا جائے۔ چنانچہ وہ اپنے مذموم ارادوں کے حصول کے لیے کئی ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں۔ کبھی دین وفرہنگ کا نام لے کر، کبھی روشن فکری کا نعرہ بلند کرکے انہیں دام میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ تاہم اس ضمن میں وہ کئی قسم کے وسائل کو بھی بروئے کار لاتے ہیں۔

مثلاً میڈیا، ٹیلی ویژن، ریڈیو، نیوز پیپر، انٹرنیٹ اور دیگر اسی قسم کے وسائل ان مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، حتیٰ کہ بعض اوقات انہیں لٹریچر کے علاوہ منشیات اور بے راہ روی کے ذریعے منحرف کیا جاتا ہے، تاکہ ان کی پرواز فکری کو روکا جائے۔ جوانوں کو ان پراپیگنڈوں کے مقابلے میں بیدار اور اذہان کے لٹیروں سے ہوشیار ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں سیرت آل محمدؐ وہ بہترین وسیلہ ہے جس پر چلتے ہوئے انسان ہر قسم کی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

لہٰذا ہمارا فریضہ ہے کہ دشمن کو پہچانیں اور ان کے ہتھکنڈوں کو جانیں اور پھر لائحہ عمل طے کریں۔ اگر ان کے حیلے اور حربے ہی نہ سمجھ سکے تو چہ بسا ہم دھوکے میں آجائیں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ طاغوت بالکل خاموش ہے انہیں ہمارے مسائل کے بارے میں کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ ہماری کسی حالت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ میرے خیال میں یہ خیال خام ہے۔ یہ غفلت کے ساتھ ساتھ سادگی بھی ہے۔

لہٰذا اہل اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ آفات کو پہچانیں اور ان سے چھٹکارا

حاصل کریں۔ چنانچہ علم وآگاہی اور فکری اعتبار سے لیس ہو کر قرآن وعترت کے سایے میں سماج کی اصلاح کریں، اور معاشرے کو فسادات اور اخلاقی رذائل سے پاک کریں۔ اپنے اندر عقیدتی بلندیاں اوراخلاقی صفات پیدا کریں اوردنیا کو بتائیں کہ دین راہ جحت ہے۔ درحقیقت دین محبت کا نام ہے۔ دین ہی محبت سکھاتا ہے۔ اسلام مذہب جنگ نہیں مذہب محبت وفرہنگ ہے۔

یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ محبت قرآن اور اہل بیتؑ رکھنے والا انسان فسادات اور برائیوں سے دور ہوا کرتا ہے۔ اگران کے ساتھ محبت نہیں توانسان راہ حق سے دور ہوجاتا ہے۔ یہ علمی وعملی مرکز میں اسوۂ حسنہ ہیں۔

سب سے پہلے ہر والدین کی ذمہ داری اور اولیاء وسرپرست کا فریضہ بنتا ہے کہ اپنے بچوں اورجوانوں کو تبلیغی مراکز اورسنٹر کی طرف راہنمائی کریں اور ان مراکز کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی تعلیم اورجوانوں کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ مراکز ذمہ دار ہیں کہ صحیح طور پر عملی اعتبار کے ساتھ اہلبیتؑ کی محبت ایجاد کریں۔ نسل جوان کے دلوں میں محبت اہلبیتؑ کو اجاگر کریں، علاوہ ازیں ہر ذمہ دار شخص کا فریضہ ہے خواہ وہ معلم ہو یا مبلغ ہو مدرس ہو یا عالم ہو استاد ہو یا والدین ہوں بھائی ہوں یا بہنیں ہوں جس جس حد تک ممکن ہو اپنے فریضے کو ادا کریں۔

اس لیے کہ اس فریضہ کو فراموش کرنا اصل میں مفاسد کو قریب لانے کے مترادف ہے۔

دین اسلام میں محبت کا مقام

دین مقدس اسلام میں محبت کو ایک خاص مقام حاصل ہے، چنانچہ محبت کو معیار دین قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ جب امام علیہ السلام سے دین کے متعلق پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

"کیا دین محبت کے سوا بھی کوئی چیز ہے"

(بحارالانوار، جلد نمبر ۷۵، ۶۲۲)

قرآن کریم میں بھی محبت کو اجر رسالت قرار دیا ہے اور مودّت اہل بیت ہے۔محبت کیا ہے؟ محبت درحقیقت دل و دماغ اور اندرونی احساسات کے تعلق کا نام ہے۔

چنانچہ مودت اہل بیتؑ جب انسان کے رگ و ریشے میں سرایت کرتی ہے تو اس کے اندر خرافات' لغزش اور خطائیں مٹ جاتی ہیں۔ اس لیے کہ محبّ محبوب کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ روایات میں محبّ اہل بیتؑ اور آیت میں مودت فی القربیٰ کو ایک فرض الٰہی قرار دیا گیا ہے اور روایات میں عبادت کی قبولیت کا معیار بتایا گیا ہے۔

تمام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ عبادت کی قبولیت محبت اہل بیتؑ پر موقوف ہے۔چنانچہ امام شافعی کے اشعار میں بھی ملتا ہے۔

یا اهل بیت رَسول اللّه حبّکُم
فرض من اللّه فی القرآن انزلَه
کَفَاکُم منِ عظیم القدرِ اِنکُمْ
مَن لَمْ یصل علَیکُمْ لَا صلوة لَهٗ

(الغدیر، جلد۲، ص۳۰۳)

"اے رسول خدا کے پاک اہل بیتؑ! آپ کی محبت وہ فریضہ ہے جسے خالق نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔آپ کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فخر ہو سکتا ہے کہ اگر حالت نماز میں آپ پر کوئی صلوات نہ پڑھے تو اس کی نماز نماز نہیں رہتی یعنی باطل ہو جاتی ہے۔"

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا کہ محبت تعلق ایجاد کرتی ہے، کیونکہ محبت انسان کو سیرت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور قول وفعل پر عمل کا ذریعہ بنتی ہے

چنانچہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَدِّبُوْاَوْلَا دَکُمْ عَلٰی حُبِیّ وَحُبُّ اَهْلُبَیْتِیْ و الْقُرَآنِ

(احقاق الحق، ج ۱۸ :۴۹۸)

"اپنی اولاد کی تربیت میری محبت میرے اہل بیتؑ کی محبت اور قرآن کی محبت کے زیر سایہ کرو"۔

آپ نے غور فرمایا یہاں پیغمبر اسلام نے تین محبتوں کا تذکرہ فرمایا ہے یعنی اپنی اولاد کی تربیت اس انداز سے کرو اور انہیں اس طرح ادب سیکھاؤ کہ ان کے دلوں میں میری محبت راسخ ہو جائے۔ میرے اہل بیت ؑ کی محبت جاگزین ہو، اور قرآن کی محبت پیدا ہو۔ پس ہر مسلمان کو چاہیئے کہ تربیت کی راہ میں اس حدیث شریفہ کو زندگی کا لائحہ عمل قرار دیں، چنانچہ ایسی تعلیم و تربیت ہو، جس کے اندر نقش قرآن اور اہل بیتؑ ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْداَحَبَّبَنَااِلَى النَّاسِ وَلَمْ يُبَغِّضْنَااِلَيْهِمْ

(بحار، الانوار ج ۷۵، ۳۴۸)

"خدا رحم کرے اس بندے پر جو ہماری محبت کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کرے اور لوگوں کو ہم سے دور نہ کرے"۔

امام علیہ السلام دعا فرمارہے ہیں اس شخص کے لیے جو اہل بیت ؑ کی محبت کو لوگوں کے دلوں کے اندر راسخ کرتا ہے۔ اس کی تبلیغ کا دارو مدار محبت اہل بیتؑ ہوتا ہے۔ بالخصوص امامؑ اپنے ماننے والوں کو یوں تاکید فرماتے ہیں :

اَحِبُّوْنَا اِلَى النَّاسِ وَلَمْ تبغضُوْنَااِلَيهِمْ جُرُّوا اِلَينَا كل مَوَدَّةٍ وَادفعُوا عنَّا كُلَّ قَبِيْحٍ۔ (بشارة المصطفى، ۲۲۲)

"آپ ایسا کام کریں کہ لوگ آپ کو دیکھ کر ہم سے محبت کریں اور ہر اس کام سے اجتناب کرو جسے دیکھ کر لوگ ہم سے دور ہو جائیں"۔

لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت پیدا کریں اور اس کام سے بچیں جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں۔ایک اور مقام پر امامؑ فرماتے ہیں:

شیعَتُنَا کُوْ نُوا اَلنَازَیْنَاوَلَاتکُوَنوا عَلَیْنَا شَیئًا

"اے ہمارے شیعو! ہمارے لیے زینت کا باعث بنو ہمارے لیے اہانت اور رسوائی کا باعث نہ بنو"۔

پس جس قدر محبت کا تعلق اور قلبی ارتباط زیادہ ہوگا، اسی قدر ہم فکری اور ہم آہنگی پیدا ہوگی۔

تاہم یہ بات واضح ہے کہ اہل بیت ؑ علیہم السلام کی محبت کے کئی پہلو ہیں۔

عقائد ونظریاتی لحاظ سے، علم ومعرفت کے اعتبار سے' فرامین اور احادیث کے حوالے سے عقل' منطق اور دیگر دینی منابع کے اعتبار سے' چنانچہ یہ وہ پہلو (dimensions) ہیں جو زندگی کے ہر مرحلے کے لیے ضروری ہیں، اس لیے کہ اہل بیتؑ علم وعمل اور معرفت کے خزانہ اور مرکز ہیں، جب کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ علم سے معرفت اور معرفت سے محبت ایجاد ہوتی ہے اور محبت اطاعت کا پیش خیمہ قرار پاتی ہے علم......معرفت ......محبت اطاعت اور یہ چیزیں ہیں جو پیامبر اسلام نے حدیث کے اندر بیان فرمائی ہیں اور انہی عناصر سے انسان کی سعادت وخوش بختی رقم ہوتی ہے۔

پیامبر گرامی فرماتے ہیں:

مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بَرَآءَ ةٌ مِنَ النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ

جِوَازٌ عَلَى الصِّرَاطِ اَلوِلَايَةُلآلِ مُحَمَّدٍاَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ۔ (ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۷۸)

""آل محمد کی معرفت اورشناخت جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ ہے اور آل محمدؐ کی محبت پل صراط سے عبور کرنے کا پروانہ ہے اور آل محمدؐ کی ولایت عذاب سے امان کی ضمانت ہے۔"

جو انسان محبت اہل بیتؑ رکھتا ہے گویا کہ اسے پل صراط عبور کرنے کا پروانہ مل گیا ہے، اور آل محمدؐ کی معرفت اور ولایت سے جہنم کی دھکتی ہوئی آگ سے بچالیتی ہے۔

حضرت امام جعفرؑ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلْحُبُّ فَرْعُ الْمَعْرِفَةِ (بحارالانوار/۱۶۲/۱۹۰)

""محبت معرفت کا ہی حصہ ہے"۔

کیونکہ معرفت ہوگی تو محبت ہوگی محبت بغیر معرفت کے میسر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا دونوں کا آپس میں گہرا ربط ہے۔

محبت بہر کیف دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ احساسات کے لحاظ سے بھی بہت موثر ہے اور اس کی خیر وخوبی کے پیش نظر محبت اہل بیت علیہم السلام کو جزو دین قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض روایات میں دین ومحبت کو ایک دوسرے کا لازمہ ٹھہرا دیا گیا ہے۔ یعنی دین بذات خود محبت ہی کا نام ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

هَلِ الدِّيْنُ اِلَّا الْحُبُّ ۔(میزان الحکمتہ ج ۔ ۲۶)

''کیا دین محبت کے سواء بھی کوئی چیز ہے۔''

الدِّیْنُ ھُوَ الْحُبّ وَالْحبّ ھُوَالدِّیْنِ

(بحارالانوار، ج۶۶۔ ۲۳۸)

دین اصل میں محبت کا نام ہے اور محبت ہی دین ہے۔

یعنی دین کو محبت سے جدا کیا نہیں جا سکتا اور محبت کو دین سے جدا نہیں کیا جاتا۔

محبت دین کا لازمہ ہے اور محبت کا ذریعہ ہے، چنانچہ دین محبت آفرین ہے۔ بس جہاں حقیقی محبت ہے وہاں حقیقی دین ہے اور جہاں دین ہے وہاں محبت ہے۔ البتہ دنیا کی آرٹی فیشل (ARTIFICIAL) محبت کہاں دین بلکہ بے دینی سکھاتی ہے۔ چنانچہ بے دین کبھی محبّ نہیں ہوسکتا حقیقی محبت رکھنے والا ہمیشہ دین دار اور ہمیشہ محبت کرنے والا ہوتا ہے۔

محبت اہل بیت علیہم السلام ذمہ داری ہے

اللہ تعالی نے محبت کی ذات میں وہ خصوصیت عطا کی ہے جو محبّ کو اطاعت کے لیے تڑپاتی ہے۔ البتہ یہ بات بھی خیال خاطر میں رہے کہ محبت اہل بیتؑ وہ گوہر ہے جو ہر دل کے اندر جاگزیں نہیں ہوتا، بلکہ اس کے حصول کے لیے پہلے صلاحیت پیدا کرنا ہوگی۔ ورنہ محبت اہل بیتؑ کی منزل تک نہیں آئے گی۔ قابلیت اور صلاحیت کے حصول کے لیے محرمات کا تذکرہ کرنا شرط اوّل ہے، اور واجبات کی ادائیگی اس کا پہلا درجہ ہے۔ چنانچہ ان ابتدائی

صلاحیات کے بعد ارتقائی منازل کا آغاز ہو جاتا ہے ۔اور پھر دوسری طرف جس دل کے اندر بغض وعناد' بخل اور حسد ہے اس دل کے اندر محبت اہل بیتؑ نہیں آسکتی، اس لیے کہ جب تک انسان ان آلودگیوں کو دور نہیں کرتا اس وقت تک محبت اہل بیتؑ سے استفادہ نہیں اٹھا سکتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم محبت اہل بیتؑ کیوں کریں؟ آخر اہل بیتؑ کی محبت کیوں ضروری ہے؟ سب سے پہلی بات ہے کہ اہل بیتؑ کی محبت قرآن وسنت کی روشنی میں فریضہ و ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ایک حق بھی ہے۔

قرآن اور روایات میں کئی مقامات ہیں جہاں پر اہل بیتؑ کی محبت کو ایک فریضہ قرار دیا گیا ہے ۔اہل بیت کی محبت کو اجر رسالت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قُلَ لا اَسئَلُکُم علیه اَجراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی اَلقُرْبٰی

(سورہ شوریٰ، آیت ۲۳)

درحقیقت اہل بیتؑ کی محبت بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

زیارت جامعہ میں ہے:

بِمَوَالَاتِکُمْ تُقبل الطَّاعَةُالمُفْتَرِضَة وَالَکمْ مَوَدَّةُ الْوَاجِبَة۔ (مفاتیح الجنان)

''اے اہل بیتؑ نبوت! آپ کی ولایت سے اطاعتیں قبول ہوتی ہیں''

پیامبر اکرمؐ ایک مفصل حدیث میں حضرت ابوذرؓ، حضرت سلیمانؓ اور حضرت مقدادؓ کو فرماتے ہیں :

إِنَّ مَوَدَّةَ أَهْلَ بَيتِي مَفرُوضَةٌ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُؤمِنٍ وَ مُؤمِنَةٍ" (بحارالانوار، جلد۲ ص۲۵۴)

"بے شک محبت اہل بیتؑ وہ فریضہ ہے جو ہر مومن اور مؤمنہ پر واجب ہے"

یہ بزرگ صحابی وہ ہیں جن میں سے ہر ایک کی ایک خاص فضیلت ہے۔ حضرت سلیمانؓ کے متعلق فرمایا:

اَلسَّلْمَانُ مِنَّا اهل البیت

حضرت ابوذرؓ کے لیے فرمایا: اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ابوذرؓ سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں وَعَلِیّ اِمَامَهٗ نگران کے بھی امام علیؑ ہیں۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ علیؑ مولیٰ سید الصادقین اور سچوں کے امام ہیں۔ پس پیغمبر اسلامؐ نے ان بزرگ اصحاب کو امت مسلمہ کے لیے پیغام دیا کہ محبت اہل بیتؑ وہ فریضہ ہے جو ہر مومن اور مومنہ پر واجب ہے۔

محبت اہل بیتؑ حق ہے

محبت اہل بیتؑ وہ حق ہے جس کی ادائیگی واجب ہے۔ محبت اہل بیتؑ کے ذریعہ فرائض قبول ہوتے ہیں۔ حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ لِحُبِّ آلِ نَبِيِّكُم فإنَّ حَقُ اللّٰه عَلَيْكُمْ

""آل نبیؑ کی محبت آپ پر لازم ہے اس لیے کہ آپ پر اللہ کا حق ہے۔"" (غررالحکم حدیث، ۶۱۶۹)

پیامبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

مَنْ تَمَسَّكَ فِي عِتْرَتِي مِن بعدي كَانَ مَنَ الْفائِذِيْن

""جو بھی میرے بعد میری عترت کے ساتھ تعلق رکھے گا۔ ان کے نقش قدم پر چلے گا اس کا شمار کامیاب لوگوں میں سے ہوگا""

پیامبر اسلامؐ نے پیش گوئی فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ ضمانت بھی دی ہے، کہ میرے بعد میرے اہل بیتؑ سے محبت کرنے والا کامیاب زندگی گزارے گا، کیونکہ فتنوں کی آگ میں محبت اہل بیتؑ وہ ذریعہ ہے جو نجات کا سامان فراہم کرتا ہے۔ انسان اس دنیا میں کامیاب اور اس دنیا میں سرخرو

ہوتا ہو۔ پس اگر کوئی کامیاب زندگی گزارنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ اہل بیتؑ کی پاک سیرت کے ساتھ تمسک اختیار کرے یقیناً کامیابیاں اس کے قدم چومیں گیں۔ پس اہل بیتؑ کی محبت اللہ کا حق اور رسولؐ کی تعلیمات اور رسالت کا اجر ہے۔

ولایت اہل بیتؑ فریضہ ہے

احادیث میں ولایت اہل بیتؑ کو بھی واجب اور فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے:

لَناَ عَلَی النَّاسِ حَقُّ الطَّاعَةِ وَالوَلایۃ۔(غررالحکم)

"ہمارا حق لوگوں پر بنتا ہے کہ وہ اطاعت کریں اور ہماری ولایت کے زیر سایہ زندگی گزاریں۔"

اس حدیث میں امامؑ نے دو چیزوں کی نشاندہی فرمائی ہے:

(1) اطاعت (2) ولایت

یعنی اہل بیتؑ حق اطاعت بھی رکھتے ہیں اور حق ولایت بھی، چنانچہ جب تک اہل بیتؑ کی اطاعت نہیں ہوگی اس وقت تک حق ولایت ادا نہیں ہوگی، اور ولایت کے زیر سایہ زندگی گزارنے کا مطلب ہے کہ معصومین علیہم السلام کے قول و فعل کی اطاعت کی جائے۔ زندگی کے ہر شعبے میں: چنانچہ جب آئمہؑ کے فرامین کے سامنے سر تسلیم خم ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم حقیقی محبّ ہیں، اس لیے کہ اطاعت اسی کی ہوتی ہے جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔

اہل بیتؑ کے حقوق اور ہماری ذمہ داریاں

قرآن و احادیث میں مودت اہل بیتؑ ثابت ہے اور یہ وہ حق ہے جس کی ذمہ داری ہم سب پر واجب ہے۔ رسول خداؐ نے ان ذمہ داریوں کی نشاندہی فرمائی: چنانچہ پیامبر گرامیؐ کا ارشاد ہے:

اَہْلُ بَیْتِی نَجُوْمُ لَاہِلِ الْاَرْضِ فَلَا تَتَقَدَّمُوْھُمْ و قَدِّمُوھُمْ فھُمَ الوُلَاۃ بَعْدِی:

"میری اہل بیتؑ زمین کے لیے ستاروں کے مانند ہے۔ ان پر کسی کو برتری نہ دیں، بلکہ انہیں مقدم رکھیں، کیونکہ وہ میرے بعد تمھارے ولی اور رہبر ہیں"۔

لہٰذا اہل بیتؑ کو برتر قرار دینا حکم رسولؐ ہے اور ان کو فضیلت' مقام دینا فرمان رسول ہے۔ آپ نے توجہ کی کہ اہل بیت کی نشاندہی اور تمثیل یوں دی کہ وہ اہل زمین کے لیے ستاروں کے مانند ہیں۔ یعنی آپ کی ہدایت کا سامان فراہم کرتے ہیں آپ کو راستے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ کو گمراہی سے محفوظ کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں رہبر و پیشوا قرار دیں۔ ان کے مقابلے میں کسی

کو نہ آنے دیں حق تقدم اور حق فضیلت اہل بیتؑ کو حاصل ہے۔

چنانچہ اپنے دینی و دنیاوی معاملات اور مادی و معنوی امور میں ان کی اقتداء کریں ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

"اَھْلُ بَیْتِیْ یُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الحَقِّ وَالبَاطِلِ وَھُمُ الآئمة
الَّذِینَ یُقتدیٰ بھم" (احتجاج طبری، ص ۱۲۷)

"میری اہل بیتؑ حق و باطل کے درمیان حد فاصل ہے یعنی امتیاز قائم کرتی ہے۔ اور آئمہ ہیں جن کی اقتداء واجب قرار دی گئی ہے"۔

پس اہل بیتؑ حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں اور یہ وہ اولیاء خدا ہیں جن کی اقتداء ضروری ہے۔ پس اگر کوئی چاہتا ہے کہ حق کو تلاش کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اہل بیتؑ کے گھر کی طرف آئے۔ اہل بیتؑ کے احترام و اکرام کے متعلق اس حد تک پیامبر اکرمؐ نے تاکید فرمائی کہ میری حیات کے دوران یا میری رحلت کے بعد ہمیشہ میری اہل بیتؑ کو مقدم اور برتر رکھیں۔

اَیُّھَا النَّاسُ عَظِّمُوا اَھْلَ بَیْتِی فِی حَیَاتِی وَمِن بَعْدِی
وَاَکْرِمُوْھُمْ وَفَضِّلُوْھُمْ۔ (احقاق الحق، ج ۵، ص ۴۲)

"اے لوگو! میری اہل بیتؑ کی عظمت کا خیال رکھیں، انہیں ہمیشہ بزرگ اور برتر قرار دیں، میری حیات اور میری رحلت کے بعد ان کا احترام و اکرام کریں اور انہیں دوسروں پر فضیلت دیں"

اہل بیتؑ کے قول و فعل پر عمل کرنا اور عملی لحاظ سے انہیں دوسروں پر

ترجیح دینا فرمان رسولؐ ہے۔ احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے حقوق کو ادا کیا جائے ۔حقوق اگرچہ عملی ہیں یا قولی' ان کا تعلق احوال سے ہے یا اقوال سے۔ پس نظام خمس بھی حقوق میں شامل ہے۔ کہ اپنی درآمد کا پانچواں حصہ بعنوان خمس اہل بیتؑ کو دیا جائے ۔جیسا کہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا
یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(سورہ انفال: آیت ۴۰)

"اس آیت میں خمس کو فریضہ قرار دیا گیا ہے ۔لہٰذا خدا اور رسولؐ اور ذوالقربیٰ کے سلسلے میں اس کا اطلاق ہوتا ہے۔"

پس مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خمس ادا کریں، یہ بات مسلم ہے جب کوئی خمس ادا نہیں کرتا، تو اس کا مال پاک نہیں ہوتا، اگر تطہیر مالی چاہتا ہے تو زکوٰۃ وخمس کو اپنا فریضہ قرار دے کر ادا کرے۔

علاوہ ازیں اہل بیتؑ کے ساتھ نیکی' ان کی ذریت کا احترام' اکرام' ان کے نقش قدم پر چلنا،اور ان کے موالیوں اور پیروکاروں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا بھی فرائض میں شامل ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

"مَنْ لَم یَقْدِرْ عَلٰی صِلَتِنَا فَلْیَصِلْ صَالِحِی

مَوَالِینَا یُکْتَبُ لَهٗ ثَوَابُ صِلَتِنَا"

(ثواب الاعمال ص ۱۲۴)

"جو شخص ہم پہ صلہ رحمی کی قدرت نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ وہ ہمارے صالح موالیوں کے ساتھ صلہ رحم کرے اور ان کے ساتھ نیکی کرے تو اس کا ثواب یوں لکھا جاتا ہے کہ گویا اس نے ہمارے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی کی ہے۔

اس حدیث میں صالح مومنین کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ صلہ رحم کرنا' ان کا ہاتھ بٹانا' ان کے ساتھ خوش اسلوبی کے ساتھ پیش آنا' اور زندگی کے امور میں ان کی مدد کرنا گویا کہ وہ آئمہ کے ساتھ معاونت اور نیکی کررہا ہے۔ اہل بیتؑ اپنے مومنین کے ساتھ نیکی کو اپنی نیکی شمار کرتے ہیں۔ پس جو اپنے مومن بھائی کی مدد کرتا ہے وہ درحقیقت آئمہ علیہم السلام کی مدد کرتا اور وہ ان کی دعاؤں میں شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ چیز میں جو محبت اہل بیتؑ کے فریضہ کے ساتھ حقوق اہل بیتؑ میں سے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات پڑھیں۔

صلوات

امام شافعی کے اشعار میں ہے

مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ لَاصَلٰوۃَ لَهٗ۔

اہل بیتؑ کی اہمیت وعظمت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نہیں پڑھتا تو اس کی نماز باطل ہے صلوات پڑھنے کا بہت زیادہ اجر

وثواب ہے جسے انسان شمار نہیں کرسکتا۔ صلوات اگرچہ مختصر ذکر ہے، مگر معرفت کا سمندر ہے۔ (صلوات کی اہمیت اور فضیلت ہماری کتاب صحیفہ عبودیت دعائے کمیل کی شرح کے آخری باب میں ملاحظہ فرمائیں)۔

پیامبر اکرمؐ کا ارشاد پاک ہے:

مَنْ صَلّٰی صَلاَۃً وَلَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلَیَّ لاعَلٰی اَھْلِبَیْتِی لَمْ یُقْبَلْ منہ۔(احقاق الحق ج ۱۸ ۔ ص ۳۱۰)

"جو شخص نماز پڑھتا ہے اور اس نماز کے دوران محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات نہیں پڑھتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے"

اس کے علاوہ یہ بھی ایک ذمہ داری ہے کہ اہل بیتؑ رسول کو یاد کیا جائے اور ان کے فضائل کا تذکرہ کیا جائے یہ چیز توحید پروردگار کے تقرب کا ذریعہ ہے

روایت میں ہے:

خَیْرُ النَّاسِ مِن بَعدِنَا مَنْ ذَاکَرَ اَمْرَنَاوَدَعَا اِلی ذِکْرِنَا۔ (امالی شیخ طوسی، ۲۲۹)

"ہمارے بعد بہترین شخص وہ ہے جو ہمارے امر کا تذکرہ کرے اورلوگوں کو ہمارے ذکر کی دعوت دے"

یعنی لوگوں میں تبلیغ احکام کرے۔ فضائل اہل بیتؑ کو بیان کرنے اور سیرت معصومینؑ سے قوم کو روشناس کرائے۔ لہٰذا بہترین شخص ذکر اہل بیتؑ کرنے والا اور لوگوں کو ان کے ذکر سے آشنا کرنے والا ہوتا ہے۔ چنانچہ مبلغ

اہل بیت ؑ اور ان کے امور کو احیاء کرنے والے کا شمار خیر الناس کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت ہے:

اِنَّ ذِکْرَنَا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذِکْرَ عَدُوِّنَامِنْ ذِکْرِ الشیطَانِ۔ (اصول کافی، جلد نمبر۲،ص۴۹۶)

"جو ہمارا ذکر کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ کا ذکر کر رہا ہے اور ہمارے دشمنوں کا ذکر حقیقت میں ذکر شیطان ہوا کرتا ہے"

ایک دوسری روایت میں ہے:

زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِی بن اَبِیطَالِبْ لِاَنَّ ذِکْرَہ ذِکْرِی وَذِکْرِی ذِکْرُاللّٰہِ وَ ذِکْرُ اللّٰہِ عِبَادَۃ۔

"اپنی مجالس اور محافل کو ذکر علیؑ سے زینت بخشو، کیونکہ علی ابن ابی طالبؑ کا ذکر میرا ذکر ہے اور میرا ذکر، اللہ کا ذکر اور اللہ کا ذکر عبادت ہے۔"

پس اہل بیت ؑ کا ذکر عبادت ہے اور ذکر الٰہی ہے ذکر میں فضائل ہوں یا مسائل اور مصائب ہر صورت میں ثواب ہے۔

عزاداری

واضح رہے کہ مجالس' محافل' ماتم داری اور عزاداری بھی اہل بیتؑ کے ذکر کا حصہ ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ تِلْكَ الْمَجَالِسَ اُحِبُّهَافَاَحِيُوااَمَرَنَا انہٗ مَنْ ذَكَرَنَا اَوْذُكِرْنَا عِنْدَه فَخَرَجَ من عَيْنَيه مِثْلُ جَنَاحِ الذُّبَابِ غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَه۔ (ثواب الاعمال ۲۲۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں ان مجالس کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتا ہوں جن میں ذکر مصائب ہوتا ہو پس ہمارے امور اور افکار کو زندہ رکھو۔ یاد رکھیں ہمارا ذکر کرنے اور سننے کے نتیجے میں (عزادار کی آنکھوں میں) مکھی کے ایک پر کے برابر آنسو بھی آجائے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

پس جو شخص مصیبت اہل بیتؑ پر گریہ وزاری کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ

معرفت کے آنسو کی کوئی حدوحدود نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس میں قلت و کثرت کا مسئلہ نہیں ہوتا، بلکہ عشق کا آنسو بہا ہو، اگر بہا ہے تو اس لیے کہ وہ عقیدتوں کے سمندر سے ڈھل کر آتا ہے۔ اب وہ آنسو کا قطرہ نہیں بلکہ محبت کا سمندر ہوتا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

لہٰذا آئمہ ہدیٰ کے تذکروں سے مجالس اور محافل کو نورانی کریں' چونکہ یہ علمدار توحید ہیں اور توحید کا پیغام پہنچانے والے ہیں۔ ایک جہت سے مجالس میں مصائب پر گریہ وزاری درحقیقت محبت کا اظہار ہوتا ہے، تو دوسری طرف باطل' طاغوت اور استبدادی طاقتوں کے خلاف اظہار نفرت ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے مقابل میں وہ اشک کا ایک قطرہ نہیں ہوتا، بلکہ طاغوت کے لیے وحشتناک سمندر کا طوفان ہوتا ہے۔ جس سے ہر طاغوت کا دل گھبراتا ہے، اسی وجہ سے گریہ وزاری پر پابندیاں لگائی گئیں، انہیں ستایا گیا، ان پر ہر قسم کے ظلم ڈھائے گئے اور انہیں دربدر کیا گیا۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ فقط گریہ نہیں ہے بلکہ گریہ کے سائے میں نظریاتی بیداری پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ سید الشہداءؑ اور معصومینؑ پر گریہ انسان کی روح میں تڑپ پیدا کرتا ہے۔ فکری انقلاب کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ مظلوموں کی فریاد ہے۔ پس بیداری آجائے تو عزاداری کا فلسفہ بھی سمجھ آئے گا۔

انساں کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

لہٰذا گریہ پر پابندیاں بے سود ہیں، نہ رہی ہیں، نہ رہیں گئیں، بلکہ

ناکام کوشش کا اعادہ ہے۔

بدعت فتووں عزاداری کو روکا جا سکتا ہے۔ انہیں دھمکایا اور ڈرایا جا سکتا ہے۔ نہیں نہیں اس لئے کہ گریہ و ماتم، انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ دردمندی کی علامت مزاج شرافت پر دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معصومینؑ کی عزاداری کا سلسلہ کسی دور میں نہیں رُکا۔

پس عزاداری علمدار توحید کے ساتھ وفا کا اظہار ہے کہ مولا ہم آپ کے مشن کے پابند ہیں۔ طاغوت اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف ہیں، ہمارے لیے کوئی فرق نہیں خواہ وہ گزشتہ دور کا ہو یا اس دور کا طاغوت ہو لہٰذا موجودہ استبدادی طاقتیں بھی اسی نوعیت کے لحاظ سے خائف ہیں۔ نہیں چاہتے کہ اہل بیتؑ کی عزاداری ہو۔ ان کے مشن کو زندہ کیا جائے، کیونکہ عزاداری سے مظلوم کی یاد وابستہ ہوتی ہے اور ظالم کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے۔

زیارت مقدسہ کی اہمیت اور فضیلت

محبت کے اظہار میں عزاداری کے ساتھ ساتھ (مقامات مقدسہ) کی زیارت بھی ذمہ داری بنتی ہے، کربلاء معلیٰ کاظمین' سامرہ' نجف اشرف' جنت البقیع 'شام، مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ، شہرمقدس قم اور دیگر ضریح مقدسات کی زیارات اظہار محبت کا ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں مرقد ومطہر کی زیارت نہ فقط اظہار محبت بلکہ حق کی ادائیگی بھی ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ زَارَنِی فِی حَیَاتِی اَوْبَعْدَ مَمَاتِی

"جو شخص میری زندگی میں یا میری شہادت کے بعد میری زیارت کرتا ہے تو میں بھی اس کے پاس تین مقامات پر آتا ہوں۔"

پہلا مقام

حالت احتضار ہے۔ جب انسان عالم برزخ کی طرف سفر باندھے ہوتا ہے ۔زندگی کا کتنا عظیم موڑ ہے۔ اس وقت امام ؑ اس کے پاس آتے ہیں، زائر کے دل میں ڈھارس پیدا ہوتی ہے، اور اپنے امام کی زیارت سے

شرفیاب بھی ہوتا ہے، اور امام علیہ السلام کی دعاؤں میں بھی شامل حال ہوتا ہے۔

دوسرا مقام

وہ ہے جب قبر میں سوال و جواب ہوگا۔ اس وقت زائر امام علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے، اور امام علیہ السلام اس کی مدد کرتے ہیں۔

تیسرا مقام

پل صراط ہے۔ وہاں پر بھی امام علیہ السلام اپنے زائر کی مدد کے لئے پہنچتے ہیں، تاکہ مومن اور زائر پریشان نہ ہو۔ پس یہ بتایا گیا ہے، جو مولیٰ کی زیارت کے لیے جاتا ہے، مولیٰ بھی اپنے زائر کی مدد کرتے ہیں۔

زیارت درحقیقت اظہار محبت کا ایک ذریعہ ہے، تاکہ آقا ہم آپ کی شہادت کے بعد بھی اسی طرح آپ کے مقید اور آپ سے وابستہ ہیں، جس طرح (آپ کی شہادت سے) پہلے تھے۔ کتنی عظیم اعتقادی منزل ہے، جب زائر زیارت کی قرات کرتا ہے تو شہادت دیتا ہے۔ مولیٰ آپ میری باتوں کو بھی سنتے ہیں، میرے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں، اور میرے حالات کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

چنانچہ زیارت کی اہمیت میں حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ لِکُلِّ اِمَامٍ عَھداً فِی عُنُقِ اَوْلِیَائِہٖ وَ شِیْعَتِہٖ وَاِنَّ مِنْ تَمَامِ الْوَفَاءِ بِالْعَھْدِ زِیَارَۃَ قُبُورِھِم

(من لا یحضرہ الفقیہ ج نمبر۲۔ص۵۷)

"ہر امام کا اپنے موالیوں اور شیعوں پر حق ہے اور اس سے عہد کی وفا ان کی مرقد کی زیارت سے پوری ہوتی ہے"۔

پس زیارت تربیتی' اجتماعی اور علمی فوائد کے علاوہ اجر و ثواب کا بھی ذریعہ ہے ۔جس طرح خانہ خدا کی زیارت ثواب ہے، اسی طرح بیت اللہ دیکھنے کا بھی اجر ہے۔ یہ اس لیے کہ ان زیارتوں کی معنوی شعاؤں سے تربیتی آثار رونما ہوتے ہیں، فکر ونظر کے دریچے کھلتے ہیں، اسرار پروردگار کی معرفت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اولیاء خدا سے محبت بڑھتی ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ تعلیم و تربیت کے لئے خلوص اور تقویٰ الٰہی شرط اوّل ہے ۔ چونکہ اسی سے اعمال قبول ہوتے ہیں آئمہ علیہم السلام کے حقوق کی معرفت تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں، اور یہ بھی آئمہ اطہار کے حقوق میں شامل ہے کہ گھر سے نیت کر کے چلے کہ میں امامؑ کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں ۔ زیارت کی فضیلت اور اہمیت کے سلسلے میں بحار الانوار جلد نمبر ۹۷ سے لے کر نمبر 99 تک ملاحظہ فرمایئے، اسی طرح کتاب من لایحضرہ الفقیہ ج نمبر ۲ کامل الزیارات اور عیون اخبار امام رضا کی طرف رجوع کریں۔

پس روایات میں تاکید کی گئی ہے کہ ائمہ اہل بیتؑ کی حیات میں اور ان کی شہادت کے بعد زیارت کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگ حج بیت اللہ کے لئے آئیں، طواف بجالائیں، پھر وہ ہماری ولایت کا اقرار اور اپنی نصرت کا اعلان کریں"۔

(میزان الحکمہ ج نمبر۴ وسائل الشیعہ ج ۱۰)

دراصل طواف میں بھی رنگ ولایت ہے۔ یقیناً طواف انسان کو بندگی میں خلوص اور ولایت میں سپردگی عطا کرتا ہے۔ پھر وہ ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتا، اس لیے کہ وہ محبت کی منزل پر ہے اور محبت میں قربانی شرط اول ہے۔ چنانچہ حج جیسی عبادت میں اجتماعی اور سیاسی فائدہ ہے، اس لیے اُسے اشھرا المعلومات کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

بہر کیف سب مقامات مقدسہ کی زیارات اہل بیتؑ کے ساتھ توسل کا ذریعہ اور انسان کی تربیت میں بہت زیادہ مؤثر ہیں۔ ان مقدس قبور کی برکات سے فیوض حاصل ہوتے ہیں اور بذات خود انسان کے لئے دنیا و آخرت کی سعادت ہے، البتہ ایک چیز کی طرف بہت توجہ ہونی چاہئے کہ ان مقدس مقامات کے بعد اپنی حالت قائم رکھے اور آئندہ کے لئے اپنے آپ کو آلودگیوں سے بچائے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مقامات مقدسہ کی زیارات مقدور نہ ہو تو اسے کیا کرنا چاہئے۔ مثلاً کئی دفعہ حالات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ مالی وسائل اجازت نہیں دیتے یا جسمانی لحاظ سے صحت اس بات کا باعث بنتی ہے کہ سفر نہ کیا جائے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ بہر کیف زیارات کا سفر یا مالی وسائل کا فقدان راہ عشق اور راہ محبت میں آڑے نہیں آسکتا۔ معصومینؑ ہمارے احوال سے خوب واقف ہیں۔ اگر حالات ہی مشکلات ہیں تو دعاؤں کی کتابوں میں زیارات ائمہ معصومینؑ مرقوم ہیں۔

اگر سفر مقدور نہ ہو تو گھر میں مرکز میں یا مسجد و امام بارگاہ میں خلوص نیت کے ساتھ زیارات پڑھے۔ اللہ پاک اسے اجر ثواب نصیب فرما دیتا ہے۔ اس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے اور اس کی عطائیں لامتناہی ہیں ۔ یہاں تو خلوص کا سودا اور نیت کی پاکیزگی کا میدان ہے۔ پس خلوص نیت اور تطہیر باطنی کے ساتھ حاضر ہو تو اجرو ثواب سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح روایا ت ہیں کہ اگر کوئی غریب ہے اورعدم استطاعت کی وجہ سے حج پر نہیں جاسکتا۔ اس کے بدلے میں اللہ پاک نے جمعہ کو حج فقراء قرار دیا ہے۔ چونکہ نماز جمعہ میں بھی اجتمائی سیاسی اور معاشرتی فوائد مضمر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں غریب اور امیر کا مسئلہ نہیں، بلکہ اخلاص اور تسلیم کا مسئلہ ہے۔ اللہ کے ہاں میزان عمل اخلاص ہے۔ پس یہ نیتوں کا سودا ہے۔ بعض لوگ حج کرتے ہیں، اور انہیں نماز جمعہ کا ثواب بھی نہیں ملتا اور بعض جمعہ پڑھتے ہیں، ان کو حج کا ثواب مل جاتا ہے۔

منزل منزل تقویٰ وخلوص ہے۔ جس حد تک نیت خالص ہوگی اس حد تک عمل کے اندر پاکیزگی آئے گی۔ پس اسی طرح محبت اہل بیتؑ میں بھی تطہیر باطنی شرط ہے، اور ایسی زیارات ایجاد محبت کا وسیلہ بنتی ہیں۔ چنانچہ پیامبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

اَلزِّيَارَةُ تُنْبِتُ الْمُحِبَّة۔ (بحار الانوار، ج ۷۱ ص ۱۵۵)

"زیارت محبت کا سرچشمہ ہے۔"

پس پروردگار عالم سے دعا کرنی چاہیے کہ جو مومنین زیارات مقدسہ کا

قصد رکھتے ہیں، خداوند عالم انہیں توفیق نصیب فرمائے کہ وہ ائمہ معصومین ؑ کی زیارات سے شرفیاب ہوں، اور پروردگار اس ضمن میں ان کی ہر قسم کی مشکلات کو دور اور انہیں آفات و بلیات سے محفوظ فرمائے۔

پس اہل بیت علیہم السلام کے حقوق کی ادائیگی میں ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ان کی ولایت میں دم بھریں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت ؑ کی مودت اور ولایت کو واجب قرار دیا ہے۔ آل رسولؐ کی محبت فریضہ اور الٰہی حقوق میں شامل ہے۔ اہل بیت ؑ کو حق اطاعت بھی ہے اور حق ولایت بھی۔ لہٰذا دنیا و آخرت کے امور کو ان کی پاک سیرت کے سایے میں گزارنا ہی اصل میں موفقیت ہے۔ چنانچہ اہل بیت ؑ حق و باطل کے درمیان حد فاصل ہیں۔ ان کا ہر دم احترام و اکرام کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ احترام کا مطلب ان کی قولی اور عملی سیرت پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اہل بیت ؑ جو بات کہیں اس پر عمل کرنا ہے اور جس سے روکیں اس سے بھی رکنا ہے اور اسی کا نام اصل میں شیعیت ہے۔ باتوں کو ماننے والے کا نام فقط شیعہ نہیں، بلکہ اہل بیت کے اقوال کے ساتھ ساتھ ان کی سیرت کو اپنی زندگی کا سرمایہ قرار دینا اصل شیعیت ہے، اس لئے کہ حقیقی شیعہ معصومین کی سیرت کا آئینہ دار ہوتا ہے ۔ فضائل و مصائب سے اپنی عقیدت کا اظہار کرے، خمس دے کر اپنی والا کا اعلان کرے اور یہی تولی کی حقیقی منزل ہے۔ علاوہ ازیں موالیان اہل بیت ؑ کا احترام کرنا بھی تولی کا حصہ ہے کہ جس پر تفصیلی گفتگو انشاء اللہ اس کتاب کے آخر میں آئے گی۔ ذکر اہل بیت

فکر اہل بیتؑ کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ لہٰذا اہل بیتؑ کے تذکروں اور یادوں سے اپنی یادیں وابستہ ہیں ۔ ان کے تذکرے کر کے یادوں کو زندہ رکھیں اور زیارت کر کے اپنی عقیدتوں کا بھرم رکھیں ۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقوق اہل بیتؑ کو ادا کرنے والے ذمہ دار افراد میں شمار فرمائے۔

محبت اهل بیتؑ ایجاد کرنے کے طریقے

محبت اہل بیتؑ ایجاد کرنے کے طریقے

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم جانیں کہ وہ کون سے راستے ہیں جن پر چلتے ہوئے ہم اپنے بچوں اور جوانوں کے دلوں میں اہل بیت علیہم السلام کی محبت ایجاد کر سکتے ہیں ؟ اس لئے کہ راستوں کی نشاندہی منزل کو آسان بنا دیتی ہے۔

آغوش مادر ایک درسگاہ ہے

محبت اہل بیت ؑ کو ایجاد کرنے والے راستوں میں سب سے پہلے آغوش مادر اور بچپن کے احوال ہیں ۔اس لئے آغوش مادر ایک درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جبکہ بچپن کے حالات نقش بر حجر کا کام کرتے ہیں۔ چنانچہ انسان کی تربیت میں بچپن کے حالات بہت زیادہ اثر چھوڑتے ہیں۔انسان کی شخصیت کا آغاز نماز ومسجد ومنبر سے بھی پہلے شکم مادر اور ماں کی آغوش سے ہوتا ہے ۔ والدین کے افعال و کردار اور ان کی خوراک کا بھی تاثیر محبت میں بہت زیادہ اثر ہے ۔ چنانچہ والدین کے احساسات تمایلات اور معاشرتی زندگی بالخصوص ایام حمل میں کن کن حالات اور شرائط سے گزر رہا ہے،سب اثر انداز

ہوتے ہیں۔ پس محبت اہل بیت ایجاد کرنے کا آغاز شکم مادر سے شروع ہو جاتا ہے ۔ اسی لئے اہل عرفان اور معرفت رکھنے والے افراد ان تمام امور کو مدنظر رکھنے کی تاکید کرتے ہیں، تاکہ پاک و پاکیزہ نسل، باایمان، دین خدا کے پابند اور شریعت کی تابع اولاد اس معاشرے کے حوالے کرسکیں۔

لہٰذا شکم مادر اور صلب پدر کا انسان کی شخصیت کی تعمیر و ترقی میں بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ بہرکیف والدین کو تطہیر خوراک اور احوال کا خاص خیال رکھنا چاہیے، تاکہ محبت اہل بیتؑ کے چشمے رواں ہوں اور زندگی اہل بیتؑ کی سیرت کے زیر سایہ گزرے ۔ چنانچہ جب آپ بزرگان دین اور قوم کے صالحین بندوں کے حالات کو پڑھتے ہیں' تو معلوم ہوتا ہے کہ والدین نے کن زحمات سے اولاد کی تربیت کی کوشش کی۔ جیسا کہ خاتم الفقہاء شیخ الانصاری کے حالات میں ملتا ہے کہ ماں نے انہیں اس وقت تک دودھ نہیں پلایا جب تک وضوء نہیں کیا۔

امام خمینی ؒ کے حالات میں بھی بالکل اسی طرح ہے کہ والدہ نے وضوء کے بعد دودھ پلایا۔

مفسر قرآن علامہ مرحوم محمد حسین طباطبائی کے حالات میں بھی ملتا ہے کہ والدہ نے ہمیشہ باوضو حالت میں انہیں دودھ پلایا۔

ظاہر ہے کہ ان امور کی رعایت شخصیت پر گہرا اثر رکھتی ہے۔ لہٰذا تعمیر شخصیت میں پاک و پاکیزہ احوال، والدین کا ماحول، آداب معاشرت، مطعم اور مشرب کا خاص خیال رکھا جائے۔ لہٰذا تربیت میں ریاضت نفسانی کی

ضرورت ہے، شکم مادر میں چار مہینے کے بعد بچہ قوت شنوائی سے بہرہ مند ہوتا جاتا ہے۔لہٰذا ماں کے لئے تلاوت قرآن کا سننا، پروردگار کی تعریف و توصیف کرنا، مجالس و محافل اہل بیت علیہم السلام میں شرکت کرنا، امام بارگاہ اور مسجد میں جانا اور سیدالشہداء کے دسترخوان سے نذر و نیاز کھانا بھی بہت اثر رکھتا ہے۔

اس طرح والدین کا عزائے حسینؑ میں گریہ و ماتم اگرچہ گریہ وزاری حمل کے ایام میں یا شیر خواری کے دوران ہو تب بھی بہت مؤثر ہے۔اس سے بچے کے ایمان اور عقیدہ میں بہت زیادہ پختگی آتی ہے۔

والدین کی دعا

والدین کو چاہیے کہ وہ اولاد کے حق میں دعا کریں ان کی ایک نبی کی دعا کا اثر رکھتی ہے۔

معصوم فرماتے ہیں !خدایا میں تجھ سے وہ اولاد چاہتا ہوں جو تیری اطاعت گزار ہو اور تیرے خوف سے سرشار ہو۔ چنانچہ جب میں انہیں (اطاعت پروردگار کی منزل پہ) دیکھوں تو میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔

(بحارالانوار، ۱۰۱ص۸۹)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار کا ارشاد ہے:

خَمْسٌ دعوت دعوة المظلوم دعوة الولد الصالح لوالدَیهِ دعوة الوالدِ الصالح لِوَلدہٖ دَعْوةُ الْمُومِن لِاَخِیه

پانچ دعائیں اللہ پاک کی بارگاہ میں ضرور قبول ہوتی ہیں:

- امام عادل کی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا۔
- مظلوم جب دعا کرتا ہے تو اللہ پاک کہتا ہے کہ میں تیرا انتقام ضرور لوں گا اگر چہ کچھ دیر ہی ہو جائے۔ (چنانچہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے)
- والدین کے حق میں فرزند صالح کی دعا کو اللہ پاک کبھی رد نہیں کرتا۔
- نیک باپ کی دعا اولاد کے حق میں بھی رد نہیں ہوتی۔
- مؤمن جب اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس دعا کے بدلے میں تجھے دگنا اجر و ثواب عطا کرونگا۔

پس والدین کو چاہیے کہ پروردگار سے التجا کریں۔ خدا انہیں زندگی، رزق، صحت، توانائی، روشن فکر، روشن خیال، روشن دل اور اطاعت گزاری کی منزل عطا فرمائے۔ چنانچہ والدین کی دعائیں اولاد کے حق میں اور اولاد کی دعائیں والدین کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ حضرت امام زین العابدینؑ صحیفہ سجادیہ کی دعا نمبر ۲۵ کہ جس کا تعلق اولاد کے حقوق کے ساتھ ہے میں فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ وَمُنَّ عَلَىَّ بِبَقَاءِ وَلَدِىْ ، وَبِاِصْلاَحِهِمْ لِى
وَبِاِمْتَاعِى لَهُمْ اِلٰهِى اُمْدُدْلِىْ فِى اَعْمَارِهِمْ وَزِدْلِى
فِى اٰجَالِهِمْ وَرَبِّ لِى صَغِيْرَهُمْ وَقَوِّلِى ضَعِيْفَهُمْ
وَاَصِحَّ لِى اَبْدَانَهِمْ وَاَدْيَانَهِمْ وَاَخْلاَقَهُمْ وَعَافِهِمْ

فِی أَنْفُسِهِمْ وَفِی جَوَارِحِهِمْ فِیْ کُلِّ مانمیت من امر هم واد ردلی وعلی یَدِی أَرْزَاقَهُمْ ـوَجَعَلَ هُمْ أَبْرَارً أَتْقِیَاءَ بعرآ سامعین و مطیعین لك ولا ولیائك ولا ولی ئلك محبین منا محسینو ولجمیع أَعْدَائِكَ مُعَانِدِیْنَ ومُبْغَضِیْنَ آمین

"اے میرے معبود! میری اولاد کو بقا اور ان کی اصلاح فرما اور ان کی بہرمندی کا سامان مہیا کر کے مجھے ممنون احسان فرما۔
اے میرے پروردگار! میرے سہارے کے لئے ان کی عمروں میں برکت فرما، ان کی زندگیوں کو طولانی فرما، ان سے چھوٹوں کی پرورش فرما، اور کمزوروں کو توانائی عطا فرما۔ ان کے جسمانی' ایمانی ' اور اخلاقی حالات کو درست فرما، ان کے نفوس اور اعضاء و جوارح عافیت سے ہمکنار فرما، اور میری خاطر انہیں فراوان رزق عطافرما، انہیں نیک کار، متقی، پرہیزگار، بصیرت رکھنے والا دل، حق کو سننے والے اپنے اطاعت گزار اور اپنے اولیاء کا محبّ اور خیر خواہ قرار دے۔ پروردگار تو انہیں اپنے تمام دشمنوں سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما آمین"۔

مولیٰ نے اس نورانی دعا کے اندر والدین کے فطری میلان اور احساساتی جذبے کو اجاگر فرمایا۔ درحقیقت والدین اپنی اولاد کے ساتھ بے انتہا اور بے حد و حساب محبت کا جذبہ رکھتے ہیں، ان کی محبت میں کسی قسم کا کوئی شائبہ اور

ذاتی اغراض پوشیدہ نہیں ہوتی ہیں۔

اسی طرح اولاد کی محبت والدین کے لیے بھی ایک فطری امر ہے' چنانچہ محبت طبعیت بشری کا تقاضا ہے، اور اس کا جذبہ انسان کی گھٹی میں شامل ہے۔ ظاہر ہے کہ اولاد ان کا گوشت پوست اور خون شمار ہوتی ہے۔ وہ اپنے اطوار اور عادات میں والدین کے ہم پلہ ہوتے ہیں۔ اولاد والدین کا جز قرار پاتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے لیے مختلف القاب دیے جاتے ہیں کہ یہ میری آنکھوں کا نور ہے یہ' میرا قوت بازو ہے' یہ میرا پارہ دل ہے' لخت جگر ہے یہ ساری تعبیریں اس وجہ سے ہیں۔

والدین کی اخلاقیات کا بچے پر اثر

یہ بات بہت مہم ہے کہ یہ روابط دینی اور اخلاقی بنیادوں پر استوار ہوں، دینی کردار اور اخلاقی بنیادوں کا بہت خیال رکھا جائے۔ تعلیم و تربیت میں والدین کو اپنا حق ادا کرنا چاہیے۔ اگر والدین کے روابط ناہم آہنگ اور تربیت کمزور ہوگی تو اولاد کج روی اختیار کر جاتی ہے۔ اور دوسری جہت سے پیار و محبت سے عاری اولاد موثر کردار ادا نہیں کر پاتی بلکہ وہ اپنی نامکمل تربیت کا بدلہ معاشرے کے افراد سے لیتی ہے۔ علاوہ ازیں والدین کی عادات و رسومات اور خصلات کو بچہ بہت گہری نگاہ سے دیکھتا ہے اور جب یہ عادات بچے کے دل میں راسخ ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں دریا کے دھارے کو تو موڑا جا سکتا ہے مگر بچے کی عادت' طبیعت اور فطری میلان کو موڑا نہیں جا سکتا

یہ نقوش شمائل اور خصائل بچے کے دل و دماغ پر نقش برحجر کا کام کرتے ہیں۔ یعنی بچے کے دل پر ان کا نقش کافی دیر تک رہتا ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم و تربیت صحیح و سالم اصول پر ہو کہ جس سے ان کی فکریں پروان چڑھیں غلط انداز فکر سے نجات حاصل کر سکیں۔ تعلیم و تربیت کی بنیادیں بچپن سے ہی استوار ہوں!

مولا امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو کچھ بھی بوئیں گے وہی اُگے گا یہی وجہ ہے کہ بچہ خالی ذہن ہوتا ہے، جو کچھ بھی اس کے سپرد کریں گے، وہ فوراً اسے حاصل کر لے گا۔ لہٰذا صحت مند ذہنیت کی تشکیل کے لئے پاکیزہ بنیادوں پر تربیت کرنا ہوگی۔ لہٰذا تعلیم و تربیت میں فقط مادی اور دنیاوی بنیادوں کا خیال نہ رکھا جائے۔ بلکہ اس کی معنوی ضروریات کا بھی لحاظ رکھنا اشد ضروری ہے۔ اس لئے کہ انسان کی حقیقی زندگی مادی اور معنوی ضروریات سے تشکیل پاتی ہے، ان میں سے اگر کسی ایک کا بھی خیال نہ رکھا جائے تو زندگی مخدوش ہو جاتی ہے۔

لہٰذا مادی زندگی کے ساتھ معنوی زندگی کا حصول بھی ضروری ہے۔ تعلیم اس لیے ہوتی ہے کہ اخلاق شائستہ ہوں۔ دین اور مذہب کی عظمت اورحالات کا علم ہو، اپنی خلقت کا مقصد پتہ چلے، آداب زندگی آئیں اور اخلاق آل محمد سے آشنائی پیدا ہو۔ آداب معاشرت سے آگاہی ہو، بڑوں کا احترام ہو، دوستوں کے ساتھ پیار و محبت، لوگوں کے ساتھ احساس ہمدردی پیدا ہو، معاشرے اور سوسائٹی کے لئے کام ہو، قوم و ملت کی فلاح و بہبود ہو، لڑائی

جھگڑا اور فتنہ و فساد سے محفوظ ہوں ۔ان سب چیزوں کا تعلق تعلیم و تربیت کے ساتھ ہے۔ تاہم تعلیم و تربیت میں اس بات کا خیال رکھیں کہ بچوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش نہ آیا جائے، سختی اور تشدد سے نہ فقط تربیت نہیں ہوتی بلکہ انحرافات بڑھتے ہیں۔ اور کل وہ ان سختیوں کا انتقام معاشرے کے افراد سے لیتے ہیں۔ تشدد کے ماحول میں پروان چڑھنے والا بچہ قوم وملت کا ہمدرد نہیں ہوتا، بلکہ قومی مفاد کے ساتھ کھیلنے والا ہوتا ہے۔لہٰذا والدین اور اساتذہ کو تربیتی ضوابط کا بہت خیال رکھنا چاہیے، اچھی تربیت سے بچے میں ایثار و فدا کاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔تربیت میں ضرورت سے زیادہ سختی سرکشی اور گمراہی کا پیش خیمہ بنتی ہے ۔اچھی تربیت اولاد کے لئے بہت بڑی نعمت اور نیکی ہے ۔چنانچہ بچے کی تربیت میں محبت اہل بیتؑ کو راسخ کیا جائے، دوران حمل اور دودھ پلانے کے ایام سے ہی ایجاد محبت کے مراحل شروع ہوجاتے ہیں ۔پس آغوش مادر سے درس اہل بیتؑ کا آغاز کریں ۔

خاک شفا اور آب فرات

اہل بیتؑ کی محبت کو ایجاد کرنے والے راستوں میں سے ایک راستہ خاک شفا اور آب فرات ہے۔ اس لئے کہ تربت کربلا وہ ہے جس میں شہداء کا خون شامل ہے اور آب فرات جس میں تشنو ں کی یاد ہے ۔ لہٰذا سنت موکدہ ہے کہ بچوں کو آب فرات یا خاک شفا ' کی گھٹی دیں، چونکہ یہ وہ عمل ہے جس سے رشتہ ولایت محکم اور مستحکم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عاشورا زندگی ساز' حیات آفرین اور بیداری کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نقش عاشورا میں ایک طرف شہادت اور ایک طرف پیاس ہے۔ چنانچہ شہدائے کربلا کی یاد اور تشنگان کربلا کے تذکرے روحانی انقلاب کا سبب بنتے ہیں۔ اہل بیت ؑ کے ساتھ انسان اپنی عقیدت و احترام اور عشق کا اظہار کرتا ہے۔ پس خاک شفا ہی شہیدوں کی یاد ہے اور آب فرات تشنگان کی یاد ہے۔

چنانچہ آب فرات میں اہل بیت ؑ کی تشنگی' حضرت ابوالفضل العباس کی وفا اور اصحاب باوفا کی یادگار ہے۔ جس وقت آب فرات پر نگاہ پڑتی ہے تو کربلا کے پیاسوں کی یاد آتی ہے ۔ جب تربت سیدالشہداء پر نظر ہوتی ہے تو

عاشورہ کی تصویر ذہن میں نقش جمالیتی ہے۔ دونوں علامتیں ہیں دونوں سے یادیں وابستہ ہیں' دونوں رشتہ ولایت اور امامت کے ساتھ ہماہنگی پیدا کرتی ہیں تہذیب عاشورا اور اس کے نقوش تعمیر زندگی میں بہت زیادہ موثر ہیں۔ اسی لیے سفارش کی گئی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اسے تربت الشہداء کی گھٹی دیں۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے۔ ایک طرف بچہ اہل بیتؑ کے گھر کے ساتھ محبت کرے گا، تو دوسری طرف والدین کی عطاؤں کو بھی یاد رکھے گا۔ کیونکہ والدین راہ محبت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ چنانچہ اولاد اپنے والدین کی بہت فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوگی۔ تاہم یہ بات بھی واضح رہے کہ خاک شفا کئی امراض کی دواء ہے۔ اس سلسلے میں متعدد روایات ملتی ہیں۔

(بحار الانوار ج نمبر ۹۸۔ ص ۱۱۸' وسائل الشیعہ ج ۱۸۔ ص ۴۱۶ پر ملاحظہ فرمائے)

خاک شفا بچے کی سرشت، اس کی طبعیت اور خلق و خو پر بہت زیادہ اثر کر رکھتی ہے۔

آب فرات

روایات کی رو سے آب فرات بھی شفاء ہے۔ حضرت امام جعفر صادق کا فرمان ہے:

حَنِّكُوْا اَوْلَادَ كُمْ بِمَاءِ الْفُرَاتِ۔

"بچے کو آب فرات کی گھٹی دیں یا ہر صورت پر ملیں"

حضرت امام جعفر صادقؑ نے سلمان بن ہارون کو فرمایا:۔

"مَا اَظُنُّ اَحَدًا یُحَنَّکُ بِمَاءِ الفُرَاتِ اِلّا اَحَبَّنَا اهل البیت" (بحار الانوار ۲ ۷ ۹ ص ۲۲۸)

"میں (کسی کے متعلق) گمان نہیں کر سکتا کہ جسے آب فرات کی گھٹی دی جائے اور وہ اہل بیتؑ اور خاندان عترت کے ساتھ محبت نہ کرتا ہو۔"

پس آب فرات محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کی ایک سبیل ہے۔

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"فرات کی نہر کا تعلق بہشت سے ہے، جس نے خدا کے اوپر ایمان لایا"

پھر فرماتے ہیں:

"مَنْ شَرِبَ بِمَاءِ الْفُرَاتِ وَحَنَّك له فَهُوَ مُحِبُّنَا اهلُ البیت" (بحار الانوار! ج ۷ ۹ ص ۲۲۸)

"جس شخص نے آب فرات پیا اور نوزاد کو گھٹی دی وہ اہل بیتؑ کا محبّ قرار پایا"۔

حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَهْلَ الْكُوفَةِ لَو حَنَّكِوا اولادهُمْ بِمَاءِ الْفُرَات لِكَانُوا شِيعةً لَنا (بحار الانوار ج ۶۳ ص ۲۲۸)

"اگر اہل کوفہ اپنی اولاد کو آب فرات کی گھٹی دیتے (یا سر دھو رت پر ملتے) تو ہمارے شیعہ ہوتے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَا اَحَدیشرِبه من ماء الفرات وَیُحنِكَ بِهٖ اذا اَوْلَدَ
اِلّا اَحَبَّنَالِاَنَ الْفُرَاتَ نَہرٌ مُؤمِنٌ۔" (بحارالانوار ج ۱۔۱۱۴)
"جو بھی آب فرات پیتا ہے اور اپنے فرزند کو تحنیک (گھٹی) کرتا
ہے، وہ ہمارا محب بن جاتا ہے کیونکہ فرات کی نہر مؤمن ہے"۔

خاک شفاء

اسی طرح معصومینؑ کی روایات میں ملتا ہے جب آپ کے ہاں بچے کی ولادت ہو تو تربت سیدالشہداؑ کی گھٹی دیں۔

نیز فرمایا:

حَنِّکُوْ اَوْلَادَکُمْ بِتُربَتِ الْحُسَین علیه السلام فَاِنَّهَا
اَمَانٌ" (بحارالانوار ج ۹۸۔۱۲۴)

"اپنی اولاد کو خاک شفاء کی گھٹی دیں (یا سر وصورت پر ملیں) اس
لئے کہ یہ آفات وبلیات سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔"

البتہ یہ بات واضح ہے کہ خاک شفا اسے فائدہ پہچاتی ہے، جس کا اس پر ایمان ہو، اور جو سیدالشہداءؑ کے ساتھ عقیدت رکھتا ہو۔ ظاہر ہے جو عقیدت واحترام سے عاری ہے اسے تربت کوئی فائدہ نہیں پہچاتی ہے۔ بہر کیف تربت سیدالشہداءؑ کے سلسلے میں اس حد تک روایات میں اہمیت موجود ہے کہ ائمہ معصومینؑ کے دور میں تربت کو شربت یا پانی میں ملا کر پلایا جاتا تھا، تا کہ لوگ بیماریوں اور لاچاریوں سے محفوظ رہیں اور آج بھی ان کے عاشقین سیدالشہداءؑ کی تربت کو خاک شفاء کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

محبت اہل بیتؑ محبت خدا کا سبب ہے

اہل بیتؑ کی محبت کو ایجاد کرنے کا ایک اور سبب محبت پروردگار ہے۔ یعنی جب بچوں اور جوانوں کو یہ بات ذہن نشین کرائی جائے کہ اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرنے والا اللہ کا محبّ اور محبوب ہوتا ہے اور خدا بھی اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ پس محبت پروردگار کا مطلب خدا کی صفات، ذات اور اسماء سے محبت ہے۔ اہل بیتؑ اسماء الٰہی ہیں۔ محبت خدا رکھنے والا اہل بیتؑ کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور اہل بیت وہ ہیں جنہوں نے خدا کی معرفت کرائی، وہ مخلوق اول ہیں۔ اس طرح محبت اہل بیت رکھنے والا خدا کا بھی محبّ ہوتا ہے کیونکہ وہ پررودگار کی تجلیات کا مرکز ہیں۔ ایک شخص حضرت امام علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه"

"اے امیر المومنین! آپ پر اللہ کی رحمات اور برکات نازل ہوں۔ آپ نے کیسے صبح کی، امام علیہ السلام نے سلام کے جواب کے بعد فرمایا:

اَصْبَحْتُ مُحِبًّا لُمِحِبّنَا وَمُبغِضًا لمن یُبْغِضُنَا

(جواد محدثی نقل از عشق برتر سفینہ لبحار ج ۲: ۱۷)

"میں نے اپنے محبّ کے ساتھ محبت کرتے ہوئے اور بغض رکھنے والوں کے ساتھ نفرت کرتے ہوئے صبح کی ہے"۔

درحقیقت یہاں مقام رضا کو بتایا گیا ہے کہ محبّ اور محبوب کے درمیان بڑا گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ جو شخص اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرتا ہے، اہل بیتؑ بھی اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں مگر ممکن ہے۔ غلام آقا کے ساتھ تو محبت کرے، مگر آقا اس پر نظر شفقت نہ کرے محبت کا رشتہ دوطرفہ ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ زیارت امین اللہ میں امیرالمومنین علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں:

"اَللّٰھُمّ فَاجعل نَفسیْ مُطْمَئِنَّة بِقَدَرِکَ راضِیَۃً بِقَضَائِکَ مُوْلَعَۃً بِذِکْرِکَ وَدُعَا ئِکَ مُحِبَّۃً لِصَفْوَۃِ اَوْلِیَائِکَ مَحبوبَۃً فِی اَرْضِکَ وَسَمَائِکَ صَابِرَۃً عَلٰی نُزُوْلِ بَلَائِکَ ،شَاکِرَۃً لِفَوَاضِلِ نَعْمَائِکَ ذَاکِرَۃً لِسَوَابِغِ اٰلَائِکَ مُشْتَاقَۃً اِلٰی فَرْحَۃِ لَقَائِکَ ،مُتَزَوِّدَۃً التَّقْوٰی لِیَوْمِ جَزَائِکَ مُسْتَنَّۃً بِسُنَنِ اَوْلِیَائِکَ، مُفَارِقَۃً لِاَخْلَاقِ اَعْدَائِکَ ،مَشْغُوْلَۃً عَنِ الدُّنْیَا بِحَمْدِکَ ثَنَائِکَ " (مفاتیح الجنان، زیارت امین اللہ طبع ہاتف شہد ۶۲۲)

"اے میرے پروردگار! میرے نفس کو اپنی قضاء وقدر پر مطمئن اور راضی قرار دے۔

اے میرے پروردگار مجھے اپنے ذکر اور دعا کا شیفتہ قرار دے، مجھے اپنی دعا اور ذکر کا شیدائی بنادے اور اپنے خالص اور برگزیدہ اولیاء کے ساتھ محبت کرنے والا قرار دے! مجھے اپنی زمین اور آسمان میں اپنا محبوب بنادے اور مجھے بلاو مصیبت پر صبر اور شکیبائی نصیب فرما اور اپنی بہترین نعمتوں پر مجھے شاکر بنادے مجھے اپنی تمام نعمتوں کو یاد کرنے والا قرار دے!"

آپ نے دیکھا ہے کہ دعا کے اندر کس قدر التجا ہے کہ میرے اللہ تو مجھے اپنے خالص اور برگزیدہ اولیاء سے محبت کرنے والا قرار دے، اس لئے کہ یہ رشتہ متقابل اور دوطرفہ ہے۔ چنانچہ جو اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے وہ اسی رنگ میں ڈھل جاتا ہے، اور ان کی سیرت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اسی لئے تو پیامبر اکرم اسلامؐ نے فرمایا ہے

السَّلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ بَيْت" (مناقب شہرآشوب جلد ۱۔۸۵)

"سلمان فارسی ہماری اہل بیتؑ میں سے ہیں"

حضرت سلمان اہل بیتؑ کے ساتھ اس حد تک محبت رکھتے تھے کہ گویا اہل بیتؑ کی سیرت کے آئینہ دار قرار پائے اور اس قسم کی فرمایشات حضرت ابوذر غفاری کے سلسلہ میں بھی ملتی ہیں۔

يا اباذر اِنكَ مِنَّا اهل البيت

"اے ابوذر! بے شک تم ہماری اہل بیتؑ میں سے ہو"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فضل بن یسار اور یونس بن یعقوب کے متعلق فرمایا کہ ان کا تعلق ہم اہل بیتؑ میں سے ہے۔

یہ اہل بیتؑ کی طرف سے بڑی عطا ہے۔ پس محبت اہل بیتؑ وہ چیز ہے جس کا امتیاز انہوں نے اپنے محبین کو عطا فرمایا ہے۔ البتہ یہ بات یاد رہے کہ محبت اہل بیتؑ تقوی اور عمل صالح سے ہی میسر ہو سکتی ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّنَا فَهُوَ مِنَّا اَهلِ البیت

(تفسیر عیاشی ج ۲۔۲۳۱)

"جو ہمارے ساتھ حقیقی محبت کرتا ہے اس کا شمار ہماری اہل بیتؑ میں سے ہوتا ہے"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنِ اتَّقٰی مِنْکُمْ وَاَصْلَحَ فَهُوَ مِنَّا اهل البیت

"آپ میں سے جو شخص تقویٰ کو پیشہ قرار دے اور پے در پے اپنی اصلاح اور عمل صالح انجام دے اس کا تعلق ہم اہل بیتؑ میں سے ہے۔"

اس روایت میں یہ امر واضح کر دیا گیا کہ محبت اہل بیتؑ تب میسر ہوگی، جب انسان تقویٰ اور عمل صالح کی منزلوں کو طے کرے گا۔ چنانچہ محبت حقیقی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب محبّ اپنے محبوب کے سلیقوں اور

طریقوں کو اپنائے گا۔

چنانچہ اہل بیتؑ عاشق خدا ہیں۔ پس ان کا محبّ بھی عاشق خدا ہوتا ہے۔ اہل بیتؑ عابد خدا ہیں۔ ان کا محبّ بھی خدا کی عبادت کرنے والا ہوتا ہے ۔ پس جن کے ساتھ اہل بیتؑ محبت کرتے ہیں محبت انہیں اپنے محبوب کے ساتھ سلیقہ اور طریقہ اور یکسوئیت کی تعلیم دیتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کے نقش قدم کو اپنی زندگی کا مشعل راہ قرار دیتا ہے ۔پس اگر حقیقی محبت ہوتو پھر اہل بیتؑ کے قول و فعل اور گفتار و کردار کو اپنا سرمایہ زندگی قرار دینا ہوگا اور واضح سی بات ہے کہ ایجاد محبت میں علم و معرفت کا حصول ناگزیر امر ہے ۔ جب تک علم و معرفت نہیں ہوگی اس وقت تک محبت پیدا نہیں ہوسکتی

محبت معرفت چاہتی ہے جب تک کسی چیز کے متعلق فہم و ادراک ہی نہیں ہوگا تو محبت کیسے آسکتی ہے؟ پھر محبت کے بغیر شوق بھی پیدا نہیں ہوسکتا ہے ۔ پس جہاں شوق نہیں، وہاں محبت نہیں اور جہاں محبت نہیں، وہاں علم و آگاہی کی کمزوری ہے ۔محبت کے ثمرات میں سے شوق اور شوق کے بعد انسان رضا کی منزل اور رضا کی منزل کے بعد انس کی منزل پر قدم رکھتا ہے ۔ درحقیقت جب محبت میں انس کی منزل آجاتی ہے تو پھر وہ لذت مناجات حاصل کرتا ہے ۔ چنانچہ جب تک محبت نہیں ہوگی اس وقت تک اطاعت کی منزل نہیں آسکتی ۔چونکہ اطاعت محبت کے تابع ہے جس کی محبت ہوگی اسی کی اطاعت بھی ہوگی ۔ جہاں محبت نہیں وہاں شوق اطاعت بھی نہیں ہوگی ۔اسی لئے پروردگار عالم نے حقیقی محبت کے متعلق ارشاد فرمایا:

یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ"

(سورہ مائدہ آیت ۵۴)

"وہ خدا سے محبت کرتے ہیں اور خدا ان سے محبت کرتا ہے اور
صاحبان ایمان تو پروردگار سے شدید محبت رکھتے ہیں۔"

"حدیث میں وارد ہے آپ پر اس وقت تک کوئی ایمان نہیں لاسکتا، جب تک وہ خدا اور رسول کے ساتھ سب سے زیادہ محبت نہ کرتا"

(سنن نسائی، جلد نمبر ۸۔۹۴)

پس خدا اور رسول اور اہل بیتؑ کی محبت ایمان اور تکمیل ایمان کی نشانی ہے، اسی محبت سے ایمان کا اثبات ہوتا ہے، اس لئے کہ رسولؐ اور اہل بیتؑ کی محبت کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہے۔

پیامبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

"خدا سے محبت کریں کہ اس نے تمام نعمتیں عطا کی ہیں، اور مجھ سے محبت کریں چونکہ خدا مجھ سے محبت کرتا ہے"۔

(مستدرک الحاکم جلد نمبر ۳۔۱۵۰)

اہل بیتؑ کے ماننے والوں پر خصوصی عنایات

ایجاد محبت کا ایک سبب یہ بھی بنتا ہے کہ اہل بیتؑ اپنے شیعوں پر خصوصی عنایات رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے جو عطاؤں کا مرکز ہوتا ہے، دل وجان کے ساتھ اسی سے محبت بھی ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ محبین اور شیعہ، اہل بیتؑ کی توجہ کا مرکز ہیں، اور اپنے شیعوں کو جانتے ہیں انہیں اپنے شجرہ طیبہ کے برگ و بار شمار کرتے ہیں یہی وجہ ہے جناب پیامبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔

اَنَا شَجَرٌ فَیَاعِلی اَنتَ فَرْعُهَا وَالحسینُ اَغْصَانُهَا وَشِیْعَتُنَا اَوْرَقُها

""میں شجرہ طیبہ کی بنیاد ہو، پس اے علیؑ! آپ اس کی فرع ہیں حسن حسین علیہما السلام شجرہ طیبہ کی شاخیں اور ہمارے شیعہ شجرہ طیبہ کے پتے ہیں""۔

اہل بیتؑ کے پیروکاروں کی بہت عظمت وجلالت ہے۔انہیں شجرہ طیبہ کے پتے کہا گیا ہے کیونکہ پتے اپنے درخت کا پتہ دیتے ہیں پتوں سے درخت کی پہچان ہوتی ہے۔لہٰذا اہل بیتؑ کے ماننے والے اپنے محسنوں کی

پہچان کا ذریعہ بنتے ہیں، انہیں دیکھ کر اہل بیت ؑ کی سیرت یاد آتی ہے ۔لہٰذا ائمہ معصومین ؑ کے ماننے والوں کو بہت محتاط ہونا چاہیے ۔ خدانخواستہ کوئی ایسا کام نہ کریں ۔جس سے اہل بیت ؑ کی عظمت وجلالت پر کوئی حرف آئے اس لئے کہ ہم شجرہ طیبہ کے ساتھ ہیں اور اس کی علامت ہیں ۔یہ نہیں ہوسکتا کہ درخت کسی اور چیز کا ہو اور پتہ کسی اور درخت کی خبر دے بہرکیف درخت کا پتہ فضائل شجر کو بیاں کرتا ہے اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ شیعتنااور قلبھا۔ چنانچہ اہل بیت کے شیعہ معصومین کی عظمت کو اجاگر کرتے ہیں جبکہ اہل بیت ؑ اپنے شیعوں کے لئے دنیا اور آخرت کا سہاراہیں چنانچہ اس ضمن میں آیات وروایات زیادہ ہیں ۔ہم یہاں پر بعض کونقل کرتے ہیں۔

آئمہ علیہم السلام کی نگاہ میں شیعہ کی عظمت وجلالت

حذیفہ بن اسید غفاری کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت امام حسن علیہ الصلاۃ والسلام نے معاویہ کے ساتھ صلح کی اور آپ ؑ مدینہ واپس تشریف سے جارہے تھے تو میں بھی امام علیہ السلام کے ہمراہ تھا آپ کے آگے آگے اونٹ چل رہا تھا جس پر سامان لدا ہواتھا البتہ وہ حیوان ہوتے ہوئے امام علیہ السلام کو جانتا تھا وہ ہمیشہ امام ؑ کے ساتھ ساتھ چلتا اور کبھی جدانہیں ہوتا تھا۔ ایک دن میں نے پوچھا یا بن رسول اللہ !جب آپ ؑ مدینہ واپس تشریف لے جارہے تھے تو اونٹ کے اوپر کافی بوجھ تھا اے فرزندرسولؐ !وہ کیا تھا ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا !اونٹ کے اوپر ایک دیوان (رجسٹر) تھا

میں نے پھر عرض کی! وہ کس کے متعلق تھا۔ امام ؑ فرماتے ہیں۔ وہ ہمارے شیعوں کا رجسٹر (دیوان) ہے جس میں ہمارے شیعوں کے نام درج ہیں"۔

دیوانُ شیعَتنَافِیه اَسمَاؤُهم

"وہ ہمارے شیعوں کا دیوان ہے جس میں ہمارے شیعوں کے نام مرقوم ہیں۔" (بحارالانوار، ج۲۶۔۱۲۴)

نیز ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابوبصیر کو فرماتے ہیں:

وَعَرَّفنَا شِیعَتِنَا کَعِرفَانِ الرَّجُل اَهلبَیتِه

(بحارالانوار جلد ۲۶۔۱۴۶)

"ہم اپنے شیعوں کو گھر کے افراد کی طرح جانتے ہیں"۔

آپ نے ملاحظہ کیا کس طرح ائمہ معصومین ؑ اپنے شیعوں کی پہچان رکھتے ہیں؟ جس طرح اہل خانہ اپنے گھر کے افراد کو جانتے ہیں' اسی طرح اہل بیت ؑ اپنے شیعوں کو پہچانتے ہیں حتی کہ بعض روایات میں امامؑ فرماتے ہیں جب ہم شیعوں کو افسردہ دیکھتے ہیں تو ہم غمزدہ ہو جاتے ہیں جب ہم اپنے شیعوں پر کوئی مصیبت دیکھتے ہیں تو ہم ناراحت ہو جاتے ہیں۔ آپ نے توجہ فرمائی کہ کس طرح اہل بیت ؑ اپنے شیعوں سے محبت کرتے ہیں' خوشی وغمی میں برابر کی شرکت ہی تو محبت کا بڑا ثبوت ہے۔ لہذا شیعہ کو چاہئے کہ وہ اسی طریقہ اور سلیقہ کو اپنی زندگی کا سرمایہ قرار دے۔

ایک روایت میں حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہم دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ مومن ہے یا منافق ہے"

پھر فرماتے ہیں:

اِن شِیعَتَنَا کَمَکتُوبُوْنَ مَعْرُوْفُوْنَ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ اَخَذَاللّٰهُ المِیْثَاقَ عَلَیْنَا عَلَیْهِمْ یَرِدُوْنَ مَوَارِدَنَا وَ یَدْخُلُوْنَ مَدَاخِلَنَا" (بحارالانوار ج نمبر۲۶_۳۱۳)

"ہمارے شیعوں کے اسماء ضبط شدہ ہیں وہ اپنے اور اپنے والدین کے ناموں کے ساتھ مشہور و معروف ہیں ۔ خداوند عالم نے ہم سے اور ان سے عہد و پیماں باندھا ہے ۔ جہاں پر ہم جائیں گے وہاں پر وہ جائیں گے جہاں ہم داخل ہوں وہاں پر وہ داخل ہوں"

یعنی شیعوں کا سیر وسلوک اہل بیت ؑ کے مطابق ہوتا ہے اور وہ اہل بیت ؑ کے نقش قدم کو دیکھ کر چلتے ہیں ان کے قول وفعل کے اوپر عمل کرتے ہیں جہاں ان کا راستہ ہے اسی کے یہ راہ راہرو ہیں اور جس طرح اہل بیتؑ کی جہت ہے اسی طرح ان کے شیعہ کی سمت ہے وہ اہل بیت کے تابع ہیں شیعہ ہر حال میں اپنی مدار اہل بیت ؑ کو قرار دیتے ہیں اور جس چیز سے اہل بیتؑ محبت کرتے ہیں اس چیز سے وہ بھی محبت کرتے ہیں اور جس چیز سے وہ نفرت کرتے ہیں اس چیز سے شیعہ بھی نفرت کرتے ہیں ۔

علاوہ ازیں ایک روایت میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سورہ مریم کی آیت نمبر ۵۸ کی تفسیر کے متعلق پوچھا گیا۔

"وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا" یعنی جن انبیاء کو ہم نے ہدایت کی اور انہیں ہم نے منتخب کیا" سے کیا مراد ہے؟ آیت یہ ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا۔ (سورہ مریم آیت نمبر ۵۸)

" یہ سب انبیاء وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ذریت آدم میں سے اور ان کی نسل میں سے جنہیں ہم نے نوح کی کشتی میں ساتھ لیا اور حضرت ابراہیم اور اسرائیل کی ذریت میں سے اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت دی ہے اور جنہیں ہم نے منتخب کیا ہے۔ کہ جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے بھی ہیں اور سجدہ میں بھی گر پڑتے ہیں"

حضرت آدمؑ کی ذریت میں حضرت ادریسؑ وغیرہ حضرت نوح کی ذریت میں حضرت ابراہیمؑ وغیرہ اور ان کی ذریت میں جناب موسیٰ وغیرہ ہیں ان سب کی مشترکہ صفت خشیت پروردگار میں گریہ اور پروردگار کے حضور سجدہ کرنا ہے۔

چنانچہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ لوگ جنہیں ہم نے ہدایت کی ہے اور جنہیں ہم نے منتخب کیا ہے وہ کون

لوگ ہیں ؟!

امام علیہ السلام فرماتے ہیں :

وَاللّٰہِ شِیْعَتُنَا الَّذِیْنَ ھَداھُمُ اللّٰہُ لِمُوَدَّتِنَا واجتباھم لَدَیْنَا

(بحارالانوار جلد ۲۷۔۲۲۴)

"خدا کی قسم اس آیت میں (ممن ھدینا) سے مراد ہمارے شیعہ ہیں جنہیں خدا نے ہماری مودت کی ہدایت کی اور پرودگار نے ہمارے دین کے لیئے منتخب کرلیا ہے"

پس اہل بیتؑ کی مودت سرمایہ حیات ہے ہر ایک کو یہ نعمت نصیب نہیں ہوتی ہے لہٰذا توفیق مودت چاہیے۔لذا مقام شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معنوی نعمت اپنے شیعوں کو نصیب ہوتی ہے ہر دم دعا کیا کریں کہ پروردگار عالم ہم سب کو محبت اہل بیتؑ کے سائے میں زندہ رکھے ان کے قول وفعل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔مومنین کو اس نعمت کے حاسدین کے حسد اور چشم بد سے بچائے تاکہ وہ آپس میں اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے کے ساتھ صلح و آشتی کے ساتھ رہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورہ غاشیہ کی آیت نمبر ۲۶ کے بارے میں پوچھا گیا کہ۔

اِنَّ اِلَیْنَا اَیَا بَھُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ

"بے شک ان سب کو ہماری طرف ہی پلٹنا ہے پھر ہمارے ہی ذمہ ان سب کا حساب ہے"فرزند رسولؐ اس آیت کا کیا

مفہوم ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَة جَعَلَ اللّٰه حِسَابَ شِيْعَتِنَا عَلَيْنَا

(بحارالانوار جلد نمبر ۷۔۲۰۳)

"جب قیامت کا دن ہو گا خداوند عالم ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کردے گا"

نیز امام علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

نَشْفَعُ لِشِيعَتِنَا فَلَا يَرُدُّنَا رَبُّنَا

(بحارالانوار جلد نمبر ۸۔۴۱)

"ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے اور ہمارا پروردگار ہماری شفاعت کو قبول کرے گا۔"

اور پھر امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَيْنَمَا نَكُوْنُ فَشِيعَتُنَا مَعَنَا

"جہاں ہم ہوتے ہیں وہیں شیعہ بھی ہمارے ساتھ ہوتے ہیں"

پس شیعہ کا سیر و سلوک اہل بیت ؑ کے ساتھ ہوتا ہے۔حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی روایت ہے۔آپ فرماتے ہیں:

بہشت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے پانچ دروازے ہمارے شیعوں اور ہمارے حبداروں کے لئے کھلیں گے۔

وَخَمْسَةُ أَبْوَابٍ يَدْخُلُ فِيْهَا شِيْعَتُنَا وَ مُحِبُّوْنَ

(بحارالانوار جلد نمبر ۷۔۲۰۳)

"جنت کے آٹھ دروازوں میں سے پانچ دروازے ہمارے شیعوں اور محبوں کے لئے کھول دے جائیں گے"

یز روایت میں ملتا ہے کہ اک دفعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے آپ کی نگاہ اپنے بعض شیعوں پر پڑی آپ ان کے قریب گئے اور انہیں سلام کیا اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰه اِنِّي لَاَحِبّ رِيْحَكُمْ وَاَرْوَحُكُمْ اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ اِلَى الْجَنَّةِ قَدْ ضمنّاِ لَكُمُ الْجِنَانَ فِى بضَمَانِ اللّٰه وَرَسُوْلِهٖ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ شَئْ ءِ شرفًا وشَرَفُ الدِّيْنَ الشِيْعَة اَلَااَنَّ لِكُلِّ شَئْءِ عِماداً وَعُمَادُا لِدّيَنَ الشيْعَة اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ شَئْ ءِ سَيِّداً وَسيِّدُ الْمَجَالِس مجالس شِيْعَتِنَا" (بحار الانوار ج نمبر ۶۵_۴۳)

"خدا کی قسم! میں آپ کی خوشبو اور روح سے محبت کرتا ہوں آپ تقویٰ اور پرہیز گاری کے ذریعہ میری مدد کریں اور آپ بہشت میں جانے والوں میں سبقت رکھنے والے ہیں اور ہم نے خدا ورسول ؐ کی ضمانت کے تحت بہشت آپ کے لئے مقرر کردیا ہے۔ بے شک ہر چیز کاایک شرف ہوتا ہے شرافت دین شیعہ کے ساتھ ہے۔ بے شک ہر چیز کے لیے ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون شیعہ ہیں۔یقیناً ہر چیز کے لئے ایک سید و سردار ہوتا ہے مجالس کے سید و سردار ہمارے شیعہ (کی مجالس) ہیں۔"

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ پیامبر اسلامؐ سے حضرت امام محمد باقرؑ نے روایت کی ہے۔ کہ ہمارے شیعہ شجرہ طیبہ کے برگ وبار ہیں۔ پھر فرماتے ہیں جب بھی اس دنیا سے کسی شیعہ کا انتقال ہوتا ہے تو شجرہ طیبہ کے پتوں میں سے ایک پتہ گر جاتا ہے۔ اور جب ہمارے شیعوں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو شجرہ طیبہ میں ایک برگ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ آل محمد کے شیعہ شجرہ طیبہ کے اوراق (پتے) ہیں۔

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ اسلام فرماتے ہیں۔

"اِنَّ اللّٰه تعالیٰ فَاختَارَ نَا وَاخْتَارَ لَنَا شِیْعَةً یَنصُرُوْنَنَا وَلَیفَرَحُونَ لِفَرِحِنَا وَیَحْزَنُوْنَ لِحُزنِنا وَیَبذِلُوْنَ اَنْفُسَهُم اَمْوالَهُم فِینَا فَاُولَئِكَ منا وَاِلَینَا وَهُمْ مَعْنَافِی الْجَنَانِ" (میزان الحکم ج ۵۔۲۲۳)

"خداوند عالم نے ایک دفعہ اپنی نگاہ کرم زمین پر اٹھائی تو ہمیں منتخب کیا اور ہمارے شیعوں کو ہماری مدد کے لئے انتخاب کیا اور ہمارے شیعہ جن کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ ہماری خوشی پر خوش ہوتے ہیں ہماری غمی پر غم مناتے ہیں۔ وہ اپنی جان ومال کو ہمارے راستہ پر خرچ کرتے ہیں پس وہ ہم سے ہیں ہماری جانب ہیں اور جنت میں بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔"

اس خوبصورت حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیتؑ کو روئے زمین پر اپنی برجستہ مخلوق اور شیعان اہل بیتؑ کو اس زمین پر منتخب کیا ہے اور

ساتھ ساتھ امام علیہ السلام نے اپنے شیعوں کی خصوصیات کو بیان فرمایا کہ وہ اہل بیتؑ کی خوشیوں میں خوشیاں بانٹتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اپنی جان ومال کو نچھاور کرتے ہیں اور اپنی عقیدتوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ خاص عنایات اہل بیتؑ کے ماننے والوں کے لئے قرار دی ہیں ۔ پس یہی وہ افکار اور نظریات ہیں جن کے بل بوتے پر بچوں اور جوانوں کے دلوں میں محبت کے چشمے رواں اور وابستگی پیدا ہوتی ہے ائمہ اطہار اپنے شیعوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتے ہیں اور ان کے بے شمار فضائل کی نشاندہی فرماتے ہے۔

شیعَتُنَا خُلِقُوْا مِنْ فَاضِلِ طِیْنَتِنا

"ہمارے شیعہ ہماری بچی ہوئی طینت سے خلق ہوئے ہیں"

بحارالانوار میں متعدد روایات موجود ہیں جن میں سے چند روایات پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

پیامبر اسلامؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

یاعلی انت وَشیعَتُكَ هُمَ الفَائزُوْن

"اے علیؑ! آپ اورآپ کے شیعہ کامیاب ہیں"

☆ پھر فرمایا ہمارے شیعوں پر شیطان مسلط نہیں ہوسکتا۔

☆ امیر المومنین علیہ السلام کے شیعہ مغفور ہیں۔

☆ شیعہ قیامت کے دن حضرت امیر المومنین کے دست مبارک سے

حوض کوثر سے سیراب ہوں گے۔

- ☆ امیرالمومنین کے شیعہ دنیا و آخرت میں خرسند اور ارجمند ہیں ۔اور انہیں پروانہ جنت دیا جائے گا۔
- ☆ وہ ہر قسم کی آتش اور عذاب سے محفوظ ہوں گے۔
- ☆ شیعہ بہترین بندگان خدا ہیں یہ صراط مستقیم پر ہیں ۔وہ اہل بیتؑ کے دین کے ساتھ منسلک ہیں۔
- ☆ ہمارے شیعہ دوسروں پر گواہ ہوں گے۔
- ☆ ہم اور ہمارے شیعہ اصحاب الیمین ہیں۔
- ☆ ہمارے شیعہ ہدایت یافتہ اور صابر ہیں۔
- ☆ شیعہ صادق ہوتے ہیں ہر قسم کے شیطانی مذہب اور وسواس سے محفوظ ہوتے ہیں۔
- ☆ ہمارے شیعہ قیامت کے دن نورانی چہروں کے ساتھ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور انہیں سواریوں پر بٹھا کر محشر میں لایا جائے گا۔
- ☆ شیعہ نور خدا سے دیکھتے ہیں۔
- ☆ ہماری سرشت سے ان کی خلقت ہوتی ہے۔
- ☆ وہ ہمارے لئے خلق ہوتے ہیں۔
- ☆ وہ ہمارے نور کی شعاعوں سے خلق ہوئے ہیں۔
- ☆ خداوند عالم ہمارے شیعوں کو پاک کر کے اٹھاتا ہے۔
- ☆ خداوند عالم نے ہمارے شیعوں سے میثاق ولایت باندھا ہوا ہے۔

☆ ہم اپنے شیعوں کے اوپر گواہ ہیں اور ہمارے شیعہ دوسروں کے اوپر شاہد ہیں۔

☆ ہمارے شیعہ اپنے اہل خانہ کے لئے شفاعت کریں گے۔

☆ ہمارے شیعہ شہید باقی شہداء پر فوقیت رکھتے ہیں۔

یہ سارے اقوال زریں اور اوصاف و فضائل بذات خود اہل تشیع کے لئے قیمتی سرمایہ ہیں اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا اپنے شیعہ کے ساتھ خاص محبت کا اظہار ہے۔ چنانچہ یہ وہ حقائق و معارف اور عقیدت کے پھول ہیں جو انسان کے اندر محبت میں تجدید لاتے ہیں اس کے اندر متحرک و بیداری پیدا ہوتی ہے پس شیعہ کی ذمہ داری بنتی ہے ہر دم اہل بیتؑ کے مشن کو زندہ رکھیں اور عمل پیرا ہوں۔

فضائل اہل بیتؑ

محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے والے راستوں میں سے ایک یہ ہے کہ فضائل اہل بیتؑ کو بیان کیا جائے۔ اس لئے کہ اہل بیتؑ کے فضائل انسانی فضیلتوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ چنانچہ مختلف وسائل کو فضائل کی تشہیر میں بروئے کار لایا جائے وہ منبر ہو مسجد ہو' میڈیا ہو یا نشر و اشاعت ہو' تحریر ہو تقریر ہو اہل بیتؑ کے علمی اور عملی فضائل کو بیان کیا جائے۔

تا کہ دلوں میں محبت پیدا ہو اور تمام لوگ اور بالخصوص بچے اور جوان اہل بیتؑ کے جلووں سے مستفیض ہوں اہل بیتؑ کے فضائل میں بہت زیادہ

روایات موجود ہیں ۔ اختصار کے پیش نظر چند روایات کو نقل کرنے پر اکتفا کیا جارہا ہے ۔ پیامبر اسلامؐ فرماتے ہیں :

اَلَا وَمَنْ مَات علی حُبّ آلِ محمد مَات شہیدًا

"جو آل محمدؐ کی محبت میں مرگیا وہ شہادت کی موت مرا۔"

اَلَا وَمَن مات علی حُبّ آل محمد مات مغفوراً له"

"آگاہ رہو! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ اس دنیا سے مغفور اٹھا ہے۔"

اَلَا وَمَن مات علی حُبّ آل محمد مات مُؤمِنًا مستکمل الایمان

"جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ کامل الایمان مؤمن ہو کر مرا ہے۔"

اَلَا وَمَنْ مات علی حُبّ آل محمد بَشّرَهٗ مَلَك الْمَوْت بِاالْجنّه

"آگاہ رہے! جو آل محمد کی محبت میں مرا اسے ملک الموت جنت کی بشارت دیتا ہے۔"

اَلَاوَمَنْ مَاتَ حُب آل محمد فُتِیحَ لَهٗ فِیْ قَبْرِ بَابَانِ اِلَی الْجَنّه

"بے شک! جو شخص آل محمد کی محبت میں مرتا ہے قبر میں اس کے لئے دو دروازے جنت کی طرف کھول دیے جاتے ہیں"

اَلَا وَمَنْ مَاتَ علی حُبّ آلِ محمد جَعَلَ اللّٰه قبرَہ

مزارَ مَلائکۃِ الرَّحْمَۃ

"بے شک جو شخص آل محمد کی محبت میں وفات پا جائے اللہ پاک اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے"

اس کے علاوہ متعدد روایات ینابیع المودۃ کے تیسرے باب کے آخر میں موجود ہیں۔

چنانچہ مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ پیامبر اسلامؐ نے فرمایا:

مَعرِفَۃ آلِ محمد براء ۃ من النّارِوَحُبُّ آلِ محمد جواز علی الصِّراط وَالولا یہ لِال محمد امان من العذاب

"آل محمد کی معرفت آتش جہنم سے برائت کا ذریعہ ہے اور آل محمد کی معرفت پل صراط سے گزرنے کے لئے جواز ہے(یعنی پروانہ راہ داری ہے) اور آل محمد کی ولایت عذاب سے امان کا سبب ہے"

اسی طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔

اہل بیتؑ اللہ کے منتخب اور اللہ کے بہترین بندے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی میراث ہمیں سپرد کی گئی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔

ہم محبت خدا ہیں ہم ایمان کے ستون ہیں۔

ہم اسلام کے مینار ہیں۔

ہم مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔

ہم ہدایت کرنے والے امام ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں۔

ہم تاریکیوں کے اندر چراغ ہیں۔

ہم ہدایت کی روشنی میں ستون ہیں۔

ہم حق کے لئے بلند نشان ہیں۔

جس نے ہمارا توسل اختیار کیا وہ کامیاب ہوگیا۔

جس نے ہمیں چھوڑ دیا وہ غرقاب ہوگیا۔

ہم سفید پیشانیوں والوں کے راہنما ومقتداء ہیں۔

ہم اللہ کی طرف سے صراط مستقیم ہیں۔

ہم مخلوق کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہیں۔

ہم نبوت کا خزانہ ہیں۔

ہم رسالت کی جگہ ہیں۔

ہم فرشتوں کے اترنے کا مقام ہیں۔

ہم چمکتے ہوئے روشن چراغ ہیں۔

ہم اس شخص کے راستہ ہیں جس نے ہماری پیروی کی ہے۔

ایسے امام ہیں جو لوگوں کو جنت کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔

ہم اسلام کی مضبوط رسی ہیں

ہم پل یعنی اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ اور عظیم الشان گزرگاہ ہیں

جو اس پر گزرا وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔

ہماری وجہ سے اللہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے عذاب کو دور کرتا ہے۔

جس نے ہمیں پہچانا ہماری مدد کی۔

ہمارے حق کو پہچانا۔

ہمارے امر کو مضبوطی سے تھاما۔

وہ ہم میں سے ہے۔

اور اس کی جہت ہماری جہت کی طرف ہے۔

(ینابیع المودۃ ۴۶-۴۷)

اس کے علاوہ بھی کئی روایات ہیں جن کی قرأت اور سماعت سے دل میں محبت اہل بیتؑ کے چشمے رواں ہو جاتے ہیں۔

محبت اہل بیتؑ نظام اسلام ہے

ایجاد محبت میں یہ ضروری ہے کہ محبت اہل بیتؑ دین کی بنیاد اور نظام اسلام ہے

پیامبر اسلامؐ فرماتے ہیں :

أَسَاسُ الإِسْلَامِ حُبِی وَحُبُّ أَهْلِبَيْتِي

''اسلام کی بنیاد میری محبت اور میری اہل بیتؑ کی محبت پر استوار ہے۔'' (کنز الاعمال ج ۱-۱۰۵)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حُبُّنَا اَھْلُ الْبَیْتِ نِظَامُ الدِّیْنِ

(امالی شیخ طوسی ۲۹۶)

''ہم اہل بیتؑ کی محبت دین کا نظام ہے۔''

پیامبر گرامیؐ کی روایت ہے۔

مَنْ اَحَبَّنَا فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہ فَمَن اَبْغَضَنَا فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہ

''جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو ہم سے دشمنی و عناد رکھتا ہے وہ اللہ سے بغض و عناد رکھتا ہے۔''

محبت اہل بیتؑ محبت خدا ہے

ایجاد محبت کے راستوں کی نشاندہی میں ایک یہ ہے کہ محبت اہل بیتؑ محبت خدا ہے اور بغض اہل بیتؑ بغض الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اور مولویؒ کے اشعار میں بھی ہے۔

حب محبوب خدا حب خدا است

یہ محبت دوسری محبتوں سے الگ تھلگ ہے۔ محبوب خدا کی محبت اصل میں محبت خدا ہی شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ زیارت جامعہ میں ہے:

مَنْ اَحَبَّکُمْ فَقَدْاَحَبَّ اللّٰہ

''اے اہل بیتؑ رسولؐ! جس نے آپ سے محبت کی۔ اس نے اللہ سے محبت کی ہے۔''

پیامبر اسلامؐ کی روایت ہے:

مَنْ اَحَبَّ هٰؤُلَاءِ فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنِی (تاریخ دمشق ۹۱)

"جو اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی کرتا ہے پس محبت اہل بیتؑ محبت رسولؐ ہے اور محبت رسولؐ محبت خدا کا ذریعہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ وہ دل بابرکت ہیں جن کے اندر محبت اہل بیتؑ جاگزین ہوتی ہے۔لہٰذا محبت اہل بیتؑ ہر دل کا مقصد نہیں اور نہ ہی ہر دل محبت اہل بیتؑ کی اہلیت رکھتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت ہے:

اِنِّي لَاعلم انّ هٰذا الحُبّ الّذی تحِبّوْنَ لَيْسَ بِشَیْءٍ صَنعتُمُوْهُ وَلٰكِن اللّٰه صَنَعَه" (کتاب محاسن ج ا۔۲۳۶)

"میں بخوبی جانتا ہوں کہ محبت اہل بیتؑ جس دل کے اندر ہوتی ہے وہ اس کا کارنامہ نہیں بلکہ اس کا کارساز اللہ پاک ہے۔"

یعنی محبت اہل بیتؑ اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے یہ فیضان کرم ہے اور عطیہ پروردگار ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے۔

حُبّنَا اہل البَیْتِ اَفْضَلُ الْعِبَادَة"

(کتاب محاسن ج ا۔۲۴۷)

"ہم اہل بیتؑ کی محبت بہترین عبادت ہے۔"

اور پھر فرمایا۔

لَا تَسْتَحقِرمُوَدَّتَناَ فَاِنَهَا مِنَ الْبَاقِیاتِ الصَّالِحَاتِ

(مناقب شہراشوب ج۴۔۲۱۵)

''ہماری محبت کو کبھی معمولی شمار نہ کرنا، اس لئے کہ ہماری محبت باقیات الصالحات میں سے ہے۔''

محبت اہل بیتؑ ایسی نیکی ہے جو باقی رہنے والی ہے، یہ اضافے کا سبب ہے، قبر میں نور عطا کرتی ہے، عالم محشر میں لباس تقویٰ سے ہمکنار کرتی ہے۔پس جب انسان اہل بیت ؑ کے فضائل اور مسائل کو بیان کرتا ہے، کہ محبت اہل بیتؑ نظام دین اور محبت اہل بیت ؑ محبت خدا ہے تو دلوں کے اندر محبت اہل بیتؑ پیدا ہوتی ہے۔ پھر وہ علم و معرفت کے ساتھ اہل بیت ؑ کے نام پر نثار ہوتا ہے کہ جن کی فضیلتیں برکات' اور رحمتیں ایسی ہے۔ ان پاک ہستیوں سے کیوں محبت نہ کرے اہل بیت ؑ سے محبت درحقیقت کرامات اور کمالات انسانی کے ساتھ محبت ہے۔محبت ہمیشہ ظرفیت کے تابع رہتی ہے۔ جس حدتک انسان کے اندر قابلیت ہے اسی قدر محبت بھی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت پیامبر اکرم ؐ فرماتے ہیں:

اے لوگو! ہمیشہ اہل بیت ؑ کی محبت کو پیشہ قرار دینا، اس سے کبھی جدا نہ ہونا اس لئے کہ جس شخص کے اندر ہماری محبت ہوتی ہے، جب وہ اپنے پرودگار کی طرف لوٹ کر [illegible] ہے تو ہماری شفاعت سے بہرمند ہو کر بہشت کے اندر داخل ہوتا ہے۔

محبت اہل بیتؑ کی عظمت وجلالت اورآثار

ایجاد محبت کے راستوں میں سے ایک یہ ہے کہ محبت اہل بیت ؑ کی عظمت وجلالت اور آثار محبت کو بتایا جائے کہ اہل بیت ؑ وہ ہیں جو دنیا کا سہارا اور آخرت کا سرمایہ ہیں ۔ چنانچہ جب انسان معرفت کرلیتا ہے کہ دنیاوی امور اور اخروی معاملات میں اہل بیت ؑ اس کے مددگار اور معاون ہیں ۔تو اس میں اہل بیتؑ کی محبت موجزن ہو جاتی ہے۔

بس اپنی نئی نسل اور قوم وملت کے افراد کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ دنیا اور آخرت کی سعادت اہل بیت ؑ کے گھرانے کے ساتھ ہی وابستہ ہے ۔جیسا کہ انسان فطری طور پر فائدے کی تلاش اور اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے ۔اور مشکلات سے اپنے آپ کو بچانا اور بہتر زندگی کی تگ و دو کرنا بھی اس کی ذات میں شامل ہے ۔اہل بیتؑ کی محبت سے دنیاوی مشکلات حل ہوتی ہیں اور اسی طرح حالت جان کنی' عالم برزخ' عالم قیامت' اور پل صراط جیسی مشکل منازل اہل بیتؑ کی محبت سے سر ہو جاتی ہیں ۔ روایت میں ملتا ہے ایک دفعہ حضرت امیرالمومنین حارث ہمدانی کی عیادت کے لئے گئے۔

محبت اہل بیتؑ کی عظمت وجلالت اورآثار

ایجاد محبت کے راستوں میں سے ایک یہ ہے کہ محبت اہل بیتؑ کی عظمت وجلالت اور آثار محبت کو بتایا جائے کہ اہل بیتؑ وہ ہیں جو دنیا کا سہارا اور آخرت کا سرمایہ ہیں ۔ چنانچہ جب انسان معرفت کرلیتا ہے کہ دنیاوی امور اور اخروی معاملات میں اہل بیتؑ اس کے مددگار اور معاون ہیں ۔تو اس میں اہل بیتؑ کی محبت موجزن ہو جاتی ہے۔

بس اپنی نئی نسل اورقوم وملت کے افراد کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ دنیا اور آخرت کی سعادت اہل بیتؑ کے گھرانے کے ساتھ ہی وابستہ ہے ۔جیسا کہ انسان فطری طور پر فائدے کی تلاش اور اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے ۔اور مشکلات سے اپنے آپ کو بچانا اور بہتر زندگی کی تگ و دو کرنا بھی اس کی ذات میں شامل ہے ۔اہل بیتؑ کی محبت سے دنیاوی مشکلات حل ہوتی ہیں اور اسی طرح حالت جان کنی' عالم برزخ' عالم قیامت' اور پل صراط جیسی مشکل منازل اہل بیتؑ کی محبت سے سر ہو جاتی ہیں ۔ روایت میں ملتا ہے ایک دفعہ حضرت امیرالمومنین حارث ہمدانی کی عیادت کے لئے گئے۔

فرمایا: اے حارث ہمدانی!

پیامبر فرماتے ہیں :اے علیؑ! تیرے شیعہ تجھے تین جگہ دیکھیں گے تو خوش ہوں گے۔

پہلا مقام حالت الاحتضار

جب انسان کی جان کنی کا وقت ہوگا اس وقت آپ کے شیعہ آپ کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔اس لئے حالت احتضار زندگی کا بہت اہم موڑ اور مشکل مرحلہ ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب انسان اس دنیا کو الوداع اور عالم برزخ کی جانب قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔چنانچہ اس وقت جب وہ اپنے مولیٰ اور آقا کو دیکھے گا تو خوش ہوگا کہ میرے معین ومددگار موجود ہیں۔

دوسرا مقام

وہ ہے جب قبر میں سوال و جواب ہوگا یعنی پوچھا جائے گا کہ آپ کا رب کون ہے؟ آپ کی کتاب کون سی ہے؟۔آپ کے امام کون ہیں؟ آپ کا کعبہ وقبلہ کیا ہے؟۔

ظاہر ہے اجنبی دیار میں حواس مکمل طریقے سے کام نہیں کریں گے۔ نئی جگہ، نئی منزل، نئی دنیا، ایک دفعہ اس پرآشوب موقعہ پر مولاعلیؑ تلقین اور سمجھائیں گے۔ یعنی تمھاری امامت کے سلسلہ ایک کڑی میں ہوں۔تمھاری کتاب قرآن مجید ہے۔چنانچہ جب قبر میں سوال و جواب ہوگا تو مولاعلی علیہ السلام اس وقت اپنے شیعہ کی مدد کریں گے۔

تیسرا مقام پل صراط ہے

مسلسل روایات کے اندر موجود ہے حتیٰ خود جناب ابوبکرؓ کی روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ پیغمبر اسلام ؐ فرماتے ہیں۔

لَایَجُوز اَحَدٌ الصّراط اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَہٗ عَلِیٌّ الْجَواز

"پل صراط سے اس وقت تک کوئی بھی نہیں گزر سکتا جب تک
اس کے پاس علیؑ کا پروانہ راہ داری نہیں ہوگا۔

پس کس قدر مہم ہے کہ عالم دنیا' عالم برزخ' اور عالم قیامت میں اہل بیتؑ اپنے لطف وعطا کے صدقے ہماری مدد فرماتے ہیں۔

سات مشکل مقامات پر اہل بیتؑ کی محبت فائدہ پہنچائے گی

بہت مشہور و معروف حدیث میں ہے کہ پیامبر اسلام ؐ فرماتے ہیں:

حُبِّیْ وَحُبُّ اَہْلِبَیْتِیْ نَافِعٌ فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ اَہْوَالُھُنَّ عظیمۃ ۔عِنْدَالْوَفَاۃِ وَفِی الْقَبْرِ وَ عِنْدَ النُّشُوْرِ وَعِنْدَ الکِتاب وَ عِندَ الحِسَاب وَعِنْدَ الْمِیزانِ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ۔" (بحارالانوار ج نمبر۲۔۱۹۳)

میری محبت اور میرے اہل بیت ؑ کی محبت سات مشکل مقامات پر فائدہ پہنچائے گی۔

(1) جب انسان کی جان نکل رہی ہوگی ۔

(2) جب قبر میں منکر و نکیر سوال وجواب کریں گے ۔

(3) جب انہیں قبروں سے نکالا جائے جائے گا ۔

(4) حشر و نشر ہوگا۔

(5) جب اعمال کا حساب و کتاب ہوگا۔

(6) جب اعمال کو تولا جائے گا۔

(7) پل صراط سے عبور کے دوران پیامبر ؐ اور اہل بیت ؑ کی محبت فائدہ پہنچائے گی۔

مزید روایت میں ہے کہ ایک دفعہ پیامبر اسلام ؐ سے پوچھا گیا۔

وَسَئِل رجل عن الساعة کبیراً اِلّا اِنی احب الله ورسوله قال وانت مع من احببت۔

قال انس:مما رایت المسلیمن فرحوبعدالاسلام بشیٔ اشد من فرحهم لهٰذا

"آپ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کب آئے گی اور کیسے ہوگی

آپؐ نے فرمایا:

آپ نے قیامت کے لئے کیا چیز آمادہ کر رکھی ہے۔

سائل نے کہا:

میں نے تو کوئی خاص توشہ تو تیار نہیں کر رکھا ہے البتہ میرا زاد راہ خدا اور اس کے رسول ؐ کے ساتھ محبت کے سوا کچھ نہیں ہے

پیامبر اسلام ؐ نے فرمایا: آپ کا شمار ان کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ آپ کی محبت ہے۔

انس کہتے ہیں: میں نے اسلام کے ظہور کے بعد مسلمانوں میں سب سے زیادہ اگر خوشی دیکھی ہے تو اس کلام سے بڑھ کر نہیں

دیکھی۔"

(بحارالانوار ج نمبر ۱۷۔۱۳)(میزان الحکمہ ج ۲۔۲۴۲ آقای محمدای شہری)

جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحَبْنَا كَانَ مَعَنَايَوْمَ القيامة وَلَوْاَنَّ رَجُلًا اَحَبَّ حَجرًالحشرة مَعَهُ

"جو ہم سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا، حتیٰ کہ اگر کوئی پتھر کے ساتھ بھی محبت کرتا ہے تو اس کا حشر نشر بھی پتھر کے ساتھ ہوگا۔"

پس اس حدیث میں مولیٰ نے ایک اہم نکتے کی طرف متوجہ کیا ہے کہ دنیا میں انسان کس کے ساتھ محبت کر رہا ہے؟ اور اس نے محبت کا معیار کیا بنایا ہوا ہے؟

جبکہ دوسری جہت سے اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن اہل بیتؑ کے زیر سایہ محشور ہوگا۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب انسان حالت احتضار (حالت جان کنی) میں ہوگا تو اس وقت سب سے زیادہ ہماری محبت کام آئے گی، اگر ہماری محبت آپ کے دلوں میں ہوگی تو فرشتہ آپ کے لئے خوشخبری لے کر آئے گا ،اور کہے گا کہ آپ کو کسی چیز کا خوف و ہراس نہیں ہونا چاہیے آپ کو اللہ تعالیٰ نے امان دے رکھی ہے۔

محبت اہل بیتؑ کی خصوصیات اور خاصیات

اہل بیتؑ کی محبت کے آثار روایات اور احادیث کی روشنی میں بے بہا ہیں بالخصوص حالت جاں کنی کے دوران عالم برزخ' مراحل قیامت' میدان حشر و نشر' اور پل صراط سے متعلق بہت زیادہ روایات ملتی ہیں ۔ لہٰذا محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کے لئے اس کے اثرات خصوصیات اور خاصیات کو بیان کیا جائے ۔

اہل بیتؑ کی محبت گناہوں کو مٹا دیتی ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک روایت میں فرماتے ہیں:

" لَا یُحِبُّنَا عبدٌ حَتی یَطْهَرَاللّٰہ قلبَه "

(دعائم الاسلام ج نمبر۱۔۷۳)

"ہم سے جب بھی کوئی بندہ محبت کرتا ہے تو خداوند عالم اس کے دل کو پاک کر دیتا ہے"

پس محبت اہل بیتؑ تطہیر باطنی کا سبب ہے پاکیزگی نفس کا ذریعہ ہے کدورتیں دور ہوتی ہیں۔ نفاق حسد و بخل جیسی بیماریاں ختم ہوتی ہیں، محبت اہل بیتؑ

ہر قسم کے بغض و کینہ کو دل سے نکال دیتی ہے' طہارت باطنی نصیب کرتی ہے۔

لہٰذا محبت اہل بیتؑ کو سرمایہ زندگی قرار دیا جائے۔

محبت اہل بیتؑ حکمت و دانائی کا ذریعہ ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

مَنْ اَحَبَّنَا اہلَ البیت وَحَقَّقَ حُبَّنَا فِی قَلْبِہٖ جَرَتْ
یَنَابِیْعَ الحِکْمَۃَ عَلٰی لِسَانِہٖ (کتاب المحاسن ج ا۔۱۳۴)

"جو شخص اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے اور ہماری محبت کو دل میں جان گزین کرلیتا ہے۔ تو اس کی زبان پر اللہ پاک حکمت و دانائی کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔"

یہ محبت اہل بیتؑ کا اثر ہے کہ زبان پر علم و دانش کے چشمے رواں ہوتے ہیں۔ اور حکمت و دانائی نصیب ہوتی ہے۔

محبت اہل بیتؑ سے دین کامل ہوتا ہیں

"میری اہل بیتؑ اور میری ذریت کی محبت دین کے کامل ہونے کا ذریعہ ہے۔"

یعنی محبت اہل بیتؑ دین کو کامل کرتی ہے جب آل رسولؐ کے ساتھ اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا اظہار کرتا ہے تو شفاعت اہل بیتؑ سے ہمکنار ہوتا ہے۔

محبت اہل بیتؑ شفاعت کا سبب ہے

چنانچہ پیامبر اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں:

شفاعَتِی لِاُمّتی مَنْ اَحَبَّ اهلَ بَیْتِی وَ هُم شِیعَتِی

"میری شفاعت میری امت کے ان افراد کے لئے ہے جو میرے اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور وہ میرے شیعہ ہیں۔"

پس اگر شفاعت چاہیے تو اہل بیتؑ کے ساتھ محبت اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہوگا۔ اس لئے کہ حبداری نقش قدم سکھاتی اور قدم بہ قدم چلنے کی ترغیب کرتی ہے اور نقش قدم اور قدم بہ قدم چلنے والے کو شیعہ کہتے ہیں۔ اہل بیتؑ کے شیعہ معصومینؑ کی پیروی کرنے والے ہیں۔

محبت اہل بیتؑ نور ہے

روایت میں ملتا ہے کہ محبت اہل بیتؑ قیامت کے دن ایک روشنی کی صورت میں سامنے آئے گی۔

پیامبر اسلام فرماتے ہیں۔

اَکْثَرُکُمْ نوراًیَوْمَ القِیامة اَکْثَرُکُمْ حُبّاً لِآل محمد

(کتاب عشق برتر ۴۳)

"قیامت کے دن جتنی آپ کی آل محمدؐ کے ساتھ محبت زیادہ ہوگی، اتنا ہی آپ کے ہاں نور زیادہ ہوگا۔"

قیامت کے دن نور کا معیار محبت اہل بیتؑ کو قرار دیا گیا ہے۔ جتنی محبت اہل بیتؑ زیادہ ہوگی اتنی ہی قیامت کے دن نورانیت زیادہ اور چہرے درخشاں ہونگے۔

پس محبت اہل بیتؑ دنیا میں گناہوں کے اجتناب کا ذریعہ ہے اور آخرت میں نورانیت کا وسیلہ ہے۔

اہل بیتؑ کی محبت قیامت کے دن امان کا ذریعہ ہے

پیامبر اکرمؐ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّنَا اَهْلَ الْبَيْتِ حَشَرَهُ اللّٰهَ تعالىٰ اِمِنًا يَوْمِ القِيَامَة

(کتاب عیون الاخبار ج ۲۔۲۲۰)

"جو ہم اہل بیت ؑ سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن اللہ پاک اسے امن و آرام کے ساتھ محشور کرے گا۔"

پس اگر کوئی چاہتا ہے۔ کہ قیامت کے دن امن امان اور اطمینان کے ساتھ محشور ہو تو اسے چاہیے دنیا میں اہل بیت ؑ کے ساتھ محبت کرے محبت اہل بیت ؑ کے آثار میں سے ہے کہ قیامت کے دن انسان ہر قسم کے خوف و ہراس سے محفوظ رہتا ہے۔

روایات کی روشنی میں عالم قیامت کی منازل میں کئی ایسے مراحل ہیں جو بہت سخت ہیں ۔ بالخصوص میدان محشر اور حساب و کتاب کی منازل بہت سنگین ہیں۔پس جس دل میں محبت اہل بیتؑ ہوگی وہ ہر موڑ پر امان میں رہے گا۔

محبت اہل بیتؑ پل صراط پر ثابت قدم عطا کرتی ہے

جناب رسول خداؐ فرماتے ہیں۔

اَثبَتُکُمْ قدمًا عَلَیَ الصِراط اَشَدُّ کُمْ حبًّالِاَہلُ بَیتِی"

(فضائل الشیعہ ۴۸)

"پل صراط پر آپ کے قدم اس حد تک زیادہ ثابت قدم رہیں گے جس حد تک آپ میری اہل بیتؑ کے ساتھ زیادہ محبت کرتے ہوں گے"

پل صراط عالم قیامت کی ایک عظیم منزل ہے جس پر کئی لوگ ڈگمگا رہے ہونگے اور ان کے قدموں میں لغزش ہو گئی۔ مگر جن کے دل میں محبت اہل بیتؑ ہوگی۔وہ ثابت قدم ہونگے اور وہ جھک اور لغزش سے محفوظ ہونگے۔ لہٰذا دنیا اور آخرت میں ثابت قدمی کا معیار محبت اہل بیتؑ پر موقوف ہے۔

محبت اہل بیتؑ جہنم کی آگ سے محفوظ کرتی ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وَاللّٰہِ لَا یَمُوتُ عَبْدٌ یُحِبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَوَلّیٰ الْاَئِمّہ فَتَسمَۂُ النّار" (رجال النجاشی ج ا۔۱۳۸)

"خدا کی قسم !جب بھی کوئی بندہ مومن اللہ اور اس کے رسول اور ائمہ کے ساتھ محبت کرتا ہے تو اسے آتش جہنم چھو تک نہیں سکتی۔"

پس خدا و رسولؐ اور اہل بیت علیہم السلام پاک کی محبت آتش جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے

مزید ایک روایت میں پیامبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّنَا اهلَ البَيْتِ فِى اللّٰه حُشِرَ مَعَنَا وَاَدْخَلْنَاهُ مَعَنَاالجَنّه (کتاب کفایہ الاثر۲۹۶)

" جو شخص ہم اہل بیتؑ کے ساتھ اللہ کی خاطر محبت کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ محشور ہوگا۔ وہ ہمارے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔"

پس محبت اہل بیتؑ کی برکات سے ہے کہ وہ اہل بیتؑ کے ساتھ محشور ہوگا۔

جناب رسول خدا ؐ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں۔

اَعْلَى الدَّرجَاتِ الجَنَّةِ لِمَنْ اَحَبَّنَا قَلْبِى وَنَصَرَنَا بِلِسَانِهِ وَيَدِهِ (المحاسن جلد۱۔۱۵۱)

"جنت کے اعلیٰ مقام پر وہ شخص ہوگا جو ہم سے دل و جان کے ساتھ محبت اور زبان اور ہاتھوں سے ہماری نصرت کرتا ہے۔"

پس رسول خدا اور اہل بیتؑ کی محبت جنت کے اعلیٰ مقام کی ضمانت ہے۔محبت انسان کو بہشت میں اعلیٰ مقام نصیب کرتی ہے۔

نیز پیامبر گرامیؐ کی روایت ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَنجُومِن عَذَابِ القَبْرِ فليحب اهْلُ بَيْتِى وَمَنْ اَرَادَ دُخُول الجَنّة بِغَيْرِ الحساب فَلْيُحِبُّ اَهْلَ بَيْتِى فَوَاللّٰه مَا اَحَبَّهُمْ اَحَدٌاِلا رَبِحَ الدُّنيا وَالْآخِرَة"
(کتاب مقتل الحسین خوارزمی ج۱۔۵۹)

"جو شخص عذاب قبر سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ میری اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرے، اور جو شخص جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہونا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ میری اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرے، خدا کی قسم جو ہماری اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں فائدہ اٹھاتا ہے۔"

نیز پیامبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔

اَدِّبُوا اَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبُّ نَبِيِّكُمْ وَحُبُّ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ فِي ظِلَالِ اللّٰهِ يَوْمَ لَاظِلَّ لَهٗ اِلَّا الظِّلِّ مَعَ اَنْبِيَاءِهٖ وَاَوْصِيَائِهٖ

(کتاب احیاء المیت تالیف سیوطی حدیث ۴۶)

"اپنی اولاد کو تین خصلتوں پر تربیت کرو۔ اپنے پیامبر کی محبت ان کے اہل بیتؑ کی محبت پر اور قرآن کی تعلیم دے کر اس لئے کہ حاملان قرآن قیامت کے دن انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ رحمت خدا کے سائے میں محشور ہونگے یہ وہ دن ہوگا جس روز اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔"

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لِي خَمْسَةٌ أُطْفِي بِهِمْ حَرَّ الْجَحِيْمِ الْحَاطِمَه
اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُرْتَضٰى وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَه

"آتش جہنم کو خاموش کرنے کے لئے میرے لئے پنجتن پاک

کافی ہیں اور وہ پیامبر اکرمؐ حضرت محمد مصطفیؐ علی مرتضیٰؑ ان
کے دونوں بیٹے حسنؑ حسینؑ اور جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ
علیہا کی ذات والا صفات ہے"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ فَوْقَ کُلِّ عِبَادَةٍ عِبَادَةً وَحُبُّنَا اَهْلَ الْبَیْتِ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ

(بحاالانوار ج ۲۷_۹۱)

"بے شک ہر عبادت کے مافوق ایک عبادت ہوا کرتی ہے مگر
اہل بیتؑ کی محبت سب سے افضل عبادت ہے۔"

اہل بیتؑ کی محبت میں بیس خوبیاں ہیں

رسول خداؐ فرماتے ہیں! -

محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کا ایک راستہ دنیا و آخرت کی خوبیوں پر توجہ کرنا ہے۔ محبت اہل بیتؑ خیر دنیا اور خیر آخرت ہے اہل بیتؑ کی محبت میں بیس خوبیاں قرار دی گئی ہیں۔ جن میں دس کا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہے اور باقی دس خوبیاں عالم آخرت کے ساتھ مربوط ہیں۔

چنانچہ جابر بن عبداللہ انصاری نے پیامبر اسلامؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ الائمة مِن اهل بَیتی فَقَدْ اَصَابَ خیرَ الدنیا
وَالاٰخِرَة

"جس شخص نے میرے ائمہ اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کی تو

اسے خیر دنیا اور خیر آخرت نصیب ہوگی ۔اور پھر اسے ہرگز
شک نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اہل بہشت میں سے نہیں ہے۔"

(۲۰) بے شک میرے اہل بیت کی محبت میں اللہ تعالی نے بیں
فائدے اور خوبیاں قرار دی ہیں:

عَشَرَة فِی الدُّنیا وَ عَشَرَةٌ فِی الاخِرة

"دس فائدے اس دنیامیں اور دس فائدے اس عالم آخرت میں ملیں گے۔"

اَمّافِی الدُّنیا:الزہدُ' وَالْحِرصُ عَلَی الْعَمَل 'وَالْوَرَعُ فِی الدّین' وَالرّغبَۃُ فِی الْعِبادَۃ 'وَالتّوبَہ قَبلَ الْمَوْتِ وَالنَشَاطُ'فِی قیامِ الّیل وَالْیاسُ مِمّافِی اَیْدِی النّاس وَ الحِفظُ لِاَمرِ اللّٰہِ عَزّوَجَلْ وَنَہیہِ وَالتّاسِعَۃُ بُغْضُ الدُّنیا وَالعاشِر والسَخَاء"

وہ دس خوبیاں جو اسے اس دنیامیں ملتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) زاہد وتقویٰ

(۲) عمل کی پابندی

(۳) دین میں تقویٰ

(۴) عبادت میں شوق ورغبت

(۵) مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق

(۶) نماز تہجد میں شوق ونشاط

(۷) لوگوں کے ہاتھوں سے مایوسی

(۸) امرالٰہی کی محافظت اور نہی الٰہی سے اجتناب (واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے پرہیز)

(۹) محبت دنیا سے بیزاری

(۱۰) سخاوت

اَمّافِی الاخرۃ: فَلَا یُنْشرُ لَہٗ دِیْوانٌ وَلَا یُنْصَبُ لَہٗ مِیْزانٌ وَ یُعْطٰی کِتَابُہٗ بِیَمِیْنٍ وَیَکْتَبُ لَہٗ بَرَآۃٌ مِن النَّارِ وَیَبْیَضُ وَجْھَہٗ وَیکسِی مِن حُلَلِ الَجنّۃ یَشفَعُ فِی مِائِۃ مِن اھل بَیْتِہٖ وَیَنْظُرُ اللّٰہ اِلَیہِ بالرّحمۃ وَیَتوَج مِنْ تِیْجَان الجنّۃ وَالعَاشِرُ دخولُ الَجنّۃ بِغَیرِ الحساب فطُوبٰی لِمُحِبّ اَھْلُ بَیْتِی (بحار الانوار ج ۲۷۔۱۶۷)

"وہ دس خصلتیں جن کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے وہ یہ ہیں:

(۱) اس کے نامہ اعمال کو کھولا نہیں جائے گا۔

(۲) میزان مقرر نہیں ہوگا۔

(۳) نامہ اعمال کو دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۴) آتش جہنم سے نجات حاصل ہوگی۔

(۵) اس کا چہرہ سفید نورانی ہوگا۔

(۶) بہشتی لباس میں ملبوس ہوگا۔

(۷) وہ اپنے خاندان کے سو افراد کی شفاعت کرے گا۔

(۸) خدا اسے نظر کرم سے دیکھے گا۔

(۹) بہشت کا تاج اسے پہنایا جائے گا۔

(۱۰) حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔

پھر پیامبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

پس میرے اہل بیت کے ساتھ محبت کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہو"

پس محبت اہل بیتؑ کے ان آثار و برکات کو دیکھ کر ایک دفعہ دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ یہ وہ گوہر ہے جس کی پر ارزش مند انسان تمنا کرتا ہے اگر انسان اپنے احوال اس دنیا میں دیکھے اور انہیں آخرت کی کسوٹی پر تولے تو یہی کہہ سکتا ہے کہ انسان کو فقط بازار عمل پر ناز نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ بعض بازار مذاہب میں ہوتا ہے۔ ہاں محبت اہل بیتؑ وہ عطیہ ہے جو انسان کی نجات کا ضامن ہے۔

پس اپنے جوانوں اور بچوں کے رگ و ریشے میں محبت اہل بیتؑ کو راسخ کیا جائے، تاکہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرسکیں۔ خداوند ذوالجلال کے حضور دعا کریں، کہ ہمیں محبت اہل بیتؑ میں زندہ رکھے۔ اور اس محبت کے سائے میں ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

محبت اہل بیت سے متعلق تشکر اور تشویق

محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کا ایک راستہ محبین کی قدر دانی اور تشویق ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ جس امر پر تشویق اور قدر دانی کی جاتی

ہے ۔ اس کے ساتھ زیادہ تعلقات ایجاد ہوتے ہیں علاوہ ازیں دوسرے افراد بھی اس کوشش میں شریک اور اپنے احساسات کا شوق سے اظہار کرتے ہیں لہٰذا اہل ادب اور مراکز کے مسئولین کو چاہیے کہ وہ جوانوں اور بچوں کو اہل بیتؑ سے متعلق کارکردگی پر ہدایا اور تحفے و تحائف دیکر ان کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ مزید ان میں شوق و نشاط اور جذبہ و تڑپ پیدا ہو ۔ پس جب کسی کو اہل بیتؑ کے متعلق اشعار کے سراہنے' مدح و ثناء کرنے' کتاب کی تحریر نویسی پر انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے تو وہ اپنے اندر عزت و شرف اور سر بلندی کا احساس کرتا ہے اور ہمیشہ اسے خیال خاطر میں رکھتا ہے پھر جب بھی اس انعام و اکرام کو دیکھتا ہے یا اس کی یاد آتی ہے فوراً اس کا ذہن متوجہ ہو جاتا ہے کہ یہ ایوارڈ اور انعام مجھے اس سلسلے میں ملا تھا پس اہل بیتؑ کی یادوں کو محفوظ رکھنے کے لئے اور خیال خاطر کی شیرینی کے لئے قدردانی اور تشویق کی جائے ہدیہ اگرچہ مختصر ہی کیوں نہ ہو محبت کا ذریعہ ہے۔

لہٰذا یہ بہت ضروری امر ہے کہ بچوں' جوانوں اور اہل بیتؑ کے ماننے والوں کی تشویق اور قدر دانی کی جائے ۔ بنابرایں جن افراد کی تشویق اور حوصلہ افزائی کی جاتی ہے وہی لوگ بڑے بڑے خطیب ۔ نامی گرامی مقرر' عظیم شعراء اور مقالہ نویس بنتے ہیں ۔ حقیقت تشکر اور تشویق کے سایہ میں شخصیات پروان چڑھتی ہیں جبکہ جن افراد کی قدر دانی نہیں ہوتی وہ اپنے اندر حقارت محسوس کرتے ہیں ان کے دل میں احساس سربلندی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ اور وہ دل لگی اور دل جمی کے ساتھ کام بھی نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا محبت اہل بیتؑ کی بارآوری

کے لئے ضرور بالضرور تشویق اور کوششوں کو سراہا جائے ۔تشکر اور تشویق کا ایک فائدہ بذات خود اپنے آپ کو ہے ۔کہ حسد جیسی موذی مرض سے جان چھوٹ جاتی ہے اس لئے کہ حاسد شخص نہ فقط تشویق نہیں کرتا بلکہ کسی کی کارکردگی کو برداشت بھی نہیں کر سکتا ہے ۔اس کا دوسرا فائدہ خود معاشرے کے افراد کو ہے کہ وہ باصلاحیت افراد سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی صلاحیتیں بھی اجاگر ہوتی ہیں ۔

چنانچہ ہم سکولوں، کالجوں اور یونیورسیٹوں میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ شاگردوں کی صلاحیات کو مختلف قسم کے موضوعات وتحقیقات میں لگایا جاتا ہے اور شائستہ طلاب کی تشویق اور انہیں انعام و کرام سے نوازا جاتا ہے یہی جوان بڑے اچھے ادیب' مصنف' مقرر' معلم اور استاد بنتے ہیں۔اگر طلاب کی صلاحیتوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے اور انہیں تشویق نہ کی جائے تو پھر انہیں پرواز نہیں مل پائے گی اور وہ بڑے بڑے سائنس دان' دانشور اور سکالرز نہیں بن سکیں گے ۔چنانچہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان تمام محققین کی تحقیقات اور تالیفات میں حوصلہ افزائی' قدر دانی اور تشکر کا بہت گہرا اثر ہے ۔تشویق شخصیت میں نکھار پیدا کرتی ہے اور صلاحیتوں میں شگوفاتی پیدا کرتے ہے۔

اسی طرح ہمیں چاہیے کہ جو شخص بھی محبت اہل بیتؑ کی ترویج اور تشہیر کرتا ہے یا آئمہ معصومین کے حالات زندگی اور فرامین طیبہ بیان کرتا ہے خواہ وہ مقرر ہو یا مؤلف و مصنف، خواہ وہ شاعر ہو یا فلم ساز و نقاش، اس کی

حوصلہ افزائی کریں۔

بہرکیف تشویق وتشکر اور قدر دانی کا انسان کی زندگی پہ بہت اثر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جس چیز سے متعلق اس کی حوصلہ افزائی ہوگی' وہ اس کا محبّ بن جاتا ہے۔ مثلاً اپنے ماحول کے اعتبار سے دیکھیے اگر کسی کھلاڑی کی تعریف اور تشویق کریں تو وہ اس کے کھیل کے ساتھ اپنا پورا شغف دکھاتا ہے۔ اسی طرح دینی اعتبار سے اگر کوئی اچھی آواز سے تلاوت کلام پاک کرتا ہے اور اس کی تشویق اسے عاشق قرآن بنا دیتی ہے۔

اگر کسی کی حفظ قرآن سے متعلق تشویق کی جاتی ہے تو وہ قرآن کے حفظ کا فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو محبت اہل بیتؑ کی تشویق کی جاتی ہے تو وہ عاشق اہل بیتؑ بن جاتا ہے۔ لہٰذا محبت اہل بیتؑ کے جتنے فیلڈز (FIELDS) ہیں ہمیں چاہیے کہ ان سب کو سرمایہ زندگی قرار دیں۔ اور قدر دانی کریں تاکہ جوانوں کے دلوں میں محبت اہل بیتؑ کے چشمے رواں ہوں دل و دماغ فضائے نورانی سے معطر ہوں افکار کو پرواز ملے یہ بات واضح رہے کہ تشویق علم نہیں مگر ہنر ضرور ہے جس سے استعداد میں افزائش پیدا کرتی ہے

تشویق اور قدر دانی کرنا ائمہ اطہار علیہ السلام کی سنت ہے۔ ائمہ علیہم السلام خطباء وشعراء کو انعام و اکرام سے نوازتے اور انہیں تشویق سے ہمکنار فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ابوالمستہل (معروف شاعر) نے حضرت امام زین العابدینؑ کی مدح میں کچھ اشعار کہے اور بعد میں امامؑ سے عرض کی، یابن رسول اللہ! میں نے یہ اشعار اس امید کے ساتھ لکھے ہیں کہ قیامت کے دن

آپ کے جدامجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری شفاعت فرمائیں گے اس کے بعد قصیدہ پڑھا۔امام علیہ السلام نے فرمایا:

میں آپ کو اس عمل خیر کا ثواب دینے سے قاصر ہوں، خداوند کریم تمہیں اس عمل کی جذائے خیر عطا فرمائے گا۔"

اس کے بعد امام علیہ السلام نے چار لاکھ درہم عنایت فرمائے اے ابوالمستہل !یہ لیجیے۔

یہ ابوالمستہل کہتا ہے یابن رسول اللہ! آپ جو کچھ عطا فرمائیں گے میرے لیے عزت وشرف کا باعث ہے۔ اگر ممکن ہوسکے تو اپنا استعمال شدہ لباس عنایت فرمائیں۔

امام فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور اسے لباس عطا کیا اس کے بعد امامؑ فرماتے ہیں:

اے پروردگار !ابوالمستہل نے آل رسول اور نبیؐ کی پاک ذریت کی محبت میں اپنی جان اور اپنے اہل وعیال کو خطرے میں ڈالا ہے، اور اہل بیتؑ وہ کرامات اور کمالات جنہیں دوسرے چھپاتے ہیں وہ ان کا اظہار کررہا ہے اے پروردگار انہیں دنیا میں سعادت نصیب کر اور انہیں آخرت میں جزائے خیر عطا فرما ہم ان کی جزا اس دنیا میں دینے سے عاجز ہیں ابوالمستہل کہتے ہیں میں ہمیشہ اپنے امام کی دعا کی برکت سے فیضیاب اور اپنے امام کی خصوصی دعاؤں میں شامل رہا۔ (کتاب احقاق الحق جلد نمبر۱۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

یامعشر الشعہ اعَلّمِوُ اولادکُمْ شِعْرَالعبدی فانہ علی دین اللہ

"اے ہمارے شیعو! اپنی اولاد کو عبدی شاعر کے شعر یاد کرایا کرو کیونکہ وہ دین خدا سے مطابقت کرتے ہیں۔"

پس آپ نے دیکھا کہ مولیٰ کس حد تک اپنے موالیوں اور اہل نظر وفکر کی تشویق کیا کرتے تھے اس لئے کہ ان کے اشعار' خطابت اور کتابت میں افکار اہل بیتؑ چھلک رہے ہوتے تھے۔ یہ فقط اشعار ہی نہ تھے بلکہ حدیث رسول اور فرامین اہل بیتؑ کو اشعار کی صورت میں ڈھالتے تھے چنانچہ عبدی کے اشعار میں بھی اہل بیتؑ کے فضائل کے چشمے ابل رہے تھے انہی شعراء میں سے ایک سید حمیری تھے کہ جنہوں نے تقریبا فضائل مولیٰ امیرالمومین کو شعروں میں سراہا تھا اور ان کا دعویٰ ہوا کرتا تھا کہ اگر مجھے امیرالمومین کے فضائل کی کوئی حدیث سنائے جسے میں نے شعر میں نہ کہا ہوتو مجھ سے ایک گھوڑا انعام میں لے لے۔

پس یہی وہ منزل ہے جس سے عقیدتوں کی منازل کی خبر ملتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ کس حد تک دین دار ذمہ دار اور اہل بیتؑ کے ساتھ عشق ومحبت کرنے والے تھے۔ جنہوں نے فرامین اہل بیتؑ اور فضائل کو آئندہ نسلوں کے لئے مختلف انداز میں محفوظ رکھا اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ اپنے پدر بزرگوار حضرت ابوطالبؑ کے اشعار کے متعلق سفارش فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کو یاد کرائیں حضرت ابوطالبؑ نے پیامبر اکرمؐ کی شان میں اشعار کہے

ان کے اشعار بہت مشہور ہیں۔

كَانَ اَمِيرُالْمُؤمِنِيْنَ يُعْجِبُه اَن يُروىٰ شِعْرُ اَبِي طالب
وَاَن يَدَ وَّنَ وَقَالَ تَعَلَّمُوْهُ وَ عَلِّمُوْهُ اَوْلَادكم فِاِنَّهٗ كَانَ
عَلٰى دِيْنِ اللّٰهِ وَفِيْه عِلْمٌ كَثِيْرٌ

(مستدرک الوسائل ج۲۔۶۲۵)

حضرت ابو طالبؑ کے اشعار کو نقل کریں انہیں تدوین کریں انہیں خود بھی یاد کریں اور اپنی اولاد کو بھی یاد کرائیں۔ اس لئے کہ حضرت ابو طالب دین خدا پر تھے۔ اور ان کے اشعار میں بہت زیادہ علم پایا جاتا ہے۔ پس محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ بالخصوص والدین' اساتذہ' خطباء' اور علماء پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں مسئولیت کو نبھائیں یہ مسجد و منبر کا فریضہ ہے کہ وہ محبت اہل بیتؑ کے علمی و عملی نقوش کو اجاگر کرے ائمہ اہل بیتؑ علیہم السلام کی مناسبات پر خصوصی توجہ دیں چونکہ یہ تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ ائمہ کی ولادت باسعادت کے موقع پر محافل منعقد ہونی چاہیں، اس طرح شہادت کی مناسبت سے مجلس عزا کا اہتمام بھی محبت اہل بیتؑ کے مظاہر میں سے ہیں۔یہی محبت شفاعت کی صورت میں ظاہر ہو گی۔

روایت میں ہے جس جس نے اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کی' نیک سلوک کیا اور ان کی مدد کی، پیامبر اکرمؐ اس کی شفاعت کریں گے اللہ ان کی شفاعت کو قبول کرے گا یہ خود محبت کے اظہارات ہیں جس نے جناب فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیھا کے ساتھ مودت رکھی اس کی شفاعت کی جائے گی۔

بہرکیف یہ سب اہل بیت علیہم السلام کا اپنے ماننے والوں سے اظہار محبت ہے۔

محبت اہل بیتؑ عطیہ پروردگار ہے

واضح رہے کہ محبت اہل بیتؑ پروردگار عالم کا وہ عطیہ ہے جو ہر ایک کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔

اسی لئے حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے :

يَهْدِ ىَ اللّٰه بِوِلا يَتِناَمن اَحبّ

(بحارالانوار جلد نمبر۱۶۔۳۵۶)

"خداوند عالم جس سے محبت کرتا ہے اس کے دل میں ہماری ولایت کو جاگزین کر دیتا ہے۔"

بچوں کے نام اہل بیتؑ کے نام پر رکھیں

جوانوں اور بچوں کے دلوں میں محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کا ایک راستہ یہ بھی ہے کہ ان کے نام ائمہ معصومین کے اسماء گرامی پر رکھے جائیں اور اسی سلسلے میں ائمہ علیہم السلام کے مخصوص ایام میں اور ان کی مناسبات کے ساتھ انہیں انعام دیئے جائے۔ ان کی تشویق کی جائے تاکہ دوسروں کے دلوں میں بھی ان اسماء گرامی کی محبت پیدا ہو تاکہ آئندہ وہ بھی اس سنت کو جاری رکھ سکیں۔

یہ بات حقیقت ہے کہ محبت اہل بیتؑ وہ پاک گوہر ہے جس کے

ہوتے ہوئے انسان دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل کرتا ہے۔

لہٰذا اس محبت کو کبھی معمولی شمار نہ کریں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

ء تستضعر مودتنافانہاالباقیات الصالحات

(بحارالانوار جلد ۱۶۔۳۵۶۔جلد نمبر ۲۳۔۲۵۰)

''ہماری مودت اور محبت کو کبھی معمولی شمار نہ کرنا اس لئے کہ یہ باقیات الصالحات میں سے ہیں۔''

اہل بیتؑ کی تعظیم و تکریم

بچوں اور جوانوں کے دلوں میں اہل بیتؑ کی محبت کو راسخ کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ اہل بیتؑ علیہم السلام کے علمی اور عملی نقوش کی وضاحت کے ساتھ ان کی ہر دم تعظیم و تکریم کی جائے اس سلسلے میں والدین' اساتذہ' خطباء' مقررین' بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔تربیت کرنے والے افراد نمونہ عمل ہیں ان کی حرکات و سکنات بچے پر گہرا اثر رکھتی ہیں۔حتی والدین اور اساتذہ کی ادا' ان کی گفتگو کا انداز' ان کے اٹھنے بیٹھنے کے طور طریقے بچے اور جوان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اگر ہم اپنی طرف نگاہ اٹھائیں اور ایک دفعہ مستقبل سے ماضی کے نقشے کو سامنے لائیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمارے والدین اور اساتذہ' ہمارے مشاہدات اور احساسات کے نہاں خانوں میں موجود ہیں اس لئے کہ والدین اور اساتذہ گرہ کشاء ہیں۔ شخصیت ساز ہیں اور یہی آغوش مادر' مسجد و مدرسہ اور تعلیمی سنٹر بچے کو دین داری سکھاتے ہیں اور اگر صحیح

نقش پر عمل نہ کریں تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہ کی جائے تو بچہ اور جوان اگر بے دین ہو جائے تو تعجب نہیں کرنا چاہیے گھر کے ماحول سے لے کر مسجد اور مدرسہ تک ہر سو بچہ اور جوان مختلف احوال سے گزرتا ہے اور وہ سارے اطوار اس پر انداز ہتے ہیں۔لہذا یہ دیکھا جائے کہ ہم کس سلیقہ اور نہج پر تربیت کررہے ہیں یہ بات مسلم ہے کہ گھر کا ماحول اور اساتذہ کا کردار انہیں باتقویٰ' پاک دامن' متدین' فعال' غیرت مند' ہوشیار اور ذمہ دار بنا دیتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ گھر کا ماحول ٹھیک نہ ہو اساتذہ کی تعلیم صحیح نہ ہو تو بچہ تربیتی فکری اور عقیدی لحاظ سے کمزور ہو گا۔چنانچہ والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ محبت اہل بیتؑ کے سلسلے میں بچوں اور جوانوں کے سامنے اہل بیتؑ کی تعظیم و تکریم اور ستائش کریں۔اور ائمہ کے اسماء گرامی کو آداب' عزت' احترام کے ساتھ پکاریں، ان اسماء مبارک کے تذکرے پر صلوات پڑہیں اور امام زمانہؑ کے اسم مبارک کے ساتھ تعظیما کھڑے ہوں۔اس لئے کہ بچہ اور جوان، والدین اور اساتذہ سے سبق حاصل کرتا ہے اور وہ اس سنت کو یاد رکھتا ہے۔

چنانچہ معصومین علیہم السلام کے اسماء گرامی کی تعظیم وتکریم اور آداب کے ساتھ پکارنے میں بچوں کے دلوں میں محبت ایجاد ہوتی ہے۔ائمہ کے اوپر صلوات، پیامبر کے اوپر صلوات یہ بذات خود ایک تربیتی درسگاہ ہے۔صلوات درحقیقت اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار ہے۔حدیث میں ملتا ہے جب آپ پیامبرؐ اسلام کا نام لیں تو درود بھیجیں حتیٰ خود ائمہؑ بھی اسی طرح عمل کرتے تھے۔جب پیامبر اسلامؐ کا نام آتا تو صلوات پڑہتے تھے، چنانچہ یہ راہ و روش اور طریقہ کار

مخاطبین کے دلوں میں اثر کرتا ہے حتی کہ ایک دفعہ ایک نامی گرامی شاعر دعبل جنہوں نے اپنا مشہور و معروف قصیدہ اہل بیتؑ کی شان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے حضور خراسان میں پڑھا، جب آپ یکے بعد دیگرے ائمہ کی تعریف اور ستائش اور فضائل بیان کر رہے تھے۔چنانچہ جب انہوں نے حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی فضیلت کے متعلق اشعار کہے اور امامؑ کا ظہور اور آپ کے قیام کا تذکرہ کیا تو حضرت امام رضا علیہ السلام نے امام زمانہؑ کے اسم مبارک کے عزت و احترام کی خاطر عجز و انکساری کے ساتھ اپنا دست مبارک سراقدس پر رکھا اور امام زمانہؑ کے ظہور کی تعجیل کے لئے دعا کی۔

(الغدیر جلد نمبر ۲۔۳۶۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ متولد ہوئے ہیں یا نہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر میں انہیں دیکھتا تو میں پوری زندگی ان کی خدمت گزاری میں بسر کرتا۔" (بحار الانوار ج نمبر ۵۱۔۱۴۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک راوی بنام ام ھانی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

طُوبٰی لَكِ ان ادر كته وَ يا طوبٰی مَنْ اَدرَكَهُ

"خوش بحال اگر آپ کی ملاقات ہو سکے اور خوش بحال وہ لوگ جو امام زمانہؑ کا دیدار اور ان کی ملاقات کا شرف حاصل کر سکیں"

(بحار الانوار ج نمبر ۵۱۔۱۲۷)

اس طرح ائمہ علیہم السلام۔ پیامبرؐ کے اسم گرامی اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے اسم مبارک کی بہت تعظیم و تقدیس کیا کرتے تھے۔ پیامبرؐ اسلام بذات خود جناب سیدہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ ان کی عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ جناب سیدہ وارد ہوتی تو آپؐ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس وقت تک تشریف نہیں رکھتے تھے جس وقت تک جناب سیدہؑ تشریف فرمانہ ہوتی تھیں اور فرماتے تھے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

(العوالم بحرانی ج ۱۱۔۳۳۶)

پیغمبر اسلامؐ نے بھی درس سکھایا کہ یہ نظام ولایت کی ذمہ دار ہستیاں ہیں۔ پروردگار کی عطاؤں کا مرکز ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

""جس گھر میں محمدؐ، احمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہ کا نام ہو اس گھر میں فقر و فاقہ نہیں آسکتا""

(العوالم بحرانی ج ۱۱۔۱۳۶)

ایک دفعہ مسکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گئے اور خبر دی کہ خداوند عالم نے مجھے بیٹی عطا کی ہے۔ امامؑ نے پوچھا کہ بیٹی کا نام کیا رکھا ہے؟

مسکونی نے عرض کی: یابن رسول اللہ! بیٹی کا نام فاطمہ رکھا ہے۔

امامؑ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا پھر انہیں سفارش کی: جب آپ

نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھا ہے تو خیال رکھنا کہ اسے کبھی ناسزا نہ کہنا اور نہ ہی مارنا۔ (تہذیب ج ۸۔۱۱۲)

بہر کیف اپنی اولاد کے نام خاندان عترت وطہارت کے اسماء گرامی پر رکھنے سے اللہ پاک دنیاوی برکات کو نازل کرتا ہے، اور آخرت میں بھی ثواب سے ہمکنار فرماتا ہے۔ بہر کیف آئمہ علیہم السلام کا احترام کیا جائے اور ان کی تقدیس اور تمجید کی جائے۔

معصومین علیہم السلام کی زیارت

روایت میں معصومین علیہم السلام کے مرقد اطہراورضریح مقدس کی خاص اہمیت ہے۔اس لئے کہ زیارات بذات خود محبت کا ذریعہ ہیں اس وقت ملت کا ہر طبقہ زیارت کے شرف سے مشرف ہونا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ اور یہی طریقہ ہمارے فقہاء کا تھا۔ چنانچہ علماء،فقہاء اورآیات عظام نے بہت سفارش کی ہے، اور ہمارے یہ علمی خزانے نہ فقط تاکید کرتے رہے، بلکہ بذات خودعملی طور پر نمونہ پیش کرتے رہے ہیں۔حتیٰ کہ حضرت مرحوم علامہ طباطبائی گرمیوں کی چھٹیوں میں جب مشہد مقدس میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے ظاہر ہے ان ایام میں کافی ہجوم ہوتا تھا جیسا کہ اب بھی ہے۔اس ہجوم کے دوران جب علامہ کو یہ کہا جاتا کہ آپ دوسرے ہال میں جہاں پر ذرا افراد کم ہیں' تشریف رکھیں تو وہ قبول نہیں کرتے تھے۔ اور انہیں فرمایا کرتے :جوار امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام چھوڑ کر اور کہاں بیٹھوں

حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ جب قم میں تھے، ہمیشہ غروب آفتاب کے وقت جناب بی بی معصومہ علیہا السلام کی زیارت سے شرف یاب

ہوتے تھے ، اور جب آپ نجف میں تشریف فرماتے تو آپ ہر شب مولا امیرالمومنینؑ کے حرم میں جاکر زیارت سے مشرف ہوتے تھے ۔ حضرت علامہ امینی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت گریہ وزاری کے ساتھ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی زیارت پڑھا کرتے تھے۔

حضرت آیت اللہ مرحوم بروجردی نے سفارش کی ہوئی تھی کہ میرا نام بھی حضرت معصومہ کے خدام کی فہرست میں لکھا جائے اور وہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں بی بی معصومہ کا خادم ہوں۔

آج بھی قم المقدسہ کے تمام آیات عظام بی بی سلام اللہ علیہا کے خدام کی فہرستوں میں ہیں اور وہ فخر کرتے ہیں ہم بی بی معصومہؑ کے خادم ہیں اور جو خدام کی میٹنگ ہوتی ہے ۔اس میں بھی آیات عظام شرکت کرتے ہیں ۔ حتی کہ خاتم الفقہا شیخ انصاری ؒ سے جب ابوالفضل العباس کی بارگاہ کی اہمیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرماتے ہیں ۔

میں ان کا بھی غلام ہوں جو حضرت ابو الفضل کی زیارت کے لئے آتے ہیں جہاں پہ حضرت ابوالفضل العباس کے زواروں کے پاؤں ہوتے ہیں میں اس جگہ کو چومنا بھی اپنے لئے افتخار سمجھتا ہوں اس قسم کے نمونے جوانوں اور بچوں کو بتائے جائیں تاکہ ان کے ذہنوں میں محبت اہل بیتؑ نقش ہو جائے ۔اس لئے کہ مکتب اہل بیتؑ دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے محبت اہل بیتؑ شرف ہے۔

حضرت امام خمینی رضوان تعالی اپنے وصیت نامے میں اپنے شیعہ

ہونے پر شکر اور فخر کرتے ہیں کہ ہم اہل بیتؑ کے ماننے والے ہیں ۔ ہمارے پاس نہج البلاغہ ہے ہمارے پاس صحیفہ سجادیہ ہے ۔ہمارے پاس ائمہ کی دعائیں ہیں ہمارے پاس مناجات شعبانیہ' دعائے عرفہ صحیفہ فاطمیہ ہے' ہم باب العلوم اور بارہ اماموں کے ماننے والے ہیں ہمیں فخر ہے کہ ہم جعفری مذہب کے پیروکار ہیں'' یہ بات حقیقت ہے کہ ان چیزوں سے انسان کے دل و دماغ میں دینی تڑپ پیدا ہوتی ہے ۔ائمہ سے محبت بڑھتی ہے اور مذہب تشیع کو مایہ افتخار سمجھتا ہوں اور منزل شکر میں اضافہ ہوتا ہے پس شکر ہے اس پروردگار کا جس نے ہمیں پاک اور پاکیزہ مذہب عطا فرمایا اور جس نے ہمیں یہ عظیم رہنما اور مقتدا عنایت فرمائے ۔

مراسم عزداری اور دینی شعائر کی تعظیم

اہل بیت علیہم السلام کی محبت کو ایجاد کرنے کا ایک اور راستہ ہے کہ مراسم عزاداری اور دینی شعائر کی تعظیم کی جائے میلاد میں محفلیں بپا ہوں اور شہادت کے ایام میں عزاداری اور ماتم داری ہو، چنانچہ یہ عمل بچوں اور جوانوں کے اذہان اور افکار میں بہت انقلاب لاتا ہے ۔ ان میں جذبہ حریت پیدا ہوتا ہے اہل بیتؑ سے محبت اور ان کے دشمنوں سے بیزاری پیدا ہوتی ہے شہید پہ آنسوں بہانے سے شوق شہادت بڑھتا ہے انسان میں قیام کی تڑپ اور طبعیت میں انقلاب آتا ہے ۔ یہی خوشی و غمی اپنے محبوب کے ساتھ ہم رنگ بنا دیتی ہے ۔وہ حسینی وار زندگی گزارتا ہے ۔ نہ ظلم کرتا ہے اور نہ سہتا ہے ۔ کیونکہ

ائمہ معصومینؑ کی یاد، آزادی وحریت اور عدل و عدالت کا پیغام ہے۔ یہ درحقیقت عزاداری، ماتم داری اور جشن و جلوس شعائر اسلامی کی تعظیم کے مترادف ہیں۔اس سے ولایت کا جذبہ دلوں کے اندر راسخ ہوتا ہے۔یہی طریقہ خود ائمہ معصومینؑ کا تھا مجالس ومحافل کی اہمیت بتاتے اور خود بپا کرتے تھے اور لوگوں کو اس کی تاکید کیا کرتے تھے۔

لہٰذا اہل بیتؑ علیہم السلام کے ماننے والوں کو چاہیے کہ ان ایام کی تعظیم وتکریم اور انہیں برپا کریں۔آگر آپ تاریخ اسلام پر نگاہ کریں تو دو تاریخیں بہت اہمیت کی حامل ہیں' ایک روز عاشورا کہ جس دن محافظت اسلام ہوئی ائمہ طاہرینؑ اس دن بہت گریہ و بکا ماتم داری' سوگواری اور لوگوں کو عزاحسینی کی تاکید فرماتے تھے۔یہ بات حقیقت ہے کہ سیدالشہداء کے اوپر گریہ فطرت انسانی کو سدھارنے کا بہترین ذریعہ ہے۔اور انسانی جذبوں کی شرافت کا امین ہے۔ اس لئے روایت میں ہے حضرت امام رضا علیہ اسلام نے جب محرم کا چاند دیکھا تو عزا بپا کی۔اور پھر جیسے جیسے دن گزرتے گئے امامؑ کے گریہ میں اضافہ ہوتا گیا۔ جب عاشورکا وقت آیا تو ابن شبیب (آٹھویں امام کے صحابی) کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا میرے امام شہر سے باہر اس عالم میں جارہے ہیں کہ نہ پاؤں میں جوتا ہے اور نہ سر پر عمامہ، آپ زیارت عاشورہ پڑھنے کے لئے جنگل میں جارہے ہیں شبیب سے برداشت نہ ہوسکا دریافت کیا مولا آپ کے رونے کا کیا سبب !؟

امامؑ رو کے فرمانے لگے کیا کربلا کے بعد کسی اور سبب کی ضرورت

ہے؟ ہم عاشورہ کے دن کو اس لئے بھی اہمیت دیتے ہیں۔

لَآن لاتنسونه کما نِسیتُمَ الغَدِیر

"تا کہ کہیں لوگ غدیر کی طرح عاشورہ کو بھی بھول نہ جائیں"

اس کے بعد امام علیہ السلام نے شبیب کے کندھے کے اوپر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

یابِن الشبیب ان کنت باکِیاً عَلَی شیء فلیبك عَلَی جَدّی الحسین ؑ

" ابن شبیب! جب کوئی غریب پردیسی مقتول پر گریہ آجائے تو ان سب سے پہلے میرے غریب جد امجد حسین ؑ پر گریہ ضرور کرنا"

لہٰذا یہ دونوں دن بہت اہم ہیں ایک غدیر کا دن اور دوسرا یوم عاشورہ۔غدیر کے دن دین کامل ہوا تو عاشورہ کے دن دین محفوظ ہوا اور آج انہی دونوں کے صدقے میں اسلامی مراسم اور اسلامی شعائر محفوظ ہیں ۔ان دونوں (دنوں) میں احیاء دین اور اقدار اسلامی کی بقا ہے۔

بہرکیف مجلس ماتم داری اور عزاداری ہوں یا محافل جشن انہیں مراکز مساجد اورامام بارگاہوں میں بپا کرنے میں زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔اگرچہ گھروں کے اندر بھی یہ مجالس و محافل برپا ہونی چاہیے تا کہ خیرو برکت بڑھے ۔ دونوں صورتوں میں اصلاح احوال کا ذریعہ ہیں اور ائمہ علیہم السلام کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار ہے اور رشتہ ء ولایت کو مضبوط کرنے کا

ذریعہ ہے۔

امام زمانہؑ کی یاد

اس دور میں جبکہ بالخصوص ہم بارہویں آقا جو قطب عالم ہیں کی ولایت میں زندگی گزار رہے ہیں، تو ہمارا فریضہ بنتا ہے کہ اپنے امامؑ کی میلاد کو شایان شان انداز کے ساتھ منائیں۔ حضرت امام زمان علیہ الصلوۃ والسلام عجل اللہ فرجہ الشریف کی یاد اس وقت اہل بیتؑ کے ساتھ ایجاد محبت کا بہترین ذریعہ اور یادگار ائمہ معصومینؑ ہے امام کی یادیں بڑے خلوص و محبت سے بپا ہونی چاہیں وہ امام جن کا اس وقت کائنات کا ذرہ ذرہ انتظار میں بیٹھا ہے۔ جوانوں اور بچوں کے دلوں کے اندر امام زمانہؑ کی محبت کو ایجاد کیا جائے۔ اپنے امام کے فضائل' کمالات اور باطنی جلوؤں کو بیان کیا جائے اور پندرہ (۱۵) شعبان المعظم بہت بہت عظیم موقع ہے کہ اپنے امامؑ کے احوال کو سنایا جائے۔ پندرہ شعبان روز میلاد بھی ہے، اور اپنے امام کے ساتھ روز میثاق بھی ہے۔ اپنے امام کے ساتھ عہد کریں کہ مولیٰ ہم آپ کے پیغام کے لئے راستہ ہموار کرنے والوں میں سے ہیں۔ ہم ایمان اور ایقان کے ساتھ آپ کے انتظار میں ہیں۔

اس وقت امام زمانہ ہر نعمت و رحمت کے نزول کا سبب ہیں۔ وہ مفیض فیض اور ولی نعمت ہیں اور مخلوق اور اللہ کے درمیان واسطہ فیض ہیں۔ لہٰذا اپنے اعمال کو امامؑ کی طرف نسبت دیں۔ اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے امام کے نام ہدیہ کریں۔

توسل اور استغاثہ میں اپنے امام کو سرفہرست شمار کریں۔ علاوہ ازیں غیبت کبریٰ کی ذمہ داریوں میں سے بھی ہے کہ مؤمنین اپنے نیک اعمال کو امام زمانہ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کریں۔ یہ تلاوت 'نوافل' ائمہ اطہار ؑ کی زیارت' حج' مجلس عزا' ماتم داری اور عزاداری کو اپنے امام کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کریں، اپنے امام کی زیارت پڑھیں' ہر نماز میں امامؑ پر درود و سلام بھیجیں، یہ بھی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ امامؑ کے فضائل و کمالات کو بہت زیادہ بیان کیے جائیں، اس لئے کہ آپ اس دور میں ولی نعمت ہیں ۔ خداوند عالم کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں میں آپ واسطہ ہیں' آپ فیض رسانی کا ذریعہ ہیں ۔

غیبت کبریٰ کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے' کہ آپ کو نام سے نہیں، القاب سے پکارا جائے ان ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں امام زمانہؑ کی معرفت نصیب فرمائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ معرفت امامؑ کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِی نَفْسَكَ فَإِنَّكَ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ
نَبِيَّكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِی رَسُولَكَ فَإِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِی
رَسُوْلَكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَكَ
فَإِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِی حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِی

(اکمال الدین ج ۲۔۳۴۲)

''اے میرے پروردگار! مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا فرما، اگر تو نے مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیرے نبی کی معرفت حاصل نہیں کر پاؤں گا۔ خداوند! مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا فرما، چونکہ اگر تو نے مجھ اپنے رسول کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیری حجت پہچان نہیں سکوں گا۔

پروردگار! مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا کر چونکہ اگر میں تیری حجت کی معرفت حاصل نہ کر سکا تو میں دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔''

ایجاد محبت کے لئے یہ امر بھی محکم ہے کہ اپنے امامؑ کے لئے دعا مانگیں۔ واضح رہے کہ امامؑ کے ظہور کے لئے دعا مانگنے سے عمر طولانی، حق ادا اور رسول کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔ خدا کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ امام خوش ہوتے ہیں۔ خود امامؑ بھی اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ پاک اس سے مصائب و مشکلات کو دور کرتا ہے۔

علاوہ ازیں امام حسین علیہ السلام کی زیارت اپنے امام کی نیابت میں پڑھیں۔ امامؑ کی نیابت میں عمرہ بجالانا یا نائب بنا کر بھیجنا بھی غیبت کبریٰ کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے۔ اس سے دل میں محبت امام زمانہ علیہ السلام ایجاد ہوتی ہے۔ جب بھی موقع ملے اپنے امامؑ سے تجدید بیعت کریں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر کہیں۔ اے میرے مولا! اے میرے

امام! میں آپ کا مومن ہوں، آپ کے پروگرام کا حامل ہوں۔ میری اُس سے جنگ ہے جس سے آپ کی جنگ ہے۔ آپ کے مشن کی حمایت کرنے والوں کی حمایت کرتا رہوں گا۔ اور میری زندگی آپ کے مشن کے لئے وقف ہے۔ میرا یہ عہد قیامت تک کے لئے ہے۔ اس کے علاوہ امام زمانہؑ کی نیابت میں امام حسینؑ کی زیارت کے علاوہ باقی آئمہؑ کے مزاروں کے اوپر بھی جاکر زیارت پڑھیں یا کسی کو نائب بنا کر بھیجیں امام کے اس حد تک فضائل بیان کیئے گئے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں کے اندر آپ کے مشن کی ترویج کے لئے جذبہ پیدا ہو۔ کچھ علماء امام زمانہؑ کے سپاہی بن کر امام کے مشن کی ترویج کریں۔

چنانچہ ایک فکری تعامل اور تکامل کی ضرورت ہے۔ تکامل فکری' تکامل فرہنگی' یہ ہے کہ شجاع افراد اور فدا کار افراد کی تربیت کی جائے۔ اگرچہ اس مسئلے کے تکامل کے لئے کئی نسلوں تک گزرنا پڑتا ہے۔

لوگوں کے اندر عمومی بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ لوگ بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس اور امام کے ظہور کے لئے قطعی آمادگی پیدا کر سکیں خداوند عالم سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں اپنے امامؑ کے مخلصین مجاہدین اور ناصرین میں شمار فرمائے۔

اہل بیتؑ کی صفات جمالیہ اور کمالیہ کو بیان کرنا

راہ محبت اور ایجاد محبت کے لئے ایک راستہ اہل بیتؑ کی عظمت و جلالت اور ان کی صفات کمالیہ اور جمالیہ کو بیان کرنا ہے۔ اس لئے کہ ہر انسان کے اندر کمال کی جستجو پائی جاتی ہے، مگر کمال کی تلاش کا احساس عالم شباب میں کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ جوانوں میں فطرتاً توانائی' علم' شہرت' مقام اور دوسروں کے درمیان محبوبیت کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ابھی ان میں طاقتوں کا جوبن اور جذبوں کی نمائش کا دورانیہ ہے۔ چنانچہ والدین' مبلغین' خطباء اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ جوانوں کے احساس کمال سے بھرپور استفادہ کریں۔ کامیاب مربی وہی ہوسکتا ہے جو جوانوں کی ذہنی تخلیقات' تصورات اور الہامات کو حقیقتوں میں بدلے۔ تصور کو تصویر اور تشکیل میں لے کر آجائے۔ اس سلسلے میں اسے اہل بیتؑ کے مقدس گھرانے کی طرف آنا پڑے گا۔ لہٰذا وہ اہل بیتؑ کے کمالات' جمالات اور ان کی عظمت و جلالت کو بیان کرے تاکہ احساس کمال کے جعلی نمونوں سے جوانوں کو ہٹائے اور حقیقی نمونوں کی طرف افکار کے دھارے کو پھیرے۔

درحقیقت اس وقت ہماری کمزوری اس بات کا باعث بنی کہ جوانو ن نے اپنے آئیڈیل کی تلاش میں کسی فٹ بالر کا سہارا لیا۔ یا کسی اچھے پہلوان یا پھر کسی باکسر......تاکہ احساس کمال کی ان موجوں کو قابو میں لایا جاسکے۔ چنانچہ ہمارے پاس درجات کمال کے تمام نمونے بدرجہ اتم موجود ہیں۔ہم جنھیں مانتے ہیں وہ انسان کامل ہیں ۔ وہ اپنے ہر کمال میں لاثانی ہیں ۔وہ فقط شجاع نہیں بلکہ اشجع الناس ہیں ۔ ہر شجاعت کا مرکز ہیں ۔ ہر کرامت ان کے گھر کا طواف کرتی ہے ۔ ان کی عبودیت کے مقابلے میں کسی کی بندگی نہیں ۔ان کے تقویٰ پروردگار کی منزل ایسی کہ جس پر ملائکہ رشک کرتے ہیں۔ ان کے جہاد میں ملائکہ نعرے بلند کررہے ہیں ۔

لافتی الاّ علی لاسیف الاّ ذوالفقار

ان کی کرامات ایسی کہ دشمن بھی اعتراف کیے جارہے ہیں ۔ یہ نمونے ایسے ہیں جو اسوہ کامل اور ایک بامقصد زندگی کی صراط مستقیم ہیں ۔ یقیناً اگر جوانوں کے اذہان کو صفات آئمہؑ سے معطر کیا جائے تو کوئی ایسا جوان نظر نہیں آئے گا جو ان حقائق کو تسلیم نہ کرے ۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ ان احساس کو بیدار کیا جائے اور اس کے اندر حقیقی نمونوں کو سمودیا جائے ۔فضیلت اور کمال کے چشموں سے سیراب کیا جائے ۔ جمال اور کمال کے فطری اور فکری آئینے دکھائے جائیں تاکہ محبت کے حقیقی پیمانے دل و دماغ میں راسخ ہوں ۔ ظاہر ہے نمونے جتنے کامل اور بے نقص وعیب ہوں گے اسی طرح محبت میں شدت اور جذبوں میں کشش ہوگی ۔ اہل بیتؑ وہ ہیں جو جسمانی ‘ روحانی ‘

کرامات اور معجزات کے اعتبار سے قدرت خدا سے فیضیاب ہیں ۔ وہ علم لدنی کے مالک ہیں ۔وہ اللہ کے جمال وکمال کے آئینہ دار ہیں ۔

لہٰذا یہ فضائل محبت اہل بیتؑ کا پیش خیمہ بنتے ہیں، تاہم ایک چیز کا خیال رکھا جائے کہ جوانوں کو اس انداز کے ساتھ سمجھایا جائے کہ وہ سمجھ سکیں ۔کون ہے جو شجاعت' سخاوت' فصاحت و بلاغت' ایثار و بخشش' علم و تقویٰ' سیرت وصورت' عبادت وعرفان' جمال ظاہری اور جمال باطنی کو پسند نہیں کرتا اور اس سے محبت نہیں کرتا ۔ پس فقط یہی ہے کہ اس دل کے اندر چراغ روشن کیا جائے تا کہ وہ ان صفات کے حاملین کو پہچان سکیں ۔ ایک حدیث میں حضرت امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام دین کی توصیف اور اہل بیت علیہم السلام کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وانّ من دينهم الورع والعفة والصدق والاجتهاد واداء الامانة الى البر والفاجر وطول السجود والقيام بالليل واجتناب المحارم و حسن الصحبه والرحمة للمومنين (تحف العقول ۴۱۶)

''دین آئمہ اور سیرت اہل بیت علیہم السلام میں سے پرہیز گاری' عفت' پاک داری' صدق وصداقت' صلح و آشتی' سعی و کوشش' امانت داری خواہ اس کا تعلق نیک لوگوں کے ساتھ ہو یا برے لوگوں کے ساتھ، طولانی سجدہ ، شب زندہ داری، حرام سے اجتناب' اپنے ہمسائیوں کے ساتھ حسن سلوک' نیکیوں کو

پھیلانا' آزار و اذیت سے پرہیز' کشادہ روئی' خیر خواہی اور
مومنین کے لئے رحمت شامل ہے۔"

اس طرح زیارت مبارکہ کہ جامعہ جو اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کا مرقع ہے' اس میں خیر وخوبی کی بنیاد کو اہل بیت علیہم السلام سے قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح زیارت مبارکہ جامعہ جو اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کا مرقع ہے۔ اس میں ہر خیر وخوبی کی بنیاد کو اہل بیت علیہم السلام سے قرار دیا گیا ہے۔

انّ ذکر الخیر کنتم اوله واصله و فرعه و معدنه ومأواه ومنتهاه

(مفاتیح الجنان' زیارت جامعہ ۵۴۹)

"جب بھی خیر و نیکی کی یاد ہوتی ہے۔اے اہل بیت نبوت
!آپ اس کی ابتدا' اس کی بنیاد' اس کی فرع' اسکا سرچشمہ ومنبع و
ماخذ اور اس کی ابتدا و منتہیٰ ہیں۔"

پس کمال وسعادت' خیر ونیکی کی بنیاد آغاز وانجام اہل بیتؑ کی ذات والاصفات ہیں۔ وہ فضیلتوں کا مرکز ہیں، اس لئے ہر فضیلت شناس شخص اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے۔ اہل بیتؑ سے محبت کا مطلب ہر خیر وخوبی کے ساتھ محبت ہے، اس لئے کہ ہر فضیلت' سعادت اور خوش بختی کا راز وہ ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام مخلوق کی خوبیاں ان میں عطا فرمائی ہیں۔ چنانچہ صحیفہ سجادیہ کی پہلی دعائے مبارکہ میں حضرت امام سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہ میں مناجات کرتے ہیں۔

"الحمدلِلّٰہ الذی اختارلنا محاسن الخلق واجریٰ

علیناطیّبات الرزق وجعل لنا فضیلة بالملکة علی
جمیع الخلق فکلّ خلیقته معادةٌ لنابقدرته وصائرةٌ
الی طاعتنابعزّته
والحمدلِلّٰه الذی اغلق باب الحاجة الاّ الیه فکیف
نطیق حمده ام متی نودّی شکره لامتی"

"تمام حمد وثنا اس پروردگار کے لئے جس نے خلقت اور تمام مخلوقات کی خوبیاں ہمارے لئے منتخب کیں اور ہمیں پاک و پاکیزہ رزق سے نوازا اور ہمیں غلبہ وتسلط دے کر تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی، چنانچہ تمام مخلوقات اس کی قدرت سے ہماری زیر فرمان ہے اور اس کی قوت و سربلندی کی بدولت تمام مخلوقات ہماری اطاعت گزار ہے۔

تمام تعریفیں اس معبود کے لئے جس نے اپنے سوا طلب و حاجت کا ہر دروازہ ہمارے لئے بند کر دیا، فقط اپنا دروازہ ہمارے لئے کھولے رکھا۔ اے پروردگار! اب ہم کیسے تیری حمد کریں اور کیسے تیرے شکر بجالائیں؟ نہ تیری حمد سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں اور نہ ہی تیرا شکر ادا ہو سکتا ہے۔"

مولیٰ سجاد علیہ السلام نے یہاں پروردگار کی ستائش اور اہل بیتؑ پر اللہ تعالیٰ کے کرم وفیضان اور بخشش واحسان کا تذکرہ کیا۔ پروردگار کی بے انتہا احسان فرمائیوں کے ساتھ حمد اور ستائش پروردگار کی اہمیت بتائی کہ اب جبکہ

پروردگار نے تمام مخلوقات کے محاسن اور خوبیاں عطا کیں اور ہمیں رزق طیب سے نواز، تمام مخلوقات پر اللہ نے ہماری حکمرانی قرار دی اور اس کی تمام مخلوقات ہمارے امر کے تابع ہے یعنی خدائے ذوالجلال نے ہمیں ولایت تکوینی جیسی نعمت سے نوازا۔ اپنے سوا کسی غیر کے در کا محتاج قرار نہ دیا تو اب ہم کیسے تیری حمد کریں اور کس طرح تیرا شکر ادا کریں۔مولی بکمال اعتراف فرماتے ہیں اے معبود ! نہ تیری حمد ہوسکتی ہے اور نہ تیرا شکر ادا ہوسکتا ہے۔ یہاں پر منتہٰی درجہ کی عبودیت ہے چونکہ عبادت ہی ہوتی ہے کہ ہر پروردگار کے سامنے اظہار عجز اور اظہار تذلل کرے۔

بہرکیف انسان خصائل' شمائل اور خیروخوبی سے محبت کرتا ہے اور مربی کو چاہیے کہ وہ اہل بیتؑ کے کمالات اور جمالات کو بیان کرے۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ثلاثة تُورِثُ المحبّة: الدّين والتواضع والبذل

(بحار جلد ۷۵۔۲۲۹)

تین چیزیں محبت پیدا کرتی ہیں:

- دین و تدین ایجاد محبت کا ذریعہ ہے (دین دار سے لوگ محبت کرتے ہیں۔
- تواضع اور عجز و انکساری بھی محبت کا ذریعہ ہے (منکسر مزاج سے لوگ محبت کرتے ہیں)
- ایثار و بخشش بھی محبت آور ہے۔ (ایثار و بخشش کرنے والے سے

لوگ محبت کرتے ہیں)

پس جو چاہتا ہے کہ محبوبیت پیدا کرے تو اسے چاہیے کہ دین داری کو اپنا پیشہ قرار دے۔ غرور و تکبر کے بجائے عجز و انکساری اختیار کرے۔ اپنے اندر جذبہ قربانی پیدا کرے اور جو دوسخا کی منزل پر آئے۔ یہ بات حقیت ہے کہ بے دین سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ مغرور اور متکبر سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ کنجوس و بخیل کے لوگ قریب نہیں جاتے، اس لئے کہ انسان فطرتاً کمالات کا طالب اور نقائص و رذائیل سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ اہل بیت علیہم السلام دین و تدین اور ایمان و ایقان کا سرچشمہ ہیں۔ وحی و نبوت کا گھر اور علم و تقویٰ کا مرکز ہیں۔ ملائکہ کے نزول کی جگہ' معدن رسالت' خداوند متعال نے کائنات کی ابتداء ان سے کی اور خداوند عالم اس کائنات کا انجام بھی انہی سے فرمائے گا۔ وہ قطب عالم اور مرکز کائنات اور واسطہ خیر ہیں۔ وہ اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ فیض ہیں۔ وہ دین کا مدار ہیں ہر دین دار اور کمالات کا طالب اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے۔ اہل بیتؑ جو دوسخاوت اور شان کریمی کی اس منزل پر ہیں کہ جن کی تعریف و تمجید اور ستائش کے لئے سورہ ھل اتی شاہد ہے۔ اہل بیتؑ کے ایثار و جذبہ بخشش و عطا کے قصیدے اپنے بیگانے پڑھا کرتے ہیں۔ ان کی عجز و انکساری کی وہ منزل ہے کہ وہ دنیا تمام سے ہٹ کر بارگاہ میں مناجات کرتے نظر آتے ہیں:

كفى بي عزًا ان تكون لي ربًا وكفى بي فخرًا ان
اكوني لك عبدا

''مرے معبود! علیؑ کے لئے اتنی عزت بہت ہے کہ تو میرا پروردگار ہے اور علیؑ کے لئے اتنا فخر بہت ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔''

ان کے نزدیک غریب و امیر کا مسئلہ نہیں بلکہ بندۂ پروردگار سمجھ کے اس کی مدد کرتے ہیں جیسا کہ آپ سورہ ھل اتی (سورہ انسان) میں ملاحظہ کرتے ہیں یتیم نوازی مسکین کو عطا کرنا اہل بیتؑ کی شان ہے۔ مگر اسیر تو زمانہ رسول میں جنگی قیدی کو کہتے ہیں جو کہ مسلمان نہ ہوتے تھے۔ جب اہل بیتؑ کے در پر سوال کیا تو بغیر کسی تامل کے فوراً جو کچھ گھر میں تیار تھا' عطا کر دیا اہل بیتؑ نے اسیر یعنی جنگی قیدی یعنی غیر مسلم (NON MUSLIM) عطا کر کے حقوق انسانی (HUMAN RIGHTS) کی بنیاد رکھ دی۔ چنانچہ حقوق انسانی کے دعویداروں کو حقوق انسانی کی تعلیمات اہل بیتؑ کے گھر سے سیکھنی چاہیں۔ اہل بیتؑ کی عطا میں مسلم و غیر مسلم مومن و غیر مومن کا سوال نہیں بلکہ اہل بیتؑ کی نگاہ کرم تمام انسانوں پر چھائی ہوئی ہے۔ اپنے جوانوں کو تعلیمات آل محمدؐ سے روشناس کرانا چاہیے۔ اسلام مذہب میں داخل ہونے کے لئے انسانیت کو شرط اول شمار کرتا ہے۔ جس شخص میں انسان اور انسانیت کی قدر نہیں وہ کہاں کا مذہبی اور کیسا دین دار ہو سکتا ہے۔؟ دین و تدین انسان نواز ہے؟ محبت و الفت ہی سے دین داری کے زینے طے ہوتے ہیں۔ انسانوں کے درمیان تفرقہ پھیلانے والے' قتل و غارت کا بازار کرنے والے' حدود انسانی میں تجاوز کرنے والے' فتنہ و فساد رچانے والے، حقوق انسانی کے

نام پر انسانی حقوق کو پامال کرنے والے' دین کے نام پر انسانوں کو قتل کرنے والے' عبادت گاہوں پر حملہ کرنے والے' نہتے انسانوں کی جان سے ہولی کھیلنے والے' مظلوموں کا خون چوسنے والوں کو انسان کہنا انسانیت کی توہین ہے ایسے تو انسانی شکل میں بدترین درندے ہیں درندوں کا کام چیرنا اور پھاڑنا ہوتا ہے انسان وانسانیت سے ان کا کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

اہل بیتؑ وہ ہیں جنہوں نے ہر ایسے کا مقابلہ اور اس کے خلاف کیا جو انسانیت کا دشمن تھا اسی وجہ سے ہر شریف اور باضمیر انسان ان سے محبت کرتا ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ معاویہ نے داریہ حجونی کو بلایا جو حضرت امیرالمومنینؑ کی بیعت کی بہت زیادہ حبدار تھی۔ معاویہ نے ان سے پوچھا: یہ بتایئے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ تم علیؑ سے بہت محبت اور مجھ سے بہت زیادہ دشمنی رکھتی ہو؟

اس خاتون نے جواب دیا: میں علیؑ سے محبت اس لئے کرتی ہوں کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل وعدالت سے رفتار کرتے ہیں۔ مال کو برابر تقسیم کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے انہیں اپنا ولی قرار دیا ہے۔ وہ مظلوموں اور محروموں کے ساتھی ہیں۔ وہ دین داروں کی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔ اے معاویہ تیرے ساتھ دشمنی اور تیری مخالفت بھی اسی جہت سے کرتی ہوں کہ تم نے علیؑ کے ساتھ جنگ کی۔ تم نے اپنی خواہشات نفسانی کی خاطر اپنی حکومت بچانے کے لئے مظالم ڈھائے۔ چنانچہ تمہاری ظالمانہ راہ وروش نے مجھے تیری دشمنی پر اکسایا اور میں تیری مخالفت کرتی ہوں۔ (بحار الانوار جلد ۳۵۔۲۰۷)

اہل بیتؑ ولی نعمت اور واسطہ فیض ہیں

جب بھی کوئی نیکی کرتا ہے اورانسان احسان مند ہوتا ہے تو وہ اپنے محسن کو یاد کرتا ہے اور اس کے ساتھ محبت کرتا ہے ۔اسی لئے تو کہا گیا ہے۔

"الانسان عبید الاحسان"

"انسان احسان کا بندہ ہے۔"

جب بھی اس پر کوئی احسان و نیکی کرتا ہے تو وہ اس کے ساتھ محبت اور اس کی تعریف وستائش کرتا رہتا ہے ۔چنانچہ عقلاء کے نزدیک وہ شخص قابل مذمت ہے جو احسان فراموش ہوتا ہے ہر شریف اور غیرت مند شخص نیکی کا بدلہ نیکی اور احسان اور اپنے محسن کے احسان و نیکی کو یاد رکھا کرتا ہے ۔لہذا محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ ان کے احسانات کو بتائے ۔ اہل بیت علیہم السلام واسطہ فیض اور ولی نعمت ہیں اللہ تعالیٰ کی خیرات و برکات کا ذریعہ ہیں ۔ان کے توسل سے پروردگار عالم حاجات کو قبول اور مشکلات کو دور کرتا ہے اپنی نعمتوں اور رحمتوں کی بارش برساتا ہے اسی لئے تو دعا میں ہے۔

وبیمنہ رزق الوریٰ

اے امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) آپ کے وجود اقدس

سے رزق وروزی اور خیرات و برکات نازل ہوتی ہیں اور آپ کی ذات اقدس کے صدقے میں یہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ چنانچہ ولی نعمت کی معرفت اور مفیض فیض کی شناخت دلوں میں محبت کے چراغ روشن کرتی ہے۔ درحقیقت نعمتوں کے تذکرے محبت آور ہیں۔

روایت میں ہے کہ ایک دفعہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کو وحی فرمائی کہ خود بھی میرے محبّ بنو اور لوگوں کو بھی میرا محبّ قرار دو۔ حضرت موسیٰ نے بارگاہ پروردگار میں عرض کی۔ یااللہ! میں تو تیرے ساتھ محبت کرتا ہوں مگر لوگوں کو کس طرح تیرا حبدار بناؤں؟ خداوند عالم نے وحی فرمائی۔ اے موسیٰ! لوگوں کو میری ظاہری اور باطنی نعمتیں یاد دلاؤ۔

فذکرہم نعمتی وآلائی

(بحار الانوار جلد ۱۳۔۳۵۱)

"پس نعمتوں کے تذکرے حبدار بنا دیتے ہیں"

اسی لئے قرآن کی متعدد آیات اور معصومین کی کئی روایات خدائی نعمتوں کی یاد دہانی اور تفہیم میں ہیں۔ جیسا کہ سورہ رحمٰن میں بار بار یاد دہانی کرائی گئی اور پھر ضمیر کو جھنجوڑا گیا ہے۔

فبایّ آلآءِ ربکما تکذّبان

"اے جن و بشر تم پروردگار کی کس کس نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"؟

نعمتوں کی یاد دہانی اور تذکرہ محبت خدا اور عبودیت پروردگار کا ذریعہ ہے۔ بہرکیف خداوند عالم نے انسان کو اتنی نعمتوں سے نوازا ہے کہ جنہیں شمار

کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر جن و انس اور تمام عالم امکان خدائی نعمتوں کا شمار کرنا شروع کر دیں تب بھی وہ پروردگار عالم کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے ہیں اس لئے کہ ذرہ سے لے کر کہکشانوں تک زمین کی گہرائیوں اور عمق سے لے کر آفاق عالم کی رسائیوں تک کوئی جگہ ایسی نہیں جو خداوند عالم کی نعمتوں سے فیضیاب نہ ہو رہی ہو۔ ابھی تک کوئی ایسا کمپیوٹر ایجاد نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا جو پروردگار کی نعمتوں کو شمار یا گن سکے۔ اس لئے "کن فیکون" کی صدائیں دم دما دم آ رہی ہیں۔ عالم انوار سے عالم امکان پر چھا رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ کائنات کی تکمیل کا راز قطب عالم ہیں جو سب سے بڑی نعمت ہیں۔ انسان بے شک نعمتوں کو گننے اور شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں جوں جوں نعمتوں کا تذکرہ کرے گا معرفت زیادہ بڑھے گی مگر بات یہی ہے کہ پروردگار عالم کی ہر نعمت ایسی ہے کہ جس پر خطباء و مقررین اور قارئین کی زبانیں گنگ اور صاحبان علم و فراست کی ذہنی قوتیں جواب دے جاتی ہیں اور پھر آواز آتی ہے۔

ان تعدوا نعمة الله ولا تحصوها

(سورہ نحل آیت ۱۸)

"اگر آپ اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔"

نہایت غور کا مقام ہے کہ جب انسان دنیوی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتا تو پھر آخرت کی نعمتوں کا شمار کیسے کر سکتا ہے؟

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَلَا یَحصی نعماءُہٗ العادون

(نہج البلاغہ خطبہ اول)

"دنیا کے سب لوگ اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو وہ
نعمتوں کا احصاء نہیں کر سکتے"

انسان ذرا اپنے بدن پر نگاہ کرے کہ خدا نے اسے کن عظیم نعمات سے نوازا ہے قوت لامسہ' قوت ذائقہ' قوت شہوانیہ' قوت باصرہ' قوت سامعہ' قوت شامہ' باطنی حواس خمسہ' اعضاء و جوارح' خون کی گردش' دل اور اس کا نظام' سانس لینے کا نظام' غذا' نظام ہضم وغرض اس مختصر بدن میں کائناتی نظام کارفرما ہے کہ اسے سمجھنے کے لئے انسان کی پوری عمر ناکافی ہے اور آج کے اس جدید سائنسی ترقی یافتہ دور کے باوجود ابھی تک نظام آفرینش کے راز انسان پر مخفی ہیں۔ اس طرح خداوند کریم کی عظیم نعمتوں میں سے ایک اسلام ہے۔ جس طرح کتاب خدا اور معلمین قرآن بھی نعمت ہیں، بلکہ امام معصومؑ کا وجود نعمت عظمٰی ہے اس دور میں خداوند عالم اپنے حبیبؐ کے صدقے میں دین کی وحدت میں سمودیا ارشاد ہورہا ہے:

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخواناً

(سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

"اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے، اس
نے تمہارے دلوں کو جوڑا تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن
گئے۔"

نیز ارشاد رب العزت ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
و رضیت لکم الاسلام دینا (سورہ مائدہ آیت ۳)

"آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمتوں
کو تمام کردیا ہے اور تمہارے لئے میں نے دین اسلام کو پسند
کیا ہے۔"

یہ آیت کریمہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت اور امامت کے اعلان کے بعد غدیر خم میں نازل ہوئی، چنانچہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ ولایت اور امامت بھی اللہ کی عظیم نعمت ہیں۔ وجود امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت عظیم نعمت ہے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

نحن و اللّٰہ نعمۃ اللّٰہ الّتی انعم علی عبادہ و بنا
فازمن فاز " (شرح دعائے کمیل ۷۷)

"خدا کی قسم! ہم اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہیں جسے خدا نے اپنے
بندوں پر انعام کیا ہے ہماری وجہ سے ہر کامیاب کو کامیابی
نصیب ہوتی ہے۔"

لہٰذا اہل بیتؑ علیہم السلام ہمارے اوپر بہت حق رکھتے ہیں۔ انہوں نے دین سکھایا' قرآن بتایا معرفت توحید کرائی۔ غرض تمام باطنی اور ظاہری نعمتوں کا وسیلہ قرار پائے ان کی جتنی یاد کی جائے' جتنا تذکرہ کیا جائے وہ کم

ہے۔ اہل بیتؑ کے فضائل ومناقب اور ان کی سیرت ایجاد محبت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔زیارت جامعہ میں اہل بیت علیہم السلام کی ولایت تکوینی اور عالم تکوین میں انہیں رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ قرار دیا گیا زیارت جامعہ اہل بیتؑ کی شان کا مرقع ہے۔ارشاد ہورہا ہے:

بكم فتح الله وبكم يختم وبكم يَنزل الغيث وبكم يمسك السماء ان تقع على الارض الّا بذنه وَبكم ينفسّ الـهم ويكشف الضرّ

”خداوند عالم نے کائنات کا آغاز آپ پر کیا اور اس کا اختتام آپ پر ہوگا۔آپ کی وجہ سے باران رحمت کا نزول ہوتا ہے اور آپ کی وجہ سے آسمان برقرار ہے کہ وہ زمین پر گرنے نہ پائے مگر اس کی اجازت سے اور آپ کی وجہ سے غم دور ہوتا ہے اور تکلیف ختم ہوتی ہے۔“

اہل بیت علیہم السلام کی ہدایت و ارشاد (GUIDENCE)اور تعلیمات دینی (RELIGIOUS TEACHINGS) اور ان کی عظمت و جلالت کے متعلق ہے۔

وَبمولاتكم عَلَّمَنَا الله معالم ديننا وَأَصْلَحَ ماكان فسد من دنيانا وبمولاتكم تمّت الكمةُ وعَظُمَتِ النعمةُواتلفتِ الفُرقَةُ وَ بمولاتكم تقبل اطاعة المفترضة (زیارت جامعہ)

"آپ کی ولایت اور پیروی کے ذریعے اللہ نے ہمیں حقایق
دین کی تعلیم دی (اہل بیتؑ دین شناسی کا ذریعہ ہیں) اور
ہماری دنیا کے فاسد امور کی اصلاح کی ۔ اور آپ کی ولایت
کے ذریعے سلسلہ (کلمات) مکمل ہوا، اور نعمت کی تکمیل ہوئی
آپ کی وجہ سے فتنوں اور تفرقوں کا خاتمہ ہوا، اور دل آپس
میں جڑے اور آپ کی ولایت کے ذریعے اللہ کی فرض اطاعت
قبول ہوتی ہے۔"

پس اہل بیت ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وسیلہ ہیں ہدایت کا مرکز تعلیم دین کا سرچشمہ ہیں وہ وجہ کائنات اور دنیا کے سکون و اطمینان کا ذریعہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ولایت تکوینی اور تشریعی سے نوازا ہے ۔ وہ معرفت عقاید کا سبب ہیں ۔ احکام کی تدوین اور ترویج کا ذریعہ ہیں ہم حقیقت میں اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کے مقروض ہیں ۔ لہٰذا خدا کی اس عظیم نعمت پر شاکر ہونا چاہیے اور اس خاندان کی محبت' مودت اور ولایت کے زیر سایہ زندگی گزارنا چاہیے کس قدر اہل بیت علیہم السلام کی عظمت و جلالت اور امم وملل پر ان کے احسانات ہیں ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لولاهم ماعُرف الله عزوجل

(بحار الانوار، جلد۲۔۳۱)

"اگر اہل بیتؑ نہ ہوتے تو لوگوں کو معرفت توحید نہ ہو پاتی"

اس لئے کہ ہم ناقص الوجود ہیں اور خدا کی ذات والا صفات کامل الوجود ہے۔اب ناقص کامل کو کیسے سمجھے؟چنانچہ ضرورت پیش آئی کہ ایسی مخلوق کو پیدا کیا جائے جو مستقیما فیض اللہ سے لے اور اس کے بندوں میں تقسیم کرے اسی واسطہ فیض کو کبھی نبی کبھی رسول اور کبھی امام کہتے ہیں ۔رسول گرامی اسلام ؐ کی ذات اقدس جو بنیاد اہل بیت علیہم السلام ہیں وہ خداوند عالم کی مخلوق اول' نور اول اور عقل اول ہیں ۔جب کہ روایت میں متفق ہے ۔

كُنتُ نبيًا آدم بين لماء والطين

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ آب وگل کے مراحل طے کر رہے تھے''

اور پھر پیغمبر اسلام فرماتے ہیں ۔

انا وعلي من نور واحد

''میں اور علیؑ ایک ہی نور سے خلق ہوئے ہیں''۔

بہرکیف آئمہ معصومین اہل بیت علیہم السلام عقاید و احکام کی تعلیمات کا سرچشمہ ہیں۔اس وقت ہماری معرفت دینی اہل بیتؑ کے رحمتوں کی مرہون منت ہے۔آپ نے دیکھا کہ اس دین کی بقا میں کیا کیا قربانیاں دی گئیں خون شہداء اور بالخصوص سیدالشہداء کے خون کا صدقہ ہے کہ آج اسلام اور دین کے حقیقی نقوش قائم ودائم ہیں ۔اگر کربلا کا وہ عظیم انقلاب اور قیام نہ ہوتا تو نہ مسجد ہوتی نہ منبر ہوتا نہ آزادی ہوتی اور نہ عدل و عدالت ہوتی ۔آج اگر عبادتیں ہو رہی ہیں اور ہر طرف امن و آشتی اور آزادی و عدالت کی بات ہو

رہی ہیں تو یہ سب خون سیدالشہداء کا صدقہ ہے حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ نے اپنے خون سے مکتب مقدس کی آبیاری کی ۔ چنانچہ اہل بیت علیہم السلام خداوند عالم کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا وسیلہ ہیں ۔ ہر عاقل اپنے منعم حقیقی اور اس کے وسیلوں کا احترام اور اکرام کرتا تاہم یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ہم فقط ظاہری نعمتوں کے تذکروں پر اکتفا نہ کریں بلکہ معنوی نعمتوں کے تذکرے سے ہی معرفت کے درجات زیادہ بلند ہوتے ہیں ولایت اہل بیتؑ جو کہ عظیم نعمت ہے اس کا کسی مادی اور ظاہری نعمت سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ۔ حتی آئمہ اہل بیت علیہم السلام اپنے ماننے والوں کو اس معنوی نعمت کی طرف متوجہ کرتے ہیں ۔ ہر دم پروردگار عالم کا شکر ادا کریں جس نے ہمیں ولایت اہل بیتؑ جیسے گوہر اور ہمارے نفوس کو اس جوہر سے نوازا ہے ۔ خداوند عالم نے ان مقدس ہستیوں کے ذریعے ہمیں نعمتوں سے نوازا ہے ۔ یہ نیکی و خیر کی بنیاد ہیں مفیض اور فیض اور ولی نعمت ہیں جس کی وجہ سے ہم ان کے ساتھ محبت اور مودت رکھتے ہیں اوران کی ولایت کا دم بھرتے ہیں ۔ چونکہ ان کے ساتھ محبت کا مطلب نعمتوں، رحمتوں، فیض و برکت اور خیر و خوبی کے ساتھ محبت اور رشتہ جوڑنا ہے خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کو محبت اہل بیتؑ نصیب فرمائے۔

اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات اور باطنی کمالات کی شناسائی

محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کا ایک راستہ یہ ہے کہ اہل بیتؑ کی تعلیمات اور باطنی کمالات سے لوگوں کو بالعموم اور جوانوں کو بالخصوص آشنا کیا جائے۔ اس لئے کہ ہر انسان باطنی صفات اور معنوی کمالات کا طالب ہے اور اس سے محبت کرتا ہے جس میں معنوی صفات ہوتی ہیں بالفاظ دیگر ہر انسان فضائل انسانی اور کمالات انسانی کے ساتھ محبت کرتا ہے اور ہر دم نقائص سے بچنے کی تدبیر سوچتا ہے۔ کمالات سے محبت اور نقائص سے پرہیز ایک قسم کا فطری مسئلہ ہے۔ چونکہ کمالات کے حصول کی تڑپ انسان میں نہ ہوتی تو پھر ارتقاء (EVALUTION) کا باب بند ہو جاتا تھا۔ لوگ ذاتی کمالات رکھنے والوں کو اپنا ہیرو مانتے ہیں۔ ان کی شخصیت کے تذکرے کرتے ہیں ان پر کتابیں اور مقالے لکھتے ہیں اس وقت مغرب میں باقاعدہ ایک تحقیقی (RESEARCH) سسٹم ہے وہ اپنی علمی، فرہنگی سیاسی، معاشرتی، سماجی

شخصیتوں کے کارہائے نمایاں اور ان کے عقائد ونظریات اور افکار پر اتنا لٹریچر شائع کرتے ہیں کہ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کتابوں اور مقالوں سے ہٹ کر ان کی فلمیں اور مجسمیں تک بنائے جاتے ہیں اور پھر ان کا اتنا چرچا کیا جاتا ہے تاکہ ان کے افکار ونظریات دلوں میں رسوخ کریں اور لوگ انہیں ہیرو قرار دیں۔ کیا وجہ ہے کہ ہم تعلیمات اہل بیتؑ اور ان کے باطنی کمالات سے غافل ہیں؟ یہ بات مسلم ہے اگر لوگوں کو اہل بیتؑ کی سیرت، تعلیمات، افکار ونظریات، باطنی کمالات، فضائل اور تہذیب کا صحیح پتہ چل جائے تو کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ ان سے محبت نہ کرے۔ اسی لئے حضرت امام رضا فرماتے ہیں:

انّ النّاس لو علموا محاسِنَ کلامنا لا تّبعونا

(اصول کافی جلد ا۔۱۹۳)

"بے شک اگر لوگوں کو ہماری (حکمت سے بھرپور) کلام اور
تعلیمات (TEACHINGS) کی خوبیوں کا پتہ چل جائے
تو وہ ضرور ہماری پیروی کریں"

لوگوں کو اگر اہل بیتؑ کی تعلیمات اور ان کے کلام کی خوبیوں کا علم ہو جاتا تو اتنی بے راہ روی نہ ہوتی لہٰذا ضروری ہے کہ ان کے فرامین اور تعلیمات کی ترویج اور تشریح کی جائے اہل بیتؑ کی احادیث اور فرمودات کا مسابقہ (COMPETITION) رکھا جائے۔ بچوں اور جوانوں کو ان مسابقات میں شرکت کی تشویق اور اس میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی کی

جائے اس سلسلے میں معصومین کی چہل حدیث کے متعلق کئی کتابچے دستیاب ہیں' ان سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اگر چالیس احادیث کے حفظ کا مسابقہ کیا جائے تو کیا بہتر ہے۔ اس لئے کہ روایات میں چالیس احادیث کے حفظ کی خاصی اہمیت ہے۔ البتہ ایک چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بچوں اور جوانوں کی استعداد (ABALITY) کے مطابق موضوعات کا انتخاب کیا جائے تاکہ وہ مطالب کو سمجھ سکیں۔ اسے لئے کہ اہل بیتؑ کے فرامین عقاید و معارف کا خزانہ ہیں۔ جس طرح قرآن میں جاذبہ و دافعہ موجود ہے اسی طرح فرامین اہل بیتؑ بھی انہیں صفات کے حامل ہیں۔ لہٰذا ہر بات ہر ایک کے لئے نہیں ہوتی بلکہ مخاطب کی ذہنی صلاحیت کے مطابق گفتگو کی جائے ورنہ اس کا مثبت اثر نہیں ہوگا۔ معصومینؑ بھی اسی جانب تاکید کرتے ہیں:

كلّم الناس على قدر عقولهم

"لوگوں کی عقلوں کے مطابق ان سے بات کریں"۔

اگر ان کی عقول کے مطابق بات نہیں ہوگی تو وہ جذب نہیں ہوں گے بلکہ وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہوں گے۔ مبلغ کا کام ذہنوں کو الجھانا نہیں بلکہ سلجھانا ہوتا ہے۔

روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک صحابی بنام مدرک بن ہزمار سے فرمایا:

رحم الله امرءً اجترء مودة الناس الينا فحدثهم بما يعرفون و ترك ما ينكرون (بحار الانوار جلد۲۔۶۸)

"اے مدرک !خدا اس شخص پر رحم کرے جو لوگوں کے دلوں کو ہماری محبت کی طرف لے کر آتا ہے ہمارے وہ فرامین سناتا ہے جنہیں وہ سمجھ پاتے ہیں اور قبول کرتے ہیں (یعنی لوگوں کے فہم و ادراک کے مطابق فرامین کو بیان کرتا ہے) اور ہمارے ان فرامین سے صرف نظر کرتا ہے۔جو ان کی سمجھ سے بلند و بالا ہیں کہ جسے سن کر وہ تردید کا شکار نہ ہوں۔"

لہٰذا مبلغین کے لئے یہ بات اہم ہے کہ ہر نکتہ کا ہر مقام نہیں ہوتا اور ہر بات کی ہر جگہ نہیں ہوتی بلکہ ہر سخن کے مقام کو دیکھا جائے اور اپنے مخاطبین کی وسعتوں کے مطابق پرواز کی جائے۔ سب سے پہلے جوانوں اور بچوں کو اہل بیتؑ کی کلام کی شیرینی (SWEETNESS) سے آشنا کیا جائے ۔ ان کی محبت کا شیفتہ کیا جائے کہ وہ محبت کے سائے میں پیروی کریں ۔ قابل فہم تقاریر و خطابات انجام پائیں ۔سلیس و رواں ترجمے کئے جائے ۔ دلنشین موضوعات کا انتخاب کیا جائے ۔ دیدہ زیب مطبوعات سے قارئین کو نوازا جائے بسا اوقات خوبصورت ٹائیٹل اور دلنشین طباعت بھی جاذبیت کا سبب بنتی ہے۔ بہر کیف لوگوں کو اہل بیت کی تہذیب و فرہنگ سے آشنا کرنا چاہیے اور اس سلسلے میں مختلف ہنر کی ٹیکنیکس (TECHMIQUES) اچھے سلیقوں ار پیراستہ راہ وروش سے استفادہ کیا جائے تا کہ جوانوں کے دلوں میں اہل بیتؑ کی محبت کے چمن آباد ہوں ۔

فضائل اہل بیتؑ کے دو باب

اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کو دو باب، دو محور اور دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

☆ فضائل علمی

اہل بیت علیہم السلام خداوند عالم کی قدسی مخلوق، مشیت الٰہی کے ظہور عقل اول (FIRST INTELLIGENCE) اور نور پروردگار ہیں جو اپنی خلقت میں جیسا کہ حدیث میں پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے۔

اوّل ما خلق اللّٰہ نوری

اور پھر فرمایا:

انا وعلی من نو واحد

"میں اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے ہیں۔"

کے مصداق ہیں اور ایک حدیث جناب انس سے مروی ہے۔ جناب رسولِ خداؐ نے حضرت عباس سے فرمایا:

"خداوند نے مجھے، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو حضرت آدمؑ سے پہلے خلق کیا، جب نہ زمین تھی، نہ آسمان تھا، نہ روشنی تھی، نہ تاریکی تھی، نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ جنت تھی اور نہ دوزخ۔"

جناب عباس نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! پھر خداوندعالم نے آپ کی خلقت کی ابتداء کیسے کی؟

پیغمبرؐ نے فرمایا: چچا جان! جب اللہ تعالیٰ نے ہماری خلقت کا ارادہ کیا تو ایک کلمہ تکلم فرمایا اور اس سے پروردگار نے نور کو خلق کیا اور پھر ایک اور کلمہ بولا جس سے روح کو خلق کیا پھر نور کو روح میں ملایا تو پروردگار نے مجھے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کو خلق کیا۔ ہم اس وقت اللہ کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ جب کوئی تسبیح کرنے والا نہ تھا، ہم اس وقت خدا کی تقدیس کرتے تھے جب کوئی تقدیس کرنے والا نہ تھا۔"

پھر پروردگار عالم نے جب اپنی مخلوقات کا سلسلہ بڑھانا چاہا تو میرے نور کو پھیلایا اور اس سے عرش کو خلق کیا۔ پس عرش میرے نور سے ہے اور میرا نور اللہ کا نور ہے اور میرا نور عرش سے افضل ہے۔ پھر خداوند عالم نے میرے بھائی علیؑ کے نور کو پھیلایا، جس سے ملائکہ کو خلق کیا۔ ملائکہ نور علیؑ کی تخلیق ہیں اور نور علیؑ پروردگار کا نور ہے۔ پس علیؑ ملائکہ سے افضل ہے۔ پھر خداوند عالم نے میری بیٹی فاطمہؑ کے نور کو پھیلایا اور اس سے زمین آسمان کو خلق کیا، چنانچہ زمین آسمان میری بیٹی فاطمہؑ کے نور سے خلق ہوئے ہیں۔ فاطمہؑ کا نور خدا کا

نور ہے۔ پس میری بیٹی فاطمہؑ زمین و آسمان سے افضل و برتر ہے۔ پھر اللہ نے میرے بیٹے حسنؑ کے نور کو منبسط کیا اور اس سے شمس و قمر کو خلق کیا، چنانچہ شمس و قمر میرے بیٹے حسنؑ کے نور سے ہیں اور حسنؑ کا نور پروردگار کا نور ہے۔ پس حسنؑ سورج و چاند سے افضل ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے حسینؑ کے نور کو انبساط دیا اور اس سے جنت اور حورالعین کو خلق کیا، چنانچہ جنت اور حورالعین میرے بیٹے حسینؑ کے نور کی تخلیق ہیں۔ میرے بیٹے حسینؑ کا نور دراصل نور الٰہی ہے پس میرے بیٹے حسینؑ جنت اور حورالعین سے افضل ہیں۔

(بحار الانوار جلد ۱۵۔۱۰ از روایت ۱۱ باب ۱)

یہ اہل بیتؑ کے فضائل ہیں، جن کا تعلق ان کی ذات والاصفات سے ہے۔ اس پہلو کی معرفت سے ایمان میں پختگی آتی ہے اور ان کی ولایت کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ فضائل کا یہ باب ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

۲۔ فضائل عملی

فضائل اہل بیتؑ کا دوسرا باب اور محور عملی اعتبار سے ہے جس کا تعلق اہل بیتؑ کی سیرت اور رفتار و کردار سے ہے۔ تربیتی لحاظ سے یہ باب بہت اہم ہے، جوانوں کو سیرت اہل بیتؑ علیہم السلام سے آشنا کیا جائے۔ اس لئے کہ اس محور میں عملی نقوش ہیں۔ ان کی پاک زندگی کا لحہ لحہ انسان کے لئے نوید انقلاب ہے۔ محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کے لئے عملی نقوش سرمایہ قرار پاتے ہیں۔ اہل بیتؑ کا صبر و استقامت، عفو و درگزر، عجز و انکساری، شجاعت و

شہادت' ایثار و بخشش ،اخلاق حسنہ' علم وحلم' اخلاص عملی' عبادت و مناجت' عقاید و معارف' نماز و روزہ ،حج و زکواۃ کے نمونے پیش کیے جائیں تا کہ لوگ اہل بیتؑ کی سیرت عملی سے آشنا ہوں ۔علاوہ ازیں آئمہ اہل بیتؑ سے متعلق ان حقایق اور واقعات کو بیان کیا جائے جن میں تربیتی نقوش ہیں ۔ مثلا ایک عمر رسیدہ شخص جس کا وضو صحیح نہیں تھا ۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے کس انداز کے ساتھ اسے وضو سکھایا اور وہ خود اپنی غلطی پر پشیمان ہوا ۔ پیغمبر اسلام ؐ بچوں سے کس طرح محبت کرتے تھے' انہیں سلام کرتے تھے۔ انہیں اپنی آغوش میں بٹھاتے تھے ......درحقیقت یہ وہ چیزیں ہیں جن سے گلستان محبت کے پھول کھلتے ہیں ۔ بہر کیف محبت اہل بیتؑ کو بیج کی طرح اپنے جوانوں اور بچوں کے دلوں میں بوئیں اور پھر آہستہ آہستہ سیرت اہل بیتؑ کے نمونوں سے اس کی آبیاری کریں، تا کہ پروان چڑھے تو پھر دیکھے گلستان عترت وطہارت کے پھول کس طرح عالم انسانیت کو معطر کرتے ہیں ۔

اپنی خوشیوں کو حیات آئمہؑ کے ساتھ وابستہ کریں

خوشی بذات خود یادیں وابستہ کرتی ہے۔ انسان کو خوشی کے لحات یاد رہتے ہیں اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہے اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ لہٰذا ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ اپنے تمام مراسم' محافل اور دیگر خوشیوں کے موقعوں کو اہل بیتؑ کے میلاد یا اعیاد جیسے عید غدیر' عید مباہلہ وغیرہ کے ساتھ وابستہ کریں۔ مثلاً اگر جشن عروسی ہو یا جشن تکلیف شرعی یا جشن تقلید' تحفے تحایف اور انعام و کرام کو میلاد آئمہ یا ان مخصوص دنوں کے ساتھ قرار دیں جن سے یاد آئمہ علیہم السلام ہوتی ہے۔ یہ عمل بذات خود غیر مستقیم بچوں اور جوانوں کے دل و دماغ پر بہت اثر انداز ہوتا ہے اور یہ مناسبات خیال خاطر میں محفوظ رہتی ہیں۔ چنانچہ میلاد آئمہؑ پر فون کر کے مبارک باد پیش کرنا ' ای میل (EMAIL) کے ذریعے مبارک بھیجنا، میلاد کے دن کسی کے ہاں شیرینی وغیرہ لے کر جانا۔ گھروں' مسجدوں اور امام بارگاہوں میں دنوں کی مناسبت سے پذیرائی انسان کی زندگی پر بہت اثر رکھتی ہے۔ وہ ان حالات و واقعات اور خاطرات کو یاد رکھتا ہے۔ ان دنوں کے ساتھ محبت کرتا ہے اور بالواسطہ وہ

اہل بیتؑ کی حیات کے ساتھ اپنی زندگی کو وابستہ کرتا ہے۔

علاوہ ازیں میلاد کی محافل میں ایسے اسباب فراہم کیئے جائیں جو بچوں اور جوانوں کے لئے جاذبیت کا سبب قرار پائیں۔معمولی سے تحفے اور ہدایا بھی یادگار رہتا ہے۔کاپی' پنسل' قلم اور کتابیں بھی دل بستگی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

الهدیة تورث المودّة (بحار الانوار جلد۷۴۔۱۶۶)

"ہدیہ اور تحفہ مودت اور محبت کے ایجاد کا ذریعہ ہے۔"

بنابراین ہدایا اور تحفے تحایف محبت آفرین ہیں اور کیا خوب ہے کہ ان ہدایا کو اہل بیتؑ کی مناسبات سے گرہ لگادی جائے۔

راہ محبت کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے

ایجادمحبت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان اسباب سے پرہیز کیا جائے، جو محبت کے راستوں میں رخنہ پیدا کرتے ہیں۔مثلاً مجالس ومحافل اور اہل بیتؑ کی دیگر مناسبات ایجادمحبت کا ذریعہ ہیں،مگر ان میں آداب کا خیال رکھا جائے۔بچوں اور جوانوں کو اہمیت دی جائے۔یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ بچپن کی منفی یادیں نقش برحجر زندگی کا صفحہ تاریخ بن کر دل کے نہاں خوانوں میں محفوظ رہتی ہیں۔چنانچہ ابھی اگر میں آپ سے سوال کروں کہ بچپن میں جن لوگوں نے آپ کی توہین کی' بداخلاقی کی' بدزبانی کی' بے اعتنائی کی' کیا آپ کو یاد ہیں؟ آدمی فوراً دل و دماغ کے نہاں خانوں میں پڑتال (SEARCH)

شروع کردیتا ہے تو تاریخ زندگی کی کئی فائلیں سامنے آتی ہیں ۔عزیز و اقارب' دوستوں' حتی کہ اساتذہ کی فائلیں مشاہدہ کرتا ہے ۔چنانچہ اس کے مقابل میں جنہوں نے مہربانیاں کیں' تشویق کیا' حوصلہ افزائی کی ۔انعام و کرام سے نوازا ' خوش اخلاقی اور کشادہ روی سے پیش آئے ان کی فائلیں (FILES) بھی دل و دماغ کے نہاں خانوں سے پیغام محبت بن کر سامنے آتی ہیں ۔لہٰذا آئمہ علیہم السلام کی مناسبات میں ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے جو محبت کے سلسلے میں رکاوٹ ایجاد کرتا ہے ۔تاکہ بچے اور جوان ذوق وشوق اور عشق و سرور کے ساتھ اہل بیتؑ کی مجالس و محافل میں شرکت کریں نہ کہ انہیں زور اور جبر سے لایا جائے منبر اور آداب منبر علاوہ ازیں خوبصورت لب و لہجے سے اہل بیتؑ کی شان اور مسائل بیان ہوں۔ شیخ سعدی نے کسی شخص کو گوش خراش لہجے میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو کہا:

گرتو قرآن بدیں نمط خوانی ۔ببری رونق مسلمانی

''اگر تم قرآن اسی لہجے میں پڑھتے رہو گے تو پھر مسلمانوں کے ہاں کوئی چیز زینت مجلس نہیں ہوگی ۔''

بہر کیف مسجد و منبر کی حرمت کا خیال رکھا جائے ۔ان دونوں سے محبت خدا اور محبت اہل بیتؑ کے چشمے رواں ہوں اور ان دونوں کے سلسلے میں اہل بیتؑ کو پیش نظر رکھا جائے ۔ اہل بیتؑ بھی عدیل القرآن ہیں۔ بہت ہی آداب اور خوش بیانی کے ساتھ تذکرے ہوں ۔ ان کی سیرت کوثر کے پیمانے چھلکیں 'نقوش عصمت اجاگر ہوں ۔محبتوں کی قندیلیں روشن ہوں ۔

مراکز تسکین قلوب کا باعث ہوں اس لئے کہ ان کا تعلق نفس مطمئنہ کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اگر ہم محبت کے راستے میں رکاوٹوں کو دور نہیں کریں گے تو دشمن کو چہ میگوئی کرنے کا موقعہ ملے گا۔ مومن ہوشیار' ذمہ دار اور زمانہ شناس ہوتا ہے اس وقت تمام تر طاغوتی طاقتیں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اس بات پر تلی ہوئی ہیں کہ کس طرح مومنین کی صفوں میں دراڑیں ڈالیں ڈالی جائیں اور انہیں آپس میں ٹکرایا جائے تو وہ بہانے تلاش کرتے ہی اساس تشیع پر رخنہ ڈالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ مجالس ومحافل اور مناسبات اہل بیتؑ ملت مسلمہ کے لئے ایک شعار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا دشمن یہ چاہتا ہے کہ یہ فقط مجالس ومحافل رہیں اور ان سے روح ولایت اور اہل بیتؑ کو نکالا جائے۔ ان مجالس ومحافل کی روح اہل بیتؑ کی سیرت عملی ہے جو ایک درسگاہ اور تربیت گاہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان مناسبات کا تعلق خلوص واخلاص کے ساتھ ہے نہ کہ نام فروشی' فخر فروشی' نمود ونمائش اور فخر ومباہات سے ہے، چونکہ یہ ساری منفی چیزیں راہ محبت میں سدباب کی حیثیت رکھتی ہیں اور ہر وہ چیز جو محبت اہل بیتؑ میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہے اس سے دشمن استفادہ کرسکتا ہے۔ لہٰذا ایجاد محبت میں موانع محبت کو دور کیا جائے۔

روحانی ماحول اور معنوی فضا پیدا کریں

ایجاد محبت کے راستوں میں سے ایک یہ ہے کہ بچوں اور جوانوں کے لئے وہ روحانی ماحول اور معنوی فضا ایجاد کریں، جس سے ان میں فکری اور عقیدتی بیداری پیدا ہو۔ چنانچہ اگر دینی و معنوی ماحول فراہم نہ کیا جائے تو بچے تو بچے ہیں بڑے بھی ایک نیا رخ اختیار کر جائیں۔ مراکز و مساجد میں تربیتی پروگرام تشکیل پائیں۔ دعا و مناجات مثلاً دعائے کمیل' دعائے توسل' حدیث کسا ' زیارت عاشورا' دعائے مجیر وغیرہ کی محفلیں بپا ہوں تا کہ بچے اور جوان جذب ہو سکیں علاوہ ازیں تربیتی کیمپس(RELIGIOUS TRAINING CAMPS) کا انعقاد اور مقامات مقدسہ کی زیارات کے پروگرام تشکیل پائیں۔ چھٹیوں کے ایام میں ان روحانی اور معنوی پروگراموں سے استفادہ کیا جائے۔ اس لئے کہ پڑھائی میں بھی خلل واقع نہیں ہوتا اور بچوں اور جوانوں کی تفریح بھی ہو جاتی ہے اور معنویت اور روحانیت کا سماں بھی عقیدتی و فکری بیداری کا باعث بنتا ہے۔ علاوہ ازیں بذات خود بچوں اور جوانوں کے اندر باہم دوستی' محبت اور شناسائی کے ساتھ ساتھ وابستگی بھی برقرار رہتی ہے اور پھر

سفر کی یادگاریں تادیر قائم رہتی ہیں۔ تربیتی سفروں کے دوران علمی و فرہنگی اور سماجی شخصیات سے جوانوں کی ملاقاتیں کرائی جائیں ۔ نیز ان تربیتی پروگراموں میں مجالس حسینؑ بپا کی جائیں ۔جوان خود نوحہ خواں ہوں۔عزاداری و ماتم داری ہو، اس لئے کہ گریہ و ماتم کے عمق میں بیداری مضمر ہوتی ہے ایک فرہنگ اور تہذیب عاشورہ کی یاد ہے ۔روحانی فضا مجالس سے معطر ہوتی ہے ۔ ایجاد محبت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ واضح رہے کہ جوں جوں محبت بڑھتی ہے اسی طرح شوق ملاقات اور شوق دیدار میں بھی شدت آتی ہے، اسی لئے ہم معصومینؑ کی زیارات سے شرف یاب ہوتے ہیں ۔حرم مقدس اور معصومین ؑ کے آستانے بھی روح پرور اور فضائے باطنی کی جلوہ گاہ ہیں۔ روح انسان پر بلاواسطہ اثر کرتے ہیں اور پھر زیارات کے جام سے تشنگی محبت سیراب ہوتی ہے۔محبت کے پیمانے زیارات کے دامن میں چھلکتے ہیں۔

محبت اور شوق دیدار و زیارت کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ اس محبت میں خلل ہے جس میں شوق زیارات نہیں ہوتا ۔ تاہم اگر حالات اجازت نہ دیں اور سفری تقاضے مساعد نہ ہوں تو گھر بیٹھے ہی زیارات معصومین کے ذریعے شرف یاب ہوا جاسکتا ہے۔بس ایک گوشے کا انتخاب کرے اور اپنے دل کو حرم معصومینؑ کی طرف لگا کر دیکھے کتنے تجلیات (HANFASTATIONS) کے باب کھلتے ہیں ۔ فضائے باطنی میں کتنی نورانیت آتی ہے ۔عقیدتوں کے کتنے چمن آباد ہوتے ہیں۔آپ نے دیکھا زیارت کا آغاز سلام سے ہوتا ہے، معصومین سلام کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں، چنانچہ بات یہی ہے کہ

یہ چیزیں نہایت سلیقے سے بچوں اور جوانوں کو سمجھائی جائیں۔ جس طرح بدحال اور لاپرواہ لوگوں کے پاس بیٹھنے سے لاپرواہی اور بد حالی پیدا ہوجاتی ہے، اسی طرح معنویت کے مراکز اور مقام مقدس میں بیٹھنے سے نورانیت اور معنویت پیدا ہوتی ہے۔ پس لذت آشنائی چاہیے جو لذت محبت کا پیش خیمہ ہے اور محبت کی شیرینی شوق ملاقات اور زیارت نصیب کرتی ہے۔

اہل بیتؑ سے متعلق تالیفات' تصنیفات' اشعار اور مقالہ جات کا تعارف

محبت اہل بیت علیہم السلام کو ایجاد کرنے والے راستوں میں ایک یہ ہے کہ اپنے جوانوں کو ان تالیفات' تصنیفات' اشعار اور مقالہ جات کی شناسائی کروائی جائے، جنہیں پڑھ کر ان کے دلوں میں محبت اہل بیتؑ پیدا ہو۔ کتابوں کی شناسائی اور نشاندہی کے کئی فائدے ہیں۔ بچے کتابوں سے مانوس ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں مطالعہ کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ علمی رجحان زیادہ پیدا ہوتا ہے، چنانچہ یہ ساری چیزیں یکے بعد دیگرے محبت آفرین ہیں، بلکہ کتابوں کے تعارف کے ساتھ انہیں اہل بیتؑ کی سیرت پہ مختلف مناسبات کے حوالے سے بذات خود تیار کیا جائے کہ وہ لکھیں اور مراسم کے انعقاد پر پڑھیں۔

محبت اہل بیتؑ کی زندگی کے واقعات اور محبین اہل بیت کی حکایات بتائی جائیں

اہل بیت علیہم السلام کی زندگی کے حالات و واقعات بھی ایجاد محبت کا بہترین ذریعہ ہے۔ آئمہ معصومینؑ کی داستانیں احساسات کو گرماتی ہیں۔ انسان میں جذبہ اور تڑپ پیدا کرتی ہیں (اس سلسلے میں شہید مرتضٰی مطہری کی کتاب داستان راستان جس کا ہم نے اردو ترجمہ بھی اپنے اردو دان قارئین کی سہولت کے لئے کر دیا ہے، اسے ملاحظہ فرمائیں)

اسی طرح محبین اہل بیتؑ کی حکایات و اقعات کو نوجوانوں کو بتانا چاہیے، چونکہ یہ فقط حکایات نہیں ہوتیں، بلکہ ہدایتوں کے چراغ ہوتے ہیں اہل بیتؑ کے ماننے والوں نے تلواروں کی دھاروں پر رقص کیۓ اور اپنے آئمہ علیہم السلام کے فضائل کو بیان کیا۔ ان محبین کی زندگی کے حالات ان کی فدا کاری' ایثار و بخشش' ' صبر وحوصلہ معصومینؑ کے ساتھ وفاداری ...... محبت اہل بیتؑ کو ایجاد کرنے کا موثر ذریعہ ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ ، حضرت ابوذر ؓ اور حضرت اویس قرنیؓ اہل بیتؑ کے ساتھ کس طرح محبت کرتے تھے ۔ اصحاب امیرالمومنین اور بالخصوص سیدالشہداء علیہ السلام کے اصحاب کی وہ فداکاری اور اپنے امامؑ کے ساتھ وفاداری محبت اہل بیتؑ کا بہترین نمونے ہے ۔ ان عاشقین پاک طینت نے کن مصائب وشدائد کو برداشت کیا، مگر در اہل بیتؑ کو نہ چھوڑا اس طرح محبین اہل بیتؑ پر بنی امیہ اور بنی عباس کے مظالم کو دیکھ کر تاریخ شرما جاتی ہے کئی سوسال تک انہوں نے کوشش کی کہ ان موالیوں کو در اہل بیتؑ سے دور کیا جائے مگر تاریخ شاہد ہے کہ ان ماننے والوں نے اپنے گھر چھوڑ دیئے مگر اہل بیتؑ کے گھروں کو نہیں چھوڑا ۔وہ عاشقین سید الشہداء جو زیارت امامؑ کے لئے اپنی ہر چیز سے گزر جاتے تھے ۔اسی طرح اس دور کے اندر عاشقین امام زمانہؑ جو دنیا میں اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں اس وقت مساجد' مراکز اور امام بارگاہوں میں نمازیوں اور عزاداروں پر حملے اور مومنین کو ظلم و بربریت کے ساتھ قتل کیا جارہا ہے ۔کس مذہب کے اندر عبادت گاہوں پر حملے جائز ہیں ؟کس ملت کے ہاں بزرگان دین کو مارنا جائز ہے ؟ غیور قومیں اپنے قومی سرمایوں کا تحفظ کرتی ہیں تو پھر ڈاکٹروں کو کیوں قتل کیا گیا اس لئے کہ وہ صحت و زندگی کا سبب بنتے ہیں ۔علماء کو کیوں قتل کیا گیا اس لئے کہ وہ خدا ورسول اور دین و دیانت کی طرف لے کر جاتے ہیں اور راہ ہدایت کے سفیر ہیں ۔ وکلاء کو کیوں مارا گیا اس لئے کہ وہ عدل وانصاف کے لئے کام کرتے ہیں ۔ اکابرین ملت اور قوم کے شرفا کو کیوں تہ تیغ کیا گیا اس لئے کہ وہ قوم کو وحدت و یکجہتی

اور صلح و آشتی کی طرف لے کر جاتے ہیں عجب تصور مذہب ہے جو صحت دے
اسے مارا جائے جو خدا و رسول اور دین و دیانت سکھائے اسے قتل کیا جائے۔
جو عدل و انصاف کی فراہمی کا ذریعہ بنے اس کے بچوں کو یتیم کیا جائے جو صلح و
آشتی اور وحدت و یکجہتی کا پیغام دے اس کے خون کے ساتھ ہولی کھیلی جائے۔
یقیناً انسانی صفات سے دور دین دار نہیں ہوا کرتا ظلم و بربریت کرنے والا بے
دین ہوا کرتا ہے۔ دین کی ابتدا انسانی اصول پر قائم ہے۔ انسانیت آئے گی تو
دین آئے گا دین آئے گا تو انسانی کمالات بڑھیں گے افسوس کا مقام یہی ہے
کہ دین کے نام پر بے دینی پھیلائی جارہی ہے حقوق انسانی کے نام پر انسانی
حقوق کو پامال کیا جارہا ہے آزادی کے نام پر غلامی اور بربادی کی جارہی ہے
۔ عدالت کے نام پر ظلم کیا جارہا ہے مساوات کے نام پر بے انصافی کی جارہی
ہے۔ بھلا بے دینوں سے دین کہاں مل سکتا ہے حقوق انسانی (HUMAN
RIGHTS) کو پامال کرنے والوں سے حقوق انسانی کی کہاں توقع رکھی
جاسکتی ہے۔ غلامی کی زنجیریں پہنانے والوں سے آزادی کہاں مل سکتی ہے ظلم و
بربریت کرنے والوں سے عدل و عدالت اور مساوات کی کہاں امید باندہی جا
سکتی ہے۔؟اس وقت عالمی ضمیر انگشت بہ دندان ہے کیا مگر حق نہیں بنتا ہے کہ
بالمجموع ظلم و بربریت کی مذمت کی جائے گروہ بندیوں اور فرقہ پرستیوں سے
بلند ہوکر انسانیت کی بقا اور شرافت انسانی کے لئے کام کیا جائے۔ مذہب کے
جزوی اختلاف کو مٹا کر ایک پلیٹ فارم دیا جائے تبعید المذہب کے بجائے
تقریب المذاہب کا درس دیا جائے۔

بہر کیف اہل بیتؑ علیہم السلام کی قربانیوں کی مثالیں اور ان کے ماننے والوں کی فداکاری کے حالات و واقعات تربیت انسانی اور محبت اہل بیتؑ کے لئے بہت مفید ہیں۔ اس سے دل کو جہت ملتی ہے قلوب آپس میں قریب ہوتے ہیں۔ انسان کے اندر جذبہ قربانی پیدا ہوتا ہے قربانی کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ ہر واجب کے اندر قربانی ہوتی ہے۔ ہر حرام سے بچنے میں قربانی ہوتی ہے۔ غرض ہر حکم کی تعمیل میں قربانی پائی جاتی ہے اور ہر نہی سے اجتناب کے اندر قربانی پائی جاتی ہے اگر وقت کی قربانی نہ دے تو نماز ادا نہیں کرسکتا اگر نفس پر کنٹرول کی قربانی نہ دے تو روزہ نہیں رکھ سکتا اگر جانی و مالی قربانی نہ دے تو حج و زکواۃ و خمس ادا نہیں کرسکتا اگر زبان سے حقانیت کی قربانی نہ دے تو امر بالمعرف و نہی عن المنکر نہیں کرسکتا یہ ساری قربانیاں اہل بیتؑ کی محبت کے سائے میں پروان چڑھتی ہیں۔

تکمیل اور تبصرہ

محبت اہل بیتؑ ہماری زندگی کا سرمایۂ دینی ' مذہبی اور عقیدتی فریضہ ہے۔ حقوق کی ادائیگی اور آخرت کا خزانہ ہے۔ تاہم ایک چیز جس کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ محبت آگاہانہ' عاشقانہ' عارفانہ ہونی چاہیے محبت میں خلوص شرط اول ہے محبت میں آ کر غرور اور تکبر سے بالکل اجتناب کرتے۔ محبت میں افراط اور تفریط دونوں ہلاکت کا باعث ہیں۔ محبت میں تفریط بھی عقیدی کمزوری کے اوپر دلیل ہے اورافراط گمراہی کا سبب ہے انہیں اپنے جیسا سمجھنا بھی غلط ہے۔افراط اور تفریط کی لہروں میں بہنے والوں کے لئے دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ خدا انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ درحقیقت اہل بیت علیہم السلام ہم جیسے بھی نہیں اور خدا بھی نہیں بلکہ پروردگار عالم کی وہ مخلوق ہے جس جیسا کوئی نہیں وہ خدا نہیں بلکہ خدائی تجلیات کے ظہور ہیں وہ ہم جیسے نہیں بلکہ خدا اور اس کی مخلوقات کے درمیان واسطہ فیض ہیں۔ اللہ تعالی کی خیرات اور برکات کا ذریعہ ہیں وہ خیرات اور برکات کو بلاواسطہ (DIRECT) اللہ سے لیتے ہیں اور مخلوقات میں تقسیم کرتے ہیں خدا کی

صفات کی تجلی گاہ (MANFESTIATION) ہیں ان کے کمالات خدا کی عظمت کے عکاس ہیں اس لئے کہ جس مخلوق کی یہ عظمت ہے ان کے خالق کی کیا شان ہوگی؟ یہ بات حقیقت ہے اگر اہل بیتؑ اور معصومینؑ کے کمالات کے نمونے اور سیرت کے وہ نقوش ہمارے پاس نہ ہوتے تو ہمیں جمال اور کمال کے جلوؤں کی خبر نہ ہو پاتی تھی۔ چنانچہ اہل بیتؑ اور معصومین علیہم السلام خدا نہیں ہیں بلکہ خدا نما (ILLUMINATION OF GOD) ہیں۔

یہاں پر چند نکات بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اس مقدس محبت کے مثبت اور مفید آثار رونما ہوں اور ہر قسم کے انحرافات اور آفات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں۔

محبت عمل کا پیش خیمہ بنتی ہے

محبت ثبوت چاہتی ہے، چنانچہ عمل اس کا اظہار کرتا ہے اگر محبت عمل کا پیش خیمہ نہ بنے تو پھر سمجھا جائے کہ حقیقی محبت نہیں ہے۔ محبّ اپنے محبوب کے ہم گام اور اس کی سیرت و کردار اور رفتار کا مجسمہ ہوتا ہے۔ لہٰذا محبت اہل بیتؑ کو عملی شکل دینا اور جوانوں کے دلوں میں اس کے نقوش کو راسخ کرنا ہماری ذمہ داری ہے یہ بات مسلم ہے کہ محبت بغیر عمل کے غرور کا باعث بنتی ہے اگر محبّ اپنے محبوب کے ہم رنگ اور ہماہنگ نہ ہو تو وہ محبت ممکن ہے ذاتیات اور اغراض کا سرچشمہ ہو۔ مثلا ایک دفعہ اس لئے کہ وہ رزق اور روزی کا سبب بنتے ہے بیماریوں اور لاچاریوں سے بچاتے ہیں تو اس محبت کا اثر یہ ہے کہ جب تک رزق

روزی ملتا رہے گا اس وقت تک محبت کی آغوش بھری رہے گی مگر جوں ہی رزق و روزی میں تنگی آتی جائے گی محبت کی جھولی خالی نظر آئے گی اور وہ شکایتیں شروع کردے گا۔مگر ایک محبت یہ ہوتی ہے کہ اہل بیتؑ میری زندگی ہیں' میرا دین وایمان ہیں میری دنیا و آخرت کا خزانہ ہیں ۔ چنانچہ ایسی محبت چونکہ ذاتی مفادات سے بلند ہوتی ہے ۔لہٰذا اس کی نگاہ میں آسودگی' فرسودگی' خوشی، غمی' امیری فقیری' شاہی وگدائی کا مسئلہ نہیں ہوتا بلکہ محبوب کی رضا سب سے بڑی بات ہوتی ہے ۔ایسا محبّ زندگی کو فدائے محبوب کرتا ہے دین و ایمان کو اپنے محبوب کے قدموں کا نشان قرار دیتے ہوئے لقائے محبوب تلاش کرتا ہے۔ اس کا تمام ہم وغم یہی ہوتا ہے کہ میرا سلیقہ وطریقہ وہی ہونا چاہیے جو میرے محبوب کا ہے تاکہ وہ میری اداؤں سے خوش ہو میرے سلیقوں اور طریقوں سے راضی و خوشنود ہو محبوب کو ناراض کرنا محبّ کا کام نہیں ورنہ محبت کی صداقت پہ حرف آئے گا۔ بالفاظ دیگر محبت کے دعویٰ کے لئے دلیل چاہیے اور وہ رضائے محبوب ہے اور رضائے محبوب تبھی حاصل ہوتی ہے جب وہ محبوب کے ہم رنگ' ہم گام اور ہماہنگ قدم بڑھائے ۔اس لئے کہ محبّ اطاعت گزار ہوتا ہے ۔

حضرت امام صادق علیہ السلام کی محبت اہل بیتؑ کے حوالے سے جناب مفضل کو ارشاد فرماتے ہیں:

وفرقة احبّونا وحفظوا قولنا واطاعوا امرنا ولم
يخالفوا فعلنا فاولئك منّاوَنحن منه

(تحف العقول' ابن شعبہ حرانی' موسسہ نشر اسلامی ۵۱۴)

''ہمارے شیعوں کا ایک گروہ وہ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے
ہمارے اقوال کو حفظ کرتا ہے ہمارے احکام اور بتائے ہوئے
امور کی پیروی کرتا ہے ہماری سنت و سیرت کی مخالفت نہیں کرتا
یہی لوگ درحقیقت ہم سے ہیں اور ہم ان سے۔''

اسی طرح امام علیہ السلام محبت خدا کی حقیقت سے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ اصل محبت کیا ہے اور دعویٰ محبت کیسا ہونا چاہیے:

تَعصِی الالٰہ وانت تظھرُ حبّہ
ھذا محالٌ فی الفعال بدیعٌ
لوکَان حبک صَادِقًا لاطعتَہٗ
ان المحبَّ لمن یحب مطیعٌ

''خدا کی نافرمانی کے ذریعے محبت خدا کا اظہار کرنا چاہتے ہو جبکہ
یہ محال ہے اور دعویٰ بغیر دلیل کے دنیا میں ایک نئی چیز لگتی ہے
اگر آپ کی محبت خدا کے ساتھ صادقانہ ہوتی تو اپنے پروردگار
کے اطاعت گزار ہوتے، اس لئے ہر محبّ اپنے محبوب کا
فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوا کرتا ہے''

پس خدا کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ معصیت' نافرمانی اور گناہ سے دور رہا جائے سچی محبت بہر کیف اطاعت محبوب پر ہی تمام ہوتی ہے اسی طرح اہل بیتؑ کی محبت کا بھی تقاضا ہے کہ رضائے محبوب کو شعار قرار دیا جائے محبوب جن چیزوں کو پسند نہیں کرتا اس سے اجتناب کیا جائے اور جن امور کو پسند کرتا

ہے انہیں اپنایا جائے ورنہ محبت کی صداقت پر حرف آئے گا چنانچہ اس بات کو سمجھنا ضروری ہے ہے کہ ہمارے دین کا معیار محبت پر ہے البتہ ہر محبت نہیں بلکہ وہ محبت جس کی بنیادیں صدق و صداقت اور حق و حقانیت پر استوار ہوں جھوٹی محبت دنیا و آخرت میں وبال جان ہے نہ دنیا میں اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اور نہ ہی آخرت میں کچھ ملنے والا ہے۔ اسی طرح پہلے بھی جناب رسول خداؐ کی روایت کی جانب اشارہ کیا کہ محبت اہل بیتؑ سے اللہ پاک بیس نعمتیں عطا کرتا ہے دس دنیا میں نصیب کرتا ہے اور دس آخرت میں عنایت فرماتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام بھی محبت اہل بیتؑ کو عمل صالح پر موقوف فرماتے ہیں ارشاد ہو رہا ہے:

لاتدعواالعمل الصالح والاجتہاد فی العبادة اتّکالا علی حبّ آل محمد ولا تد عوا حبّ آل محمد والتسلم لامرھم اتّکالا علی العبادة فانه لایقبل احد ہمادون الآخر (بحارالانوار جلد ۷۵۔۳۴۷)

"محبت اہل بیتؑ کے سہارے کہیں عمل صالح اور عبادت میں کوشش کو چھوڑ نہ دینا اور نہ ہی عبادت کے بل بوتے پر محبت اہل بیتؑ کو ترک کرنا، اس لئے کہ عبادت و بندگی محبت اہل بیتؑ کے بغیر قبول نہیں اور محبت اہل بیتؑ عمل صالح و بندگی کے بغیر قابل قبول نہیں۔"

امام علیہ السّلام نے دونوں قسم کی انتہا پسندی کی نفی فرمائی ہے یعنی اگر

کوئی یہ کہتا ہے کہ ہم اہل بیتؑ کو ماننے والے ہیں ہمیں دین و تدین عمل صالح اور عبادت و مناجات کی کوئی ضرورت نہیں تو یہ بھی غلط ہے اور اگر کوئی یہ کہتا ہے عبادات مناجات ہی سب کچھ ہے اور ہمیں محبت اہل بیتؑ کی کوئی ضرورت نہیں یہ بھی غلط طرز فکر ہے اس لئے کہ محبت اہل بیتؑ کے بغیر عمل صالح 'عبادات و بندگی اور مناجات کی قبولیت نہیں ہوتی اور نہ ہی عمل صالح کے بغیر محبت اہل محبت کی تکمیل ہوتی ہے ۔دونوں ایک دوسرے کے مکمل ہیں ۔پس جوہر دین (ESSECE LF RELIGION) یہ ہے کہ عمل صالح کو محبت اہل بیتؑ کے سائے میں تولہ جائے اور محبت اہل بیتؑ کو عمل صالح کے ذریعے ثابت کیا جائے ۔محبت اہل بیت کے بغیر عمل صالح بھی ناقص محبت ہے اور عمل صالح کے بغیر محبت اہل بیتؑ ایسا دعویٰ ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے ۔عمل صالح کی دلیل محبت اہل بیتؑ ہے اور محبت اہل بیتؑ کی دلیل عمل صالح ہے ۔ لہٰذا دونوں کو سرمایہ زندگی قرار دینا ہی دنیا و آخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے دونوں کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی ۔یہ بات بہر کیف خیال خاطر میں رہنی چاہیے کہ اہل بیتؑ سے محبت دراصل نیکیوں' شرافتوں' کرامتوں اور انسانی کمالات سے محبت اور یہی صادقانہ محبت کی دلیل ہے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام مناجات محبین میں بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔

یاغایة آمال المحبین اسئلك حبك وحبّ من
یحبك وحبّ کل عمل یوصلنی الی قربك

(مفاتیح الجنان' مناجات محبین)

"اے میرے محبوں کے ارمانوں کی منتہیٰ! میں تجھ سے تیری
محبت اور تیرے ساتھ محبت رکھنے والوں کی محبت کا سوال کرتا
ہوں اور ہر وہ عمل جو تیرے تقرب و خوشنودی کا ذریعہ بنتا ہو
میں اس سے محبت کی التجا کرتا ہوں۔"

مولیٰ امام سجاد علیہ السلام نے یہاں معیار محبت اور محبت خدا کے وسیلوں کو وضاحت کرتے ہوئے اس نکتہ کی جانب نشاندہی فرمائی کہ حقیقی محبؔ کو ہر اس وسیلہ کے ساتھ محبت ہوتی ہے جو لقائے محبوب کا ذریعہ پاتا ہے۔محبت خدا معیار زندگی عبادت ہو محبؔ خدا اس سے بھی محبت کرتا ہے چونکہ وہ تقرب خدا کا ذریعہ بنتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

من احبّنا فليعمل بعملنا وليتجلبب الورع

(تنبیہ الخواطر جلد۲۔۱۷۶)

"جو ہم سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ ہماری طرح عمل
بھی کرے اور تقویٰ کو اپنی زندگی کا پیشہ قرار دے۔"

یہ بات بالکل حق سچ ہے کہ محبت عملی ثبوت کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی شیعہ کہتے ہیں اس محبت کے ساتھ میں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا پیروکار اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا۔اسی وجہ سے روایت میں ہے جناب رسول خدا فرماتے ہیں:

ان شيعتنا من شيعنا وتبعنا فی اعمالنا

(میزان الحکمۃ جلد۵۔۲۳۲)

"بے شک ہمارا شیعہ وہی ہے جو ہمارے نقش قدم پر چلتا ہے
اور ہمارے اعمال کی پیروی کرتا ہے۔"

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے بھی مروی ہے آپ فرماتے ہیں:۔

فلیعمل کُلُّ امرءٍ منکم مایقربُ بہ من حبتنا
ولیتجنّب مایدنیہ من کراھتنا و سخطنا

(احتجاج طبرسی' جلد۲' دارالاسوہ تہران ۲۳۲)

"آپ میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ ایسا عمل کرے جو اسے
ہماری محبت کے قریب کرے اور اس عمل سے اجتناب کرے
جو ہماری ناراضگی اور ناخوشی کا باعث بنتا ہے۔"

پس امام علیہ السلام نے فقط عمل خوشنودی اور ناخوشی کا ذریعہ قرار دیا ہے اس لئے محبت کا تعلق اگرچہ دل کے ساتھ ہے مگر محبت کا اظہار کبھی زبان کے ساتھ ہوتا ہے کبھی ارکان اور کبھی اعضا و جوارح کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا امام علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو تاکید فرمائی کہ نیک و شائستہ اعمال سے ہمارے قریب آنا' برے عمل تمہیں ہم سے دور کرتے ہیں۔ ہماری ناراضگی کا باعث بنتے ہیں چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

معاشرالشیعۃ اکونوا لنا زینًا ولاتکونواعلینا شینًا

(بحارالانوار جلد ۶۵۔۱۵۱)

"ہمارے شیعو! ہمارے لئے زینت کا باعث ہو

ہمارے لئے عار وعیب کا باعث نہ ہو"

بنابرایں محبت اور عمل کا رشتہ چولی دامن کا ہے۔ اگر محبت میں صداقت ہے تو عمل اس کا ثبوت پیش کرے گا۔ پس محبت اہل بیت علیہم السلام اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ علم وتقویٰ اختیار کریں اور معرفت وعمل کے میدان میں آگے بڑھیں تا کہ اللہ تعالیٰ اور معصومینؑ خوش ہوں تقرب اور خوشنودی معصومین ہی دراصل زندگی کا معیار اور ماحصل ہے۔

محبت میں افراط اور تفریط سے اجتناب کیا جائے

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ محبت میں تفریط اعتقادی کمزوری اور دینی و اخلاقی جذبوں سے فقدان کی دلیل ہے اور افراط محبت ہی عقیدتی فساد کا باعث ہے۔ یہ دونوں راہ محبت کی آفتیں ہیں۔ نصیری فرقہ، شیخیت اور وہابیت وغیرہ کے روگ افراط وتفریط کا نتیجہ ہیں معصومینؑ اور اہل بیت علیہم السلام کی شان کو گرانے کی سازش میں بنو امیہ اور بنی عباس کے حیلوں کی پیداوار ہے انہوں نے بغض اور کینہ کی وجہ سے اہل بیتؑ کی عظمت کو گرانے و گھٹانے کی کوشش کی مگر آل رسولؐ اور اہل بیتؑ کی شان لوگوں کے گھٹانے اور بڑھانے کی محتاج نہیں بلکہ اہل بیتؑ کی عظمت اور جلالت خدا کی طرف سے تعین کردہ ہے نبی کریم کی تعلیمات کا حصہ ہے۔ علیؑ اور عترت طاہرہ جمال رسالت کے آفتاب ہیں مگر آفتاب کی ضوفشانی پر معاویہ جیسے چہرہ

بجھا سکتے ہیں یا اس کی روشنی کو کم کر سکتے ہیں ہرگز نہیں عترت طیبہ خوشبو رسالت ہے مگر مشک و عنبر کو پردوں میں چھپانے سے خوشبو کو روکا جاسکتا ہے ہرگز نہیں اس لئے مشک و عنبر پردوں کی تہوں سے چھن چھن کر اپنی خوشبو کا پتہ دیتی ہے اہل بیتؑ کے فضائل و مناقب اور ان کی عظمت و جلالت خدا کی طرف سے ہے یا خدا کے حبیبؐ کی طرف سے ہے جب تک خدا کی پیغام رہے گا اس وقت تک اہل بیتؑ کا نام رہے گا۔ لہٰذا یہ بات خیال خاطر میں رہے کہ اگر کوئی اہل بیتؑ کی شان میں تفریط کررہا ہے تو اپنا نقصان کررہا ہے اور ہر عاقل اپنے آپ کو نقصان پہچانا پسند نہیں کرتا اور اگر محبت میں افراط برت رہا ہے تب بھی راہ محبت کا حقیقی سالک نہیں ہے۔ حتیٰ ایسے راہی بذات خود آئمہ علیہم السلام کے دور میں بھی پائے جاتے تھے اور معصومینؑ نے ان افراطی اور غلو کرنے والے افراد کی سختی سے مذمت کی ہے۔ آئمہ علیہم سلام کے دور میں کئی تھے جو انہیں خدا مانتے تھے چنانچہ معصومینؑ نے ایسے بدعقیدہ افراد سے اپنی بیزاری کا اعلان فرمایا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

احذرواعلی شبابکم الغلاۃَ یفسدو نہم 'فانّ الغلاۃَ شرٌّ خلق اللّٰہ ' یصغّرون عظمتہ اللّٰہ ویدعون الربوبیّۃاللّٰہ

(امالی طوسی موسسہ البعثہ قم ۶۵۰)

"اپنے جوانوں کو غالیوں کے عقیدتی فساد سے بچاؤ غالی خداوند کی بدترین مخلوق ہیں غالی خدا کو گھٹاتے ہیں اور خدا کے بندوں میں ربوبیت (LORDSHIP) اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں"

آئمہ معصومین کو خدا ماننا افراط اور غلو ہے۔ ایسے شخص کو آئمہ علیہم السلام پسند نہیں کرتے۔ محبت اگر غلو میں بدل جائے تو ہلاکت ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

هَلَكَ فِيَّ رجلان محبٌّ غالٍ ومبغض قالٍ

(نہج البلاغہ حکمت ۱۱۷)

"میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوئے ایک غالی گروہ اور دوسرا بغض اور کینہ رکھنے ولا گروہ"

تاریخ اسلام میں کئی لوگ افراط محبت اور غلو کی بھینٹ چڑھے ہیں اور ایسے گروہ ہمیشہ حق سے دوری کا سبب بنے ہیں۔ ان لوگوں نے آئمہ علیہم السلام کے دور میں ان کے لئے مسائل کھڑے کئے ہیں اور اس دور میں مکتب تشیع کے حقیقی نقوش کو تاراج کرنے کوشش میں مصروف ہیں۔ اس وقت سامراج کی پالیسیوں میں سے ہے کہ مکتب تشیع کے اصلی خدوخال سے ملتوں کو دور رکھا جائے تاکہ حقایق سامنے نہ آئیں۔ غلوکرنے والوں کو بھی مہروں کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، البتہ ان کے مقابلے میں اس چیز کا بھی خیال رکھا جائے کہ کہیں غلو کے چکر میں فضائل اہل بیتؑ کو بھول نہ جائیں۔ بلکہ فضائل اہل بیتؑ کو مجالس و محافل کی زینت قرار دیں۔ بس ایک ظریف نکتے کی جانب فقط توجہ دیں کہ انہیں خدا نہ بنائیں بلکہ خدائی صفات کا ظہور اور جلوؤں کا مظہر قرار دیں اہل بیتؑ خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ ہیں۔ خدا اور مخلوقات کے درمیان واسطہ فیض ہیں۔ خدا کی مخلوق ہیں ان جیسا کوئی نہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

محبت اہل بیتؑ کی نشانیاں

محبت اہل بیتؑ کی پہچان اور نشانیوں کو جاننا اس لئے ضروری ہے تاکہ ہم محبت کی صداقت اور حقانیت کو اپنے بارے میں جان سکیں اور اس کے بعد دوسروں کو پہچاننے میں آسانی ہو، حقیقی محبت اہل بیتؑ کی کئی علامات (SIGNS) ہیں جن میں اختصار کے پیش نظر چند پیش خدمت ہیں۔

محبت عمل وتقویٰ کا پیش خیمہ بنتی ہے

اس سلسلے میں تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے تمہیم اور تبصرہ نمبر ا ملاحظہ فرمایئے۔

اہل بیتؑ کے حبداروں کے ساتھ محبت

محبت اہل بیتؑ کے شیفتگان کو چاہیے کہ وہ ان کے حبداروں کے ساتھ محبت رکھیں۔ محبت کے آفاق طولی اور افقی (HORIZONTAL) محبت بھی پیدا کرتے ہیں ۔ دوست کا دوست دوست ہوا کرتا ہے اور اس سے دشمنی رکھنے والا دشمن ہوتا ہے ۔ اہل بیتؑ کے حبداروں کے ساتھ محبت افقی اور

طولی محبت ہے۔ محبت خدا معیار زندگی ہے۔ محبت خدا محبت رسول ؐ کا باعث بنتی ہے۔ محبت رسولؐ محبت اہل بیتؑ کا ذریعہ بنتی ہے اور محبت اہل بیتؑ ان کے حبداروں کے ساتھ محبت کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ اگر محبت خدا ہے تو محبت رسولؐ بھی ہوگی محبت رسول ؐ ہے تو پھر محبت اہل بیتؑ بھی رگ و ریشے میں پیدا ہوگی اور محبت اہل بیتؑ ہے تو پھر محبین اہل بیتؑ کے ساتھ بھی محبت ہوگی اس لئے کہ عقل و منطق اسی کا حکم دیتی ہے چنانچہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

من احبّ اللّٰہ احبّ النبی٬ احب النبی احبّنا ومن احبّنااحبّ شیعتنا

(اہل البیت فی الکتاب والسنۃ تالیف محمدی ری شہری٬ دارالحدیث قم ۴۲۱)

''جو شخص خدا سے محبت رکھتا ہے وہ نبی کریم ؐ سے محبت رکھے گا اور جو آنحضرت ؐ سے محبت رکھتا ہے وہ اہم اہل بیتؑ سے محبت رکھے گا اور جو شخص ہم سے محبت رکھتا ہے وہ ہمارے شیعوں کے ساتھ محبت رکھے گا۔''

پس تولّی کا تقاضا یہ ہے کہ اہل بیتؑ کے ماننے والوں کے ساتھ حسن سلوک٬ مداوا اور محبت کی جائے ورنہ محبت اہل بیتؑ میں خلل اور خدشہ آجائے گا۔

نیز حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

من سرّہ ان یعلم امحب لنا ہغض فلیمتحن قلبہ فان کان یحب ولیّالنا فلیس بمبغض لنا کان یبغض

ولیّنافلیس بمحب لنا......"

"اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ میں محبّ اہل بیتؑ ہوں یا نہیں تو اپنے دل ہی دل میں امتحان کرے اگر حب داروں کے ساتھ محبت کرتا ہے تو جان لے کہ وہ ہمارا محبّ ہے اور اگر ہمارے حب داروں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے تو یقین کرلے کہ وہ ہمارا محبّ نہیں ہے۔"

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

من تولّی محبنافقد احبنّا

(بحارالانوار جلد ۱۰۰۔۱۲۴)

"جو شخص ہمارے موالیوں کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ساتھ محبت کررہا ہے۔"

پس محبت اہل بیتؑ کی دوسری پہچان یہ ہے کہ اہل بیتؑ کے موالیوں کے ساتھ تولّی رکھے۔

اہل بیتؑ کے دشمنوں کے ساتھ بیزاری

محبت اہل بیت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اہل بیتؑ کے دشمنوں سے اعلان برأت اور بیزاری کرے۔ یہ تولّی کا نقطہ مقابل ہے۔ اہل بیتؑ کے محبین کے ساتھ محبت ہمدردی تولّی کی منزل ہے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری تبرّیٰ کی منزل ہے تولّی ہو اور تبرّیٰ نہ ہو تب بھی محبت صادق نہیں آتی اور تبرّیٰ ہو اور تولّی نہ ہو تب بھی محبت سچی نہیں ہے۔ محبت اہل بیت رکھنے والا تولّی

اور تبرّیٰ دونوں کو دین کی شاخیں قرار دیتا ہے جس طرح تولیٰ کے لئے ظاہر و باطن کی ہماہنگی ضروری ہے کہ وہ اپنے دل سے پوچھے کہ واقعاً اہل بیتؑ کے حبداروں کے ساتھ محبت کر رہا ہے یا نہیں؟ اسی طرح تبرّیٰ کی بھی منزل ہے اگر کوئی ظاہر میں تبرّیٰ کر رہا ہے اور عملی اعتبار سے وہ اہل بیتؑ کے دشمنوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر رہا ہے یا ان کے احکام کو پس پشت ڈال رہا ہے یا ان کے ماننے والوں کے خلاف سازشوں میں لگا ہوا ہے یا دشمنان اہل بیتؑ کی پالیسیوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہا ہے یا اہل بیت کی شریعت کو اپنی طبیعت کے مطابق ڈھال رہا ہے چونکہ وہ یہ تبرّیٰ ظاہری کر رہا ہے اور عملی تبری نہیں کر رہا ہے تو وہ اس کا ظاہر تبرّیٰ بھی سب سے پہلے اس کے اپنے اوپر ہوتا ہے اس لئے کہ قرآن آواز دے رہا ہے:

لما تقولون مالا تفعلون

"وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔"

محبت اہل بیتؑ رکھنے والا ظاہرا اور باطنا ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتا ہے اس لئے کہ عروہ وثقیٰ تک پہنچنے کا راز طاغوت کے انکار میں ہے ارشاد ہو رہا ہے۔

فمن يكفر بالطاغوت ويومن بالله فاستمسك بالعروة الوثقىٰ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۶)

"پس جو شخص طاغوت کا انکار کرتا ہے اور اپنے پروردگار پر ایمان لاتا ہے اس کا رشتہ عروہ وثقیٰ (اللہ کی مضبوط رسی) کے

ساتھ جڑ گیا ہے۔"

امام محمد باقر علیہ السلام آیت کریمہ

"ماجعل اللّٰہ لرجل من قلبین فی جوفہ"

(سورہ احزاب آیت ۴)

"اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں دیئے ہیں"

کے ذیل میں فرماتے ہیں:

لایجتمع حبّنا وحبّ عدوّنافی جوف انسان......'

(اہل البیت فی الکتاب والسنہ۴۶۳)

"چنانچہ خداوند عالم نے ایک انسان کے سینے میں دو دل قرار نہیں دیئے ہیں کہ ایک سے محبت کرے تو دوسرے سے دشمنی کرے۔"

مذکورہ آیت کریمہ اور متذکرہ فرمان معصوم نے دنیا کی تمام تر مکاریوں سے پردہ اٹھایا ہے اس لئے کہ دو دل تو نہیں ہیں کہ ایک شریعت پر عمل کرے اور ایک دل سے طبیعت کو راضی رکھے ایک دل سے مذہب کو اپنائے تو دوسرے دل سے دنیا داری کا کاروبار چلائے ایک سے خدا کو خوش رکھے تو دوسرے سے بندوں کو راضی کرتا رہے۔قرآن کریم اور معصومین ؑ نے واضح طور پر فرمایا کہ یہ دو متضاد خصوصیات ایک انسان کے اندر نہیں پائی جاتیں چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کرنے لگا۔

میں آپ سے بھی محبت کرتا ہوں اور معاویہ کو بھی دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا! تو کانا ہے یا بالکل اندھا ہو جا یا مکمل طریقے سے بینائی اختیار کر لے، یعنی پورے طریقے سے میرے ساتھ محبت کر اس لئے کہ میری محبت جزو ایمان ہے۔

پس محبت اہل بیتؑ کا دعویٰ کرنے کے بعد احکام اہل بیتؑ کے منکرین اور منحرفین یا حق اہل بیتؑ کو کھا جانے والے یا فرامین اہل بیتؑ کو اپنی مرضی پر ڈھالنے والے کانے پن کا شکار ہیں۔ انہیں چاہیے راہ اہل بیتؑ کو زندگی کا سرمایہ قرار دیں۔ اپنی طبیعت کے بجائے شریعت اہل بیتؑ کو اپنائیں' احکام اہل بیتؑ پر عمل پیرا ہوں تا کہ بینائی آئے اور بصیرت نصیب ہو اس طرح ایک حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک شخص کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جب اس نے کہا فلاں شخص آپ کی ولایت کا دم بھرتا ہے مگر آپ کے دشمن کی برات و بیزاری پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

هیهات کذب من ادعی محبتنا ولم یتبرّء من عدوّنا (اہل بیتؑ فی الکتاب والسنۃ ۳۲۳)

''جو شخص ہماری محبت اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ ہمارے دشمنوں سے بیزاری نہیں رکھتا وہ جھوٹ بولتا ہے''

پس اہل بیت کے شیدگان معصومینؑ کے حبداروں کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتے ہیں۔ تولّی اور تبرّی

ان کی زندگی کا شعار ہوتا ہے چنانچہ جس طرح تولّی کے لئے ظاہری و باطنی حدود یں ہیں اسی طرح تبرّیٰ کے لئے بھی ظاہرو باطن کی ہماہنگی ضروری ہے۔ محبت اہل بیتؑ کی نشانیوں میں سے ہیں وہ حقیقی تولّی اور تبرّیٰ کی منزل پر ہوتا ہے۔

مصائب اور شدائد کے لئے کمر بستہ رہیے

محبین اہل بیتؑ کو چاہیے کہ وہ راہ محبت میں مصائب و شدائد' رنج وغم اور سختیوں کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں ۔بہرکیف یہ دنیا کی طبیعت(NATURE)ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لئے سختی اور رنج و بلا سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ مفت میں کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی جب کہ روایت میں ہے۔

لکل شیء افة وللعلم آفات

"ہر منزل تک پہنچنے کے لئے ایک آفت و مصیبت سے گزرنا پڑتا ہے مگر علم (دین) کے حصول کے لئے کئی آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

تاہم یہ بات مسلم ہے کہ جتنا عظیم مقصد اور جتنی مقدس منزل ہو گی اتنی ہی سختی کی شدت اور مصیبت کا سامنا ہو گا۔ محبت اور ولایت اہل بیتؑ وہ گوہر اور جوہر ہے جسے کسی چیز کے ساتھ مقایسہ نہیں کیا جاسکتا ۔ لہٰذا ولایت اہل بیتؑ کے حصول کے لئے کافی مصائب و شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔چنانچہ وہ ان کے تحمل کے لئے تیار ہو جائے ۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام

فرماتے ہیں۔

من احبّنا اہل البیت فلیستعد عدۃ للبلاء

(اہل بیتؑ فی الکتاب والسنۃ ۴۲۳)

"جو شخص ہم اہل بیتؑ سے محبت رکھتا ہے اسے رنج و الم اور بلا و مصیبت کے لئے کمر بستہ ہونا چاہیے۔"

راہ عشق اور راہ محبت ایک کٹھن اور پرخار وادی ہے۔ البتہ سچا عاشق ان خطرات اور راستے کے کانٹوں سے گھبرایا نہیں کرتا بلکہ وصول اور حصول محبت میں ان کانٹوں کو پھولوں کی سیج سمجھ کے طے کرتا ہے۔ اس کے لئے راستے کی مشکلات اور خطرات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی بلکہ لقائے محبوب کو اپنی ساری منزل سمجھتا ہے۔ وہ راستے کے ہر قسم کے خطرات کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نہ فقط سامنا کرتا ہے بلکہ ان کا استقبال کرتا ہے۔ اس لئے کہ دنیا کیا جانے راہ محبت کے سالک (WAYFARER) مشکلات میں کتنی شیرینی محسوس کرتے ہیں۔ اس لذت کا فہم وادرک وہی کرسکتا ہے جس نے اس راستے کو طے کیا ہے۔ درحقیقت یہ لفظوں کی بات نہیں بلکہ عاشق و معشوق اور محبؔ و محبوب کا راز ہے۔ جسے الفاظ کے قالب میں ڈھالا نہیں جا سکتا۔ لذت آشنائی چاہیے تو حکمت علوی سے پوچھیے 'سلمانؓ و ابوذرؓ سے دریافت کیجئے' میثمؓ و مقدادؓ کمیلؓ و حجر ابن عدیؓ سے پوچھیے یا شہدائے حسینی سے پوچھیے کہ سارے راہ محبت کے سالک ہیں۔

آخر میں پروردگارعالم سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس مختصر سی کوشش کو

اپنی بارگاہ میں بصدقہ محمدؐ و آل محمدؐ قبول فرمائے۔

خداوند عالم اس کائنات کے مرکز، قطب عالم اور نور آل محمدؐ یعنی امام العصر والزمان کا واسطہ! ہمارے دلوں کو محبت اہل بیتؑ علیہم السلام سے سرشار فرما!

پروردگار! ہماری نئی نسل، ہماری اولاد اور ہمارے جوانوں کو ولائے اہل بیتؑ نصیب فرما!

خدایا! دشمنان دین و ملت نے مسلمانوں اور مظلوم انسانوں بالخصوص آج کل عراق کی ستمدیدہ عوام کو مظالم کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ پروردگار بحق محمدؐ و آل محمدؐ ان تمام مظلوموں کو ظالمین کے شر سے محفوظ فرما اور ظالموں کے شرور کو ظالموں کی طرف لوٹا!

خدایا! بحق محمدؐ و آل محمدؐ تمام مومنین و مومنات کو آفات ارضی و سماوی سے محفوظ فرما!

پروردگار! ہمارے نفوس اور ہماری عقول کو قرآن و اہل بیتؑ کی معرفت سے نورانی فرما!

خدایا! قیامت کے دن ہمیں اہل بیتؑ کے ساتھ محشور اور ان کی شفاعت ہمارے نصیب فرما!

خدایا! بحق محمد و آل محمدؐ ہمارے مولیٰ اور آقا حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور پرنور خدا میں تعجیل فرما! ہمیں اپنے مولیٰ کے جمال مقدس کی زیارت سے شرف یاب فرما!

پروردگار! بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہماری ان سب دعاؤں کو اپنے ولی برحق نور آل محمدؐ حضرت امام مہدیؑ کے وسیلہ سے قبول فرما!

اللھم صل علی محمد وآل محمدوعجلّ فرجھم

"اے معبود! محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اورظہور امامؑ میں تعجیل فرما!

الحمداللّہِ اوّلا و آخراً وصلی اللّه علی رسوله واهل بیته المعصومین و بقیته اللّه فی العالمین صلاةً دائمتّه والعن اعدائهم من الاولین والآخرین۔

(۲۸ربیع الاول ۱۴۲۵ھ)

ادارہ منہاج الصالحین کی کتب پر ایک نظر

سوگنامہ آل محمدؑ

سوگنامہ آل محمدؑ علامہ محمد محمدی اشتہاردی کی تالیف مستطاب ہے جس کا اردو ترجمہ علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم نے فرمایا ہے۔ تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل اس کتاب میں چہاردہ معصومینؑ کے فضائل ومصائب کو نہایت جامعیت سے بیان کیا گیا ہے۔ بالخصوص مصائب محمدؐ وآل محمدؑ پر دور حاضر کے خطباؑ اور ذاکرین کے لئے یہ ایک نہایت مفید اور مستند پیش کش ہے۔ دو سال کے قلیل عرصے میں اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہونے کو ہے۔ ہدیہ 225 روپے۔

سردار کربلا

یہ کتاب مستطاب محقق عالی قدر حجۃ الاسلام والمسلمین عباس اسماعیلی یزدی کا تاریخ کربلا کے موضوع پر بہترین سرمایہ تحقیق ہے۔ سحاب رحمت کے نام سے جسے پروفیسر مظہر عباس صاحب نے خوبصورت سلیس اور رواں دواں اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ کتب مقاتل میں تحقیق عمیق اور اسلوب بیان کے حوالے سے یہ کتاب بلند ترین مقام کی حامل ہے، جس کی تالیف میں سینکڑوں قدیم کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ منفرد، تجزیاتی، تاریخ، حوالہ جاتی کتب تاریخ میں خصوصی امتیاز کی حامل ہے۔ مصائب کی دنیا میں اس کتاب کی آمد سے ہر ذی شعور اور باضمیر قاری کے ذہن میں جہان درد آباد ہونے کو ہے۔ ہدیہ: 300 روپے

فلسفہ غیبت مہدیؑ

شیخ صدوق علیہ الرحمہ مذہب تشیع کے نہایت بلند پایہ علمائے اعلام میں سے ہیں جنہوں نے شیعیت کو حیات نو بخشی۔ شیخ موصوف امام زمانہؑ کی دعا سے پیدا ہوئے اور انہی کے حکم سے کمال الدین و تمام النعمہ نامی کتاب عربی میں تالیف کی۔ غیبت کے موضوع پر یہ معتبر ترین کتاب ہے۔ اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر دانشمند گرامی پروفیسر مظہر عباس صاحب نے نہایت تدقیق سے تصحیح و تنقیح کے بعد اس کا انتخاب و اختصار اردو زبان میں پیش کیا ہے۔ یہ انتخاب واختصار اپنی مثال آپ ہے، جو عربی کتاب کی دونوں جلدوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ منتظرین امام کے لئے یہ بیش بہا تحفہ، نہایت پرکشش اور جاذب نظر وقلب انداز میں منصہ شہود پر آیا ہے۔ یقیناً یہ بھی امام زمانہؑ ہی کا اعجاز ہے کہ غیبت امام کے فلسفہ کو اس قدر سلیس، رواں دواں اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ہدیہ: 135 روپے

جنت

کتاب لاجواب "جنت" آیت اللہ دستغیب شہید کی طرف سے کی گئی "سورہ واقعہ" کی تفسیر ہے۔ تفسیر قرآن کی اگرچہ بے شمار کتابیں میسر ہیں لیکن آیت اللہ موصوف کی تفسیر کا ہر نسخہ معلومات کا سمندر اور تحقیقات کا خزانہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ان شاء اللہ جنت کے مناظر کو اپنے سامنے مصور پائیں گے...... انذار و تبشیر لازم و ملزوم ہیں، لہذا مومنوں کے مقام جنت کے ساتھ ساتھ اس تفسیر میں آیات قرآنی کے مطابق آیت اللہ موصوف نے دوزخ کی ہولناکیوں کا بھی منظر کشی (فرمودات معصومینؑ کی روشنی میں) کی ہے۔

مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم کے قلم سے اس کا خوبصورت اردو ترجمہ انتہائی قابل رشک ہے۔ خوبصورت ٹائٹل، نفیس کاغذ، اعلیٰ طباعت کا نمونہ ہے۔ ہدیہ: 150 روپے

نصائح

"نصائح" آیت اللہ دستغیب شہید کی طرف سے سورہ القمر کی تفسیر کا بیش بہا ارمغان ہے۔ اس سورہ کی تفسیر میں آقائے دستغیب اعلی اللہ مقامہٗ نے اپنے اسلوبِ خاص کے مطابق نہ صرف معلومات دینیہ کے انبار لگائے ہیں، بلکہ بے شمار نصائح ایزدی کو بھی منظر عام پر لائے ہیں۔

مولانا ریاض حسین جعفری صاحب فاضل قم نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے اردو کے دامن کو قرآن فہمی کے خصوصی شاہکار سے ہمکنار کیا ہے۔ نصائح ایک ایسی کتاب ہے جس کو ایک دفعہ پڑھنے کے بعد بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ خوبصورت طباعت سے بہترین کتاب کا ہدیہ: 135 روپے۔

بحرالمصائب

اردو میں مصائب کا زیادہ تر ذخیرہ عربی فارسی کتب سے نقل ہوا ہے۔ علامہ...... واسطی دہلوی نے بحرالمصائب کو اردو میں رقم فرمایا۔ یہ کتاب تقریباً سو سال پہلے منصۂ شہود پر آئی۔ دور حاضر میں اس کی ادق زبان اور مقفیٰ و مسجع انداز بیان کو سلیس اسلوب میں ڈھالنے کی ضرورت تھی۔ مولانا ریاض حسین جعفری صاحب فاضل قم نے اس کتاب کو دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید شکل و صورت سے نواز کر شائع کیا۔

بحرالمصائب واقعی مصائب کا سمندر ہے۔ واقعات کربلا اور شہادت ہائے شہداء کو نہایت پرسوز انداز سے قلمبند کیا گیا۔ ہدیہ: 165 روپے

آفتاب ولایت

کتاب ولایت فارسی کتاب "امام علیؑ ..... خورشید بے غروب، کا اردو ترجمہ ہے۔ جس کے مصنف محمد ابراہیم سراج ہیں جب کہ اس کا اردو ترجمہ انجینئر سید علی شیر نقوی صاحب کے قلم سے زیب قرطاس ہوا ہے۔

انجینئر صاحب نہ صرف دنیاوی و سائنسی علوم کے ماہر ہیں بلکہ دینی علوم میں بھی گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ موصوف نے اپنی ترجمہ نگاری کی ابتداء ہی ایک "غیر متنازعہ" علمی کتاب سے کی ہے جس میں حضرت علیؑ کے بارے میں مختلف مکاتب فکر اور طبقات انسانی کی آراء کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ آپ کو جو مولائے کائنات کے بارے میں علمی و تحقیقی مواد کا ایک ذخیرہ مہیا کردے گا۔ امیر المومنین کی سیرت مبارکہ پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔ ہدیہ: 150 روپے

آرزوئے جبرئیلؑ

آرزوئے جبرئیلؑ درحقیقت ایک صحیفۂ علم و عمل ہے ایسی کتابوں کی دورِ حاضر میں اشد ضرورت ہے جن کو پڑھ کر اعمال صالح کو انجام دینے کی ترغیب پیدا ہو۔ اس میں حضرت جبرئیلؑ جیسے روح القدس اور امین فرشتے کی ایسی سات آرزوئیں بیان کی گئی ہیں جن میں وہ حضرت انسان سے رشک کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔

آرزوئے جبرائیل مرزا باقر الحسینی کی تالیف لطیف ہے جب کہ اس کے مترجم انجینئر سید علی شیر نقوی ہیں۔ اس کتاب کی تقریظ پروفیسر چودھری مظہر عباس نے تحریر کی ہے جو پوری کتاب کا نچوڑ اور جذبۂ عمل سے سرشار کرنے کا خوبصورت چارٹر ہے۔ نقوی صاحب کی یہ دوسری پیش کش ان کی علمی و ادبی میدان میں دقت و زحمت پسندی کا قابل فخر نمونہ ہے۔ ہدیہ: 135 روپے

تفسیر سورۂ فاتحہ

سورۂ فاتحہ حمد و ثنائے خداوندی کا کماحقہ آئینہ دار سورہ ہے۔ قرآن مجید کا یہ افتتاحی سورہ سبع مثانی بھی کہلاتا ہے اور اسے سورہ حمد بھی کہا جاتا ہے۔

اسی سورہ مبارکہ میں علوم کے وہ خزائن موجود ہیں جن کا درک کرنے کے لئے صدیاں درکار ہیں۔

اسی کتاب تفسیر کے مفسر و رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ آقائے خمینی رضوان اللہ علیہ ہیں جب کہ اردو ترجمہ علامہ حسن رضا غدیری صاحب نے کیا ہے جو ان کی دیگر تحریروں کی طرح ایک منفرد اسلوب تحریر کا حامل ہے۔ آقائے خمینی جیسے عظیم مفسر اور آقائے غدیری جیسے مایہ ناز مترجم کا یہ شاہکار الوہی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں ادارہ منہاج الصالحین کا شائع کردہ لائق ناز فن پارہ ہے۔ ہدیہ: 100 روپے

نسیم المجالس

جلد اول، دوم

علامہ نسیم عباس رضوی دور حاضر کے بہترین خطیب ہیں جو پوری دنیا میں فضائل و مصائب آل محمدؐ کو منفرد انداز میں بیان فرماتے ہیں خصوصی مقام رکھتے ہیں۔

ایسے مایہ ناز خطیب اور ہردلعزیز عالم کی مجالس کو شائع نہ کرنا بادنسیم کو چلنے سے روکنے کے مترادف تھا۔ لہٰذا ادارہ منہاج الصالحین نے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے قبلہ موصوف کی علمیت، منطقیت اور ادبیت سے معمور مجالس کے دو مجموعہ شائع کیے ہیں۔ یہ مجموعہ ہائے مجالس تبلیغ تشیع کا بہترین ذریعہ ہیں جو پیار اور محبت کی فضا میں مذہب حقہ اثنا عشریہ کے فروغ کا باعث بننے والی تقاریر ہیں۔ ہدیہ: 250 روپے

اولی الامر کون؟

علامہ نسیم عباس رضوی کی ہردلعزیز مجالس کی تیسری کتاب "اولی الامر کون؟" کے استفہامی عنوان سے منظر عام پر آئی ہے جو کتب ولایت و امامت کے فروغ کی آئینہ دار ہے۔ علامہ موصوف کی ان مجالس کے مرتب مولانا مشتاق حسین جعفری ہیں۔

اولی الامر کون؟ ایک سوال ہی نہیں بلکہ یہ پوری کتاب اس کا منہ بولتا جواب اور معصومینؑ کے اولی الامر ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔

علامہ نسیم عباس رضوی کی مجالس کا یہ تیسرا مجموعہ بھی فضائل و مصائب اہل بیتؑ کا ایک بیش بہا خزینہ ہے۔ ہدیہ: 135 روپے

ریاض المجالس

سید العلماء آیت اللہ حافظ سید ریاض حسین نجفی مدظلہ العالی زعیم حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر لاہور شیعان پاکستان کی نظر میں ایک عظیم علمی شخصیت اور باعمل دینی رہنما کا مقام رکھتے ہیں۔

اس بلند پایہ ہستی نے "ایاک نعبد وایاک نستعین" کی ایک آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں پورا عشرہ محرم خطاب فرمایا ہے۔ لہٰذا قبلہ موصوف کا یہ مجموعہ تقاریر نہ صرف مجالس کی ایک کتاب ہے بلکہ تفسیر آیہ قرآنی کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

ریاض المجالس میں انتہائی علمی، فکری اور پُرمغز مجالس ہیں جنہیں پڑھنے اور سننے سے عقائد محکم، اعمال صالح اور عاقبت بالخیر ہونا یقینی امر ہے۔ اس کتاب کی ابتداء میں ایک مبسوط تنقیدی مقالہ بھی شامل ہے۔ ہدیہ: 125 روپے